مثنوی

خواب و خیال

تصنیف

خواجہ سید محمد میر اثر (برادر خورد خواجہ میر درد)

مرتبۂ

جناب مولوی عبدالحق صاحب بی - اے (علیگ)

معتمد انجمن ترقی اُردو

سنہ ۱۹۲۶ ع

انجمن اُردو پریس، اُردو باغ، اورنگ آباد (دکن)

میں بار اول طبع ہوئی

(تعداد طبع ۱۰۰۰)

فہرستِ مضامین

مقدمہ

سید محمد نام، تخلص (اثر) کرتے تھے۔ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی تھے۔ میر حسن اپنے ,,تذکرۂ شعرا،، میں لکھتے ھیں:-
,,درویشے است موقر و صاحب سخنے است مرثر، عالم و فاضل رتبۂ قدرش بغایت بلند، گوھر صدرش نہایت ارجمند،،۔
وہ خواجہ صاحب کے چھوٹے بھائی ھی نہیں تھے بلکہ اُن کے شاگرد اور مرید بھی تھے۔ اس مثنوی میں اُنھوں نے بھائی کا ذکر نہایت ادب اور عقیدت سے کیا ھے۔ درویشی اور شاعری دونوں میں اِنھیں کے قدم بقدم چلتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔

خواجہ میر درد اُن بزرگوں میں سے ھیں جو اپنی سیرت اور کلام کی وجہ سے ھمیشہ یاد رھیں گے۔ دلّی پر صدموں پر صدمے اور آفتوں پر آفتیں نازل ھوئیں مگر اُن کے پائے استقلال کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔ ایک وجہ تو بظاھر یہ تھی کہ بزرگوں کے وقت سے کچھ جاگیر چلی آتی تھی اور لوگ اُن کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے، لیکن بڑی وجہ یہ ھے کہ اُن کی طبیعت میں حقیقی درویشی کی چاشنی تھی، توکل کے ساتھ استغنا اور بے نیازی اُن کے خمیر میں تھی۔ انھوں نے کبھی امرا اور بادشاھوں کو منہ نہ لگایا۔ اِس وضع کا ھمیشہ خیال رکھا اور عمر بھر تک نبھایا۔ میر اثر نے بھی

اپنے بھائی اور پیر و مرشد کی طرح، جن سے اُنھوں نے کسب کمال کیا تھا، "بطور درویشان صاحب معنی کے گوشہ نشینی اختیار کی" * اور اپنے بھائی کے سجادے پر عمر بسر کر دی۔

صاحب خمخانۂ جاوید لکھتے ھیں کہ "خواجہ میر درد کے عالم ضعیفی میں اُن کے ایک مرید نے عرض کی کہ دنیا دارِ فانی ھے اور حضرت کا وقت آخر، حضور ہدایت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کو آپ کا جانشین اور صاحب سجادہ مانیں۔ آپ یہ سنکر آنسو بھر لائے اور جواباً یہ قطعہ پڑھا:-

موت کیا ھم سے فقیروں سے تجھے لینا ھے
مرنے سے پہلے ھی یہ لوگ تو مر جاتے ھیں
تا قیامت نہیں مٹنے کے دل عالم سے
درد ھم اپنے عوض چھوڑے اثر جاتے ھیں" †

اس سے ظاھر ھے کہ خواجہ صاحب کو اپنے بھائی کا کس قدر خیال تھا اور وہ اُنھیں کیا سمجھتے تھے۔ اور میر اثر کے دل میں جو ادب و احترام اور ارادت و عقیدت مندی حضرت خواجہ صاحب کی طرف سے تھی، اُس کی کچھ انتہا نہ تھی، چنانچہ اس کا ثبوت جا بجا اس مثنوی میں ملے گا اور اسی فیض صحبت کے اثر سے (اثر) کچھ کے کچھ ھو گئے—

درد ھی میرے جی میں دھیا ھے
درد کا میرے سر پہ سایہ ھے

....

تو نے ایسی ہی دستگیری کی
پدری، مادری و پیری کی
تو نے اس مہر و غور سے پالا
نہ پڑا مجکو اور سے پالا

---

* گلشن ہند (صفحہ ۳۰) -
† خمخانۂ جاوید جلد اول صفحہ ۱۲۶ —

بات جو ہے مرے سو تیرے ساتھہ
تونے ایسي ہی کی ہے میرے ساتھہ

تونے بندے کو یوں نوازا ہے
ایسے ناکس کو سرفرازا ہے

میر اثر کا کلام بہت ہی پاک ، صاف اور فصیح ہے اور درد و اثر کی چاشنی رکھتا ہے اور مثنوی* تو سلاست و فصاحت کی کان ہے - اُردو زبان میں مثنوی کا رواج بہت قدیم زمانے سے ہے اور دسویں صدی ہجری سے اب تک سینکڑوں مثنویاں لکھی گئی ہیں، جن میں عاشقانہ بھی ہیں، صوفیانہ بھی اور تاریخی بھی - بعض اُن میں سے بہت ضخیم اور بڑے پاے کی ہیں - لیکن اُس وقت اور اِس وقت کی زبان میں اس قدر تفاوت ہے کہ باہم کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا - جدید اُردو زبان کی جب سے بنیاد پڑی ہے شاید ہی کوئی مثنوی زبان کی سلاست اور روانی، فصاحت اور شیرینی، روز مرہ کی صفائی، قافیوں کی نشست اور مصرعوں کی برجستگی، زنانے اور مردانے محاوروں کے بے تکلف استعمال میں مثنویء "خواب و خیال" کا مقابلہ کر سکتی ہے - مگر بات کیا ہے کہ یہ

---

* اُن کے دیوان کی طرح اُن کی مثنوی بھی بہت کم یاب ہے - مجھے ایک مدت سے اس کی تلاش تھی، اتفاق سے اس کا ایک نسخہ میرے برادر معظم شیخ ضیاءالحق صاحب نے مجھے بھیجا جو انھیں کہیں سے مل گیا تھا - میں اس کی اصلاح و ترتیب میں مصروف تھا کہ مولوی نجیب اشرف صاحب ندوی نے اطلاع دی کہ انھیں ایک نسخہ انجمن اصلاح دیسنہ (بہار) کے کتب خانے میں دستیاب ہوا ہے اور جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ میں انجمن کی طرف سے اُسے شایع کرنے والا ہوں تو کمال عنایت سے وہ نسخہ میرے پاس بھیج دیا جس سے مجھے اپنے نسخے کی تصحیح میں بہت مدد ملی اور میں مولوی صاحب موصوف کا بہت شکر گذار ہوں —

کوئی مسلسل قصہ یا داستان نہیں ہے، ہجر و مفارقت، تمنائے ملاقات و مواصلت، راز و نیاز، چھیڑ چھاڑ، اور عشق و عاشقی کی کیفیات اور واردات کا بیان ہے اور بہت پر لطف ہے - لیکن ایک مسلسل داستان کے بیان میں جو مختلف اشخاص کی سیرت نگاری اور مختلف حالات و واقعات کے دکھانے میں شاعر کو مشکلات پڑتی ہیں اور جس سے اس کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے، اُن سب چیزوں سے یہ مثنوی خالی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر چہ میر تقی میر کی مثنویاں صفائی زبان کے لحاظ سے اُسے نہیں پہنچتیں، لیکن جب اُن تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہیں جو ایک مسلسل مثنوی کے لئے لازم ہیں تو میر صاحب کی مثنوی (شعلۂ عشق) کو نہ صرف به لحاظ زمانہ بلکہ ہر لحاظ سے تقدم اور فضیلت ہے - البتہ اس مثنوی میں دلی کیفیتوں اور معاملات عشقیہ کا بیان بہت قابل تعریف ہے اور خاصکر اس کا بے ساختہ اور بے تکلف طرز بیاں بہت ہی لایق داد ہے اور حق یہ ہے کہ کمال کو پہنچا دیا ہے - جہاں سے کتاب کھولئے، ایک سی حالت ہے، یہاں معلوم ہونے کے لئے بعض مقامات سے بغیر کسی خاص کوشش کے چند شعر لکھے جاتے ہیں، جن سے (اثر) کے کلام کا انداز معلوم ہو گا —

شادمانی نظر نہیں آتی
زندگانی نظر نہیں آتی

کیا کہوں میں کسو سے اپنا حال
زیست کرنی غرض ہوئی ہے محال

کون کس کی سنے ہے کس سے کہوں
اور الٹے ہنسے وو جس سے کہوں

درد کوئی کسو کا کیا جانے
اُس کا دل جانے یا خدا جانے

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
چپ رہوں تو رہا نہیں جاتا
گر کہا بھی تو کون مانے ہے
جو سنے ہے سو جھوٹ جانے ہے
گر کسو نے سنا تو کیا حاصل
اور سے کب کھلے ہے عقدۂ دل
کوئی دم گر اکیلے پاؤں اُسے
درد دل تک ذرا سناؤں اُسے
دل کا شاید بخار نکلے جب
یہ جو کھٹکے ہے خار نکلے جب

غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ہے — یا کسو کے مٹائے مٹتا ہے
جس کے جی پر پڑے وہی جانے — اور کے دل کی اور کب جانے

میں نے کردی ہے اب خبر تجھکو
مل نہ جاوے کہیں اثر تجھکو
تو خبردار گو کہ ہووے گا
دیکھیو آپھی جو کہ ہووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا
کیسا تیرا غرور نکلے گا
اُس کے ہاتھ اب کے بار آ تو سہی
پھر سلامت تو بچ کے جا تو سہی
خیر وہ تو جو ہو گی سو ہوگی
اب تو مرتا ہے عشق کا روگی

اب نہ دن ہی کٹتے نہ رات کٹتے
کس طرح عرصۂ حیات کٹتے

رات کاٹے کوئی کہ دن کاٹے
بات بنتی نہیں ہے بن کاٹے
عمر یوں کاٹے کس کو بھاتا ہے
تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ہے
ہے شب ماہ دل پہ یوں پیارے
جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے

جس کے آنے کا لگ رہا ہے خیال
روز درپیش ہے یہی جنجال
گر ابھی رہ دو چار ہو جاوے
پھر سر نو بہار ہو جاوے

دانتوں کی تعریف میں:
یو تو کہنے کو جیسے موتی ہیں
باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں
گو ہزار آب دار موتی ہے
یہ صفا کوئی اُس میں ہوتی ہے

اپنی حیرت میں ایک تو ہوں میں
تس پہ حیران لوگ کرتے ہیں
میری تیری طرف یہ تکتے ہیں
کچھہ کچھہ آپس میں بیٹھے بکتے ہیں
کوئی ایدھر کو دھیان رکھتا ہے
کوئی باتوں پہ کان رکھتا ہے
کوئی آپس میں آنکھہ مارے ہے
کوئی چپ در پئے اشارے ہے

کوئی پکڑے ہے منہ کی بات کہی
کوئی کہتا ہے دیکھئے رہ تو سہی
کوئی پھینکے ہے بیٹھا آوازے
کہ یہ کھینچیں گے اس کے خمیازے

کوئی حیران بن کے بیٹھے ہے
کوئی انجان بن کے بیٹھے ہے
کوئی آنکھیں ادھر کو گاڑے ہے
کوئی نظریں چرائے تاڑے ہے

کوئی چتون کو اب پرکھتا ہے
کوئی تیوری پہ دھیان رکھتا ہے
ہر کوئی ہے اسی کے اب درپے
کہ بھلا دیکھوں بات یہ کیا ہے

....

اب کہاں تجھ کو دیکھ سکتا ہوں
بیٹھا اوروں کے منہ کو تکتا ہوں
تجھ کو دیکھوں کہ آہ اِن کی سنوں
سبھی دشمن ہیں کس کو دوست کہوں

....

پہلے سو بار اِدھر اُدھر دیکھا
تب تجھے ڈر کے یک نظر دیکھا
نہیں معلوم کیا کیا اِن کا
ہم غریبوں نے کیا لیا اِن کا

کس لئے اس قدر تو ڈرتا ہے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ہے
ٹک سمجھ تو کسی کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجھ سے نظریں جو تو چراتا ہے
چور اپنے تئیں بناتا ہے
یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں ہوں
کبھی پوشیدہ میں جو دیکھوں ہوں
چور ہیں ہم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ہے پیشتر کیا تھی
اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس
ہم تو اِن باتوں کے نہ آس نہ پاس
تو جو ملنے سے جی چھپاتا ہے
آنکھ کُھل کر نہیں ملاتا ہے
خلق اس سے کچھ اور سمجھی ہے
ہاں برائی کے طور سمجھی ہے
واہ یہ بات کا چھپانا ہے
یا کہ اور آپ خود جتانا ہے
اِس پہ لوگوں نے زور ٹھیرایا
ہمیں آپس میں چور ٹھیرایا
یہ بہ تکرار آزمایا ہے
بارہا دیکھنے میں آیا ہے
جس قدر بات کو چھپاتے ہیں
لوگ اتنا ہی صاف پاتے ہیں
دیکھ میری طرف تو اب نہ دھڑک
ساتھ مل بیٹھ اس قدر نہ بھڑک
پھر جو بولے کوئی تو میں جانوں
بات کھولے کوئی تو میں جانوں

لوگ تیرے جو پاس آتے ہیں
سن کے میرے حواس جاتے ہیں

هوش اُن کے ٹھکانے رہتے ہیں
تیری سنتے ہیں اپنی کہتے ہیں

میں جو تجھ سے دوچار ہوتا ہوں
پھر تو بے اختیار ہوتا ہوں

جس گھڑی تیرے پاس جاتا ہوں
بس نپٹ بے حواس جاتا ہوں

سارے منصوبے بھول جاتے ہیں
ہاتھ پانو اپنے بھول جاتے ہیں

منہ کو حسرت سے دیکھ رہتا ہوں
پھر نہ سنتا ہوں کچھ نہ کہتا ہوں

بات کہنی تھی اور نکلی اور
بے حواسی تک ایک کرنا غور

جب بجائے خود اپنے آتا ہوں
دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ہوں

جی میں کہتا ہوں کھا کے پچھتاوے
اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاوے

بارہا اس کو آزمایا ہے
یہی حال خراب پایا ہے

ہجر میں جی ہے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

اِن واردات قلبی کے علاوہ اثر نے ایک سراپا بھی لکھا ہے جسکے تقریباً تین سو شعر ہوں گے۔ سراپا ہماری شاعری میں ایک پامال مضمون ہے اور اُس کی تشبیہیں اور استعارے اس قسم کے ہیں کہ بعض اوقات مضمون مضحکہ خیز ہوجاتا ہے، تاہم اُنھوں نے اِس میں خوب خوب شعر نکالے ہیں۔ سراپا کے لئے

زیادہ تر فارسی تشبیہیں استعمال کی جاتی ہیں مگر میر اثر نے کہیں کہیں ہندی تشبیہوں سے بھی کام لیا ہے۔ مثال کے لیے یہ شعر ملاحظہ ہوں :-

کہی جاتی نہیں کمر کی لچک
پائی چیتے نے کب یہ ایسی لپک

یوں سید مست جھو لے آتے ہیں
مست جوں ہاتھی ہولے آتے ہیں

مانگ موتی بھری وہ دے ہے بہار
جیسے بگلوں کی بدلی میں ہو قطار

سراپا میں کوئی عضو نہیں چھوڑا اور اس دھن میں وہ حد سے آگے نکل گئے ہیں —

اس سے بڑھ کر میر صاحب نے اختلاط کے موقعے کی جو باتیں لکھی ہیں، اُس میں تو خوب کُھل کھیلے ہیں اور پردہ بالکل اُٹھا دیا ہے۔ مولانا حالی مرحوم کی نظر سے یہ مثنوی نہیں گزری تھی، اس کے متعلق بعض احباب سے سنا تھا اور ایک دو شعر خود اُنھیں یاد تھے، اس پر سے انھوں نے یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ شوق نے اپنی مثنویوں کی بنیاد میر اثر ہی کی مثنوی پر رکھی ہے اور مثالاً ایک شعر بھی لکھا ہے جو شوق کے ہاں صرف ایک لفظ کے ادل بدل سے بجنسہ موجود ہے۔ چنانچہ وہ اپنے "مقدمۂ شعر و شاعری" میں لکھتے ہیں:-

" یہ بات تعجب سے خالی نہیں کہ نواب مرزا شوق کو اپنے اسکول کے بر خلاف مثنوی میں ایسے صاف اور با محاورہ زبان برتنے کا خیال کیوں کر پیدا ہوا۔ کیونکہ جب سوسائٹی کا رخ دوسری طرف پھرا ہوا ہوتا ہے تو اُس کے مخالف رخ بدلنے کے لئے کسی خارجی تحریک کا ہونا ضروری ہے۔ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی خواجہ میر اثر دہلوی نے جو مثنوی لکھی ہے، جس کا نام "خواب و خیال"

رکھا تھا اور جس کی شہرت ایک خاص وجہ سے زیادہ تر پورب میں ہوئی تھی، اُس مثنوی میں جیسا کہ ہم نے اپنے بعض احباب سے سنا ہے، تقریباً ۴۰-۴۵ شعر اسی قسم کے ہیں جیسے کہ شوق نے "بہارعشق" میں اختلاط کے موقع پر اُن سے بہت زیادہ لکھے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شوق کو ایسی صاف زبان برتنے کا خیال اُس مثنوی کو دیکھ کر پیدا ہوا۔ اور چونکہ وہ ایک شوخ طبع آدمی تھا اور بیگمات کے محاورات پر بھی اُس کو زیادہ عبور تھا، اُس نے اپنی مثنوی کی بنیاد "خواب وخیال" کے اُنھیں ۴۰-۴۵ شعروں پر رکھی اور اُن معاملات کو جو خواجہ میر اثر کے ہاں ضمناً مختصر طور پر بیان ہوئے تھے، اپنی مثنوی میں بہت وسعت کے ساتھ بیان کیا اور جس قسم کے محاوروں کی اُنھوں نے بنیاد قایم کی تھی، شوق نے اُس پر ایک عمارت چن دی۔ اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ "خواب وخیال" کے اکثر مصرعے اور شعر تھوڑے تھوڑے تفاوت سے "بہار عشق" میں موجود ہیں" —

جب گلشن ہند چھپی، جس میں اثر کا بھی تذکرہ ہے، تو اس میں چند اشعار اِس مثنوی کے بھی نظر آئے۔ اتفاق سے صاحب تذکرہ نے سراپا کے بعض معمولی شعر نقل کر دئے ہیں جن سے اس مثنوی کی خوبی کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ ان اشعار کو دیکھ کر مولانا شبلی مرحوم نے تذکرے کے حاشیے پر یہ خیال ظاہر فرمایا ہے:—

"مولوی حالی صاحب نے اپنے دیوان کے مقدمے میں لکھنؤ کی شاعری میں صرف نواب مرزا شوق کی مثنویوں کا اعتراف کیا ہے، لیکن چونکہ اُن کے نزدیک شعراے لکھنؤ سے ایسی فصاحت اور سلاست کی توقع نہیں ہوسکتی، اِس لئے اِس کی وجہ یہ قرار دی کہ نواب مرزا نے خواجہ میر اثر کی مثنوی دیکھی تھی اور اُس کا طرز اُڑایا تھا، یہ اشعار اُسی مثنوی کے ہیں۔ اس کا فیصلہ خود ناظرین کرسکتے ہیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ ہو سکتی ہے" —

اب جو یہ مثنوی ہمارے سامنے موجود ہے تو ہم بلاشبہ یہ کہہ

سکتے ھیں کہ یہ مثنوی نواب مرزا کا ماخذ اور نمونہ تھی اور اس سے یہ معلوم ھوتا ھے کہ مولانا حالی کا قیاس کس قدر صحیح تھا ۔ اس خاص موقع کے چند شعر دونوں مثنویوں سے نقل کئے جاتے ھیں :—

خواب و خیال	بہار عشق
ھاتھا پائی میں ھانپتے جانا	ھاتھا پائی میں ھانپتے جانا
کُھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا	چھوٹتے کپڑوں کو ڈھانپتے جانا
ھولے ھولے پکارنے لگنا	چپکے چپکے پکارتی تھی کبھی
ڈھیلے ھاتھوں سے مارنے لگنا	ڈھیلے ھاتھوں سے مارتی تھی کبھی
وہ ترا پیار سے لپٹ جانا	کھول کر دل چمٹ چمٹ کے ملا
اور دل کھول کے چمٹ جانا	کیسا کیسا لپٹ لپٹ کے ملا
وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا	کبھی منہ سے دیا چبا کر پان
وہ ترا جیب کا لڑا دینا	کبھی مل کر لڑی زباں سے زبان

اگر دونوں مثنویوں کے اس قسم کے اشعار برابر برابر رکھ کر پڑھے جائیں تو صاف معلوم ھو جائیگا کہ مرزا شوق نے "خواب و خیال" ھی کو اپنا نمونہ بنایا اور اسی مثنوی پر سے اُنھیں اِس قسم کی زبان لکھنے کا خیال پیدا ھوا ' کیونکہ (شوق) کے زمانے میں لکھنؤ میں شاعری لفظوں کا گورکھ دھندا ھو کے رہ گئی تھی اور تصنع اور تکلف انتہا درجے کو پہنچ گیا تھا —

لفظی رعایت بھی کہیں کہیں نظر آتی ھے ' مگر بہت کم اور وہ بھی زیادہ تر سراپا ھی میں پائی جاتی ھے ۔

میر اثر بزرگ اور بزرگ زادے تھے ' درویشی اُن کا شعار تھا ' اس لئے تعجب ھوتا ھے کہ انھوں نے بعض مقامات پر ایسی کُھلی کُھلی باتیں کیونکر لکھدیں ۔ مثنوی کے شروع میں اُنھوں نے خود اس کا ذکر کیا ھے ۔ عشق کا ذکر کرتے کرتے فرماتے ھیں :—

الغرض آگیا تھا ذکر مجاز	تس پہ کھولا ھے اس کا راز و نیاز
عشق صوری کی اِس میں ھیں حالات	اور اِس راہ کی ھیں کیفیات

حال ہے مبتلائے رسوا کا
وصف ہے یار کے سراپا کا
ہر کسو کی نہیں شبیہ و مثال
ہے یہ تصویر ازقبیل خیال

اگرچہ یہ تصویر خیالی ہے مگر کس قدر سچی ہے -
اس کے بعد کہتے ہیں :—

ظاہر گفتگو بہانہ ہے
توسن دل کو تازیانہ ہے
بہر یاران شوخ طبع جواں
نکتہ رس 'شعر فہم' ریختہ خواں

ایک بھی طرح یہ نکالی ہے
بات کی طرز کچھ نرالی ہے
تاکہ افسردگی سے گرماویں
گھڑی چھوڑ راہ پر آویں

کچھ نصیحت نہ واعظانہ ہے
بلکہ یہ پند عارفانہ ہے

اور اس طور پر نصیحت کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ :—

عشق کی حالتوں کو زندہ کریں
سارے خطروں سے پاک سینہ کریں
دل جلوں کا ہے دل کی لاگ علاج
آگ کے جوں جلے کا آگ علاج

مگر ان معاملات میں یہ علاج اکثر کارگر نہیں ہوتا بلکہ مخالف پڑتا ہے - آگے چل کر بطور معذرت کچھ کہتے ہیں اور اپنی صفائی کرتے ہیں :—

پڑگیا اِس میں یوں سخن کا رنگ
ہیں مضامین بہت شوخ و شنگ

بے طرح گرچہ لغویات ھے یہ
پر خدا جانتا ھے بات ھے یہ
کام مجکو کسی کے ساتھہ نہیں
یہ سرشتہ ھی میرے ھاتھہ نہیں
چھپی رھتی نہیں کسی کی معاش
نظر آتی ھے سب کی بود و باش
میں کہاں اور یہ خیال کہاں
ھجر کس کا (اثر) وصال کہاں

....

بات میں بات کچھہ نکل آئی
ھوگئی یوں ھی طبع آرائی
وضع اس کی ھوئی خلاف: طبع
ھے مجھے اس سے انحراف: طبع
نہ کہوں عہد (؟) ھے گر اُس کو تمام
لغو بیہودہ ھیچ پوچ کلام
کچھہ سر دست ھنستے ھنستے کہا
بعض یاروں کو سن کے یاد رھا
نہ کیا اس کو داخل دیواں
نہیں یہ نظم شامل دیواں
آزمانا تھا کچھہ روانیٔ طبع
کچھہ دکھانا تھا نوجوانیٔ طبع
ایک دو دن میں کہہ کے پھینک دیا
نہیں معلوم کن نیں اُس کو لیا
اب جو دیکھو کسی کے پاس کہیں
ھیں یہ اُس کے ھی شعر، میرے نہیں

باوجود ان سب باتوں کے فرماتے ھیں کہ جو لوگ سخن فہم اور ذوق شعر رکھتے ھیں اور جن کے دل میں سوز و گداز ھے اور

راز و نیاز کی گھاتوں سے واقف ہیں
لطف سب بات کا وہ پاویں گے
جی میں خطرہ برا نہ لاویں گے
ورنہ بے درد اِس کو کیا جانے
اور دل سرد اِس کو کیا جانے
سب یہ بے درد نکتہ چیں ہیں گے
قابل گفتگو نہیں ہیں گے

اگرچہ اس مثنوی میں ایک آدھ مقام ایسا آگیا ہے جہاں حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھہ دیا ہے، مگر میر اثر کی زندگی ایسی پاک صاف اور درویشانہ تھی کہ اُن پر کسی کا وہ گماں نہیں ہوسکتا جو شوق کی مثنویاں پڑھ کر ہوتا ہے - یہاں صرف دُنتی کے چند شعر ہیں اور وہاں دفتر کا دفتر اسی سے سیاہ کیا ہے - لیکن اس میں کچھہ شک نہیں کہ مثنوی میں اس سلاست و فصاحت کے بانی میر اثر ہی ہیں اور خود فرماتے ہیں:-

نظم کی طرح یہ نرالی ہے
طرز اس کی نئی نکالی ہے

اِس مثنوی کی وجہ تصنیف یہ بیان کی ہے کہ ایک بار خواجہ میر درد نے مثنوی کے طور پر از راہ تفنن کوئی سو شعر کہہ ڈالے، وہ میں نے مانگ لئے اور وہی اشعار اِس مثنوی کی بنا قرار پائے - اگرچہ ہے تو یہ مثنوی کہیں کہیں خود اپنی اور خواجہ میر درد کی اردو فارسی غزلیں جو مثنوی کی بحر میں ہیں، موقع موقع سے آگئی ہیں - علاوہ اس کے مثنوی میں بھی خواجہ میر درد کے اشعار ہیں یعنے سو فارسی اور سو ھندوی (اردو) اور سو مثنوی کے، کل تین سو —

بعض بعض جگہ ایسے لفظ آتے ہیں جو اب بول چال میں نہیں ہیں - مثلاً مشغولا، بھر مانا (بھرم سے)، بست (بمعنی چیز)

هلنا (بہ فتحِ ہ) ، دوکھنا (دوس)، الزام ، رنڈی (بمعنی عورت)، کب لگ (کب تک)، دمنا (چمکنا)، مزاخ (مزاح، مذاق)۔ مگر آگو، پیچھو، کد، جد، تروار ایسے لفظ ھیں، جو اب بھی عوام کی زبان پر ھیں—

رسم خط ھم نے وھی رکھا ھے جو اُس وقت رائج تھا اور پرانے نسخے میں لکھا تھا۔ مثلاً 'نے' کو 'نیں' 'متاوے' کو 'میتارے'—

اگر چند الفاظ کا خیال نہ کیا جاے جو اب متروک ھیں تو مثنوی کی زبان ایسی پاک صاف اور شستہ، بول چال ایسی بےساختہ ھے کہ اُس وقت کی اور آج کل کی بول چال میں کچھہ فرق نہیں معلوم ھوتا۔ صفائی اور بھی زیادہ اس وجہ سے معلوم ھوتی ھے کہ اس میں وہ فارسی ترکیبیں نہیں پائی جاتیں جو میر اثر کے ھم‌عصر شعرا کے کلام میں نظر آتی ھیں—

افسوس ھے کہ میر اثر کا دیوان اب تک ھمیں دستیاب نہیں ھوا لیکن اس مثنوی میں جا بجا اُن کی غزلیں آئی ھیں اور اُن کے دیکھنے سے معلوم ھوتا ھے کہ غزل میں بھی اُن کا وھی رنگ ھے، اور سادگی اور کلام کی صفائی کے ساتھہ درد و اثر بھی ویسا ھی پایا جاتا ھے—

عبدالحق
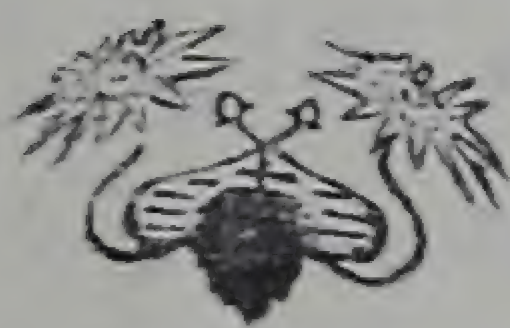
خواب و خیال

بعد حمد خدا و نعت رسول　　کچھہ بکے ھے یہ اب ظلوم و جہول
بے محابا کلام ھے بمعنے　　بیشتر ھیچ و پوچ بے معنے
لغزش گفتگوے مستانہ　　ھوگی ھا و ھوے دیوانہ
کچھہ نہ قصہ نہ کچھہ حکایت ھے　　کچھہ نہ شکوہ نہ کچھہ شکایت ھے
بات ھے بے سرشتہ و بے اصل　　ھجر کیدھر کا اور کہاں کا وصل
جلوہ پردازی جہان مثال　　نام اس کا یہی ھے "خواب وخیال"
ھیں گی سودائیوں کی حالاتیں　　شورش عشق کی خرافاتیں
جوش دریاے بیکران عشق　　ایک عالم کیا ھے جنہیں غریق
موج بحر محیط خبط و جنوں　　جسمیں ڈوبے ھیں لیلی و مجنوں
کوھکن بھی اسی میں ڈوب گیا　　شیریں خسرو کو اونیں غرق کیا
بہ گئے جسمیں وامق و عذرا　　نہ بچا اوسمیں جو کہ ھو گذرا
مفت لاکھوں غریب ڈوب گئے　　ساتھہ اون کے نصیب ڈوب گئے
اسکی قسمت ھی ڈوبی جو کہ گرا　　خیر ڈوبا گیا وو پھر نہ ترا
سخت آفت یہ بحر قلزم ھے　　جو پڑا اسمیں خیر* پھر گم ھے
نہ لگا ھاتھہ پر کنار اس کا　　نظر آیا نہ وار پار اس کا
ھے گی یہاں آشنائی لا حاصل　　نہیں پیدا کسو طرف ساحل

---

* دونوں اصل نسخوں میں "خیر" کا لفظ ھے - لیکن صحیح یہاں "عمر" معلوم ھوتا ھے —

ہر طرف موج خیز طغیانی — کشتیاں ہیں دلوں کی طوفانی
تس پہ کرتی ہے دلکی بیتابی — کشتی اپنی کو آپ گردابی
ہر جگہ پر ہزار خطرا ہے — شور دریا اسی کا قطرا ہے
ہر طرف جوش کا تلاطم ہے — بحر ہے یا کہ مے بھری خم ہے
سیل بنیاد افگن عالم — کہ زمیں آسماں کرے برہم
دل کو موج اسکی یوں کرے بیتاب — جسطرح ہووے ماہی بے آب
نہ فقط دل ہی غوطے کھاتا ہے — بلکہ یہاں جی بھی ڈوبا جاتا ہے
ہر جگہ پر بھنور ہے چکر ہے — ہر نشیب و فراز تکر ہے
قہر طوفان ہے کہ جس کی جھلک — جاوے ہر دم زمیں سیں تا بفلک
ہیں تفکر دلوں کے وہاں گرداب — ہے سراسر دل گداختہ آب
مچھلیاں سے تڑپتے ہیں بسمل — سیپیاں سے پڑے ہیں ہرجا دل
کہیں معلوم ہے نہ گھاٹ اوس کا — نظر آیا کبھی نہ پاٹ اوس کا
دیدۂ عاشقاں، دل اوس کا ہے — لب خشک انکے، ساحل اوس کا ہے
نا امیدی سے یہاں ہر ایک طرف — دل خالی پڑے ہیں مثل صدف
بہتی پھرتی ہیں ساری مثل حباب — ہر طرف عاشقوں کی چشم پرآب
امڈی آتی ہے دل پہ اسکی لہر — سانپ کاٹے کا جیسے دوڑے زہر
دل پہ یوں اسکی موج آتی ہے — جیسے غارت کو فوج آتی ہے
آبرو جان و مال نام و ننگ — یک لقمہ کریں ہیں اسکے نہنگ
کہیں دیکھا تو اسکی تھاہ نہیں — کوئی مرکے بھی پہنچے راہ نہیں
آشنا اسمیں ڈوبے جاتے ہیں — یہاں شناور بھی غوطے کھاتے ہیں
گرچہ صورت میں ہے سراپا آب — فی الحقیقت نہیں سوائے سراب
ایک عالم کا گھر ڈبویا ہے — سارے کاموں سے انیں کھویا ہے
گھونٹ پانی کا یہ کبھو نہ پلاے — قطرۂ آب نزع میں نہ جاے*
تشنہ لب عاشقوں کو مارے ہے — جوں نہنگ اون پہ منہ پسارے ہے
دانۂ اشک اُس کا موتی ہے — آبرو یہاں اسی سے ہوتی ہے

* دونوں اصل نسخوں میں "جاے" ہے۔ مگر قیاس چاہتا ہے کہ "چواے" ہوگا—

لعل و مرجاں عقیق ، لخت جگر | گہر آبدار ، دیدۂ تر
کام اس سے یہی ہے ناکامی | اسمیں نام آوری ہے بد نامی
مدعا اس سے نامرادی ہے | حسرت وغم ہی یہاں کی شادی ہے
کام دل چاھتا ہے نادانی | ہے دم نقد یہاں پریشانی
نظر آوے نہ روے آبادی | کہ کوئی ہووے جا کے فریادی
ایک عالم کیا ہے خاک سیاہ | جسکو دیکھا سو ہے بحال تباہ
عشق صوری بڑی ملامت ہے | حاصل اس سے یہی ندامت ہے
کہتے ہیں اسکو ہی ضلال مبیں | نفع دنیا ہے کچھ نہ حاصل دیں
صرف خسران دین و دنیا ہے | منفعت اس میں اور تو کیا ہے
جان جوکھوں ہے دمبدم ہر طرح | دیکھنا غم الم ستم ہر طرح
گر ملاقات ہو تو کیا حاصل | ہجر اور وصل دونوں ، لا حاصل
قیس دیوانہ ہو ہلاک ہوا | لطف لیلی سے اُس کو خاک ہوا
کوہکن مفت سر کو پھوڑ گیا | شیریں کو غیر پاس چھوڑ گیا
ہوا پروانہ آپ جلکے خاک | شمع کے ساتھہ کرکے گرم تپاک
گل سے بلبل نیں کچھ نہ پھل پایا | زار نالی سے کچھ نہ ہاتھہ آیا
ہو نہ یا رب کسو کا دل بیتاب | نہیں دنیا میں اور ایسا عذاب
دل گرفتار ہو نہ صورت کا | کوئی پابند ہو نہ الفت کا
کہیں وابستہ اب مزاج نہ ہو | اپنی * صورت سے احتیاج نہ ہو

آہ یا رب کسو سے دل نہ ملے | تجھ سوا اب کسو سے دل نہ ملے
بس مناجات سے یہی ہے غرض | کسی دشمن کو بھی نہ ہویہ مرض
دل کسو کا کسو سے بند نہ ہو | سانپ کاٹے پہ یہ گزند نہ ہو
اس ملامت سے ہے بچاؤ ضرور | نہیں لازم کہ ہووے فسق و فجور
الفت پاک وصاف بھی ہے ستم | دل پریشاں کرنے کو نہیں کم
اور بد بات تو خدا نہ کرے | ہیچ کافر کو مبتلا نہ کرے
قابل دوستی ہے کب کوئی | اپنی ہی گوں تکے ہے سب کوئی

---

* "اپنی" یہاں بے محل سا معلوم ہوتا ہے - کیا عجب کہ "اچھی" ہو —

نام معشوق مفت ھے بد نام — یہاں تو عاشق بھی ھیں سبھی خودکام

لہر میں اپنی آپ جاتے ھیں — واسطہ یار کا بتاتے ھیں

باولے ھیں یونہیں بہ سودائی — دیکھیں اپنی نہ اس کی رسوائی

عاشق اپنے تئیں گنواویں بے — کام معشوق کے نہ آویں بے

ناحق اپنے تئیں ھلاک کریں — پاس اس کا ولے نہ خاک کریں

اوسکے ھوتے نہیں موافق طبع — کوئی ھوا کہیں موافق طبع

یار ان کا خیال ان کا ھے — اپنا اپنا کمال ان کا ھے

آہ سارا یہ ھے جہان غلط — دوستی کا ھے یاں گمان غلط

واقعی کون کس کو چاھے ھے — ھر کوئی وھم میں نباھے ھے

کون معشوق کون عاشق ھے — کون کاذب ھے کون صادق ھے

یونہیں دو روز کا ھے وھم اپنا — ھے سراسر قصور فہم اپنا

بوالہوس ھیں ھوا پرست نفس — عشق وہ ھے جو ھو شکست نفس

نفس کافر نہ کوئی مار سکے — یہ تو مارے مرے، نہ کاٹے کٹے

اپنے مارے یہ اور جیتا ھے — جو کہ ھارے وھی تو جیتا ھے

آپہی اپنا حریف ھے نہیں غیر — ھے خودی سے یہاں خدائی سے بیر

جوکہ ازخود کریں ھیں نفس کشی — نفس شیطان کی کریں ھیں خوشی

یہ تو مردود زھد و طاعت سے — اور سر کھینچے ھے رعونت سے

اپنے ھاتھوں کوئی یہ مرتا ھے — کام فضل خدا ھی کرتا ھے

مدد پیر سے ھلاک کرے — مثل اکسیر مار خاک کرے

جسقدر اپنے پیر پر ھو فدا — اوسقدر ھووے ھے فنا و بقا

اور اوسکے سوائے سب الفت — ھے سراسر کدورت و کلفت

صرف پابندی و گرفتاری — رنج و تشویش و ذلت و خواری

ساری دنیا کو خوب دیکھا آہ — ھے محبت، محبت اللہ

جس سے قایم ھے آسمان و زمیں — جس سے آوے دلوں میں صدق ویقیں

واقعی عشق پیر کا ھے عشق — مرشد دستگیر کا ھے عشق

ھے حقیقت کا قطرہ یہ مجاز — نہ کہ فسق و فجور شر پرداز

ھے یہی عشق رھنماے وصول — ھے یہی عشق باب رشد وقبول

ہے یہی عشق کاشف اسرار
ہے یہی عشق مطلع انوار

ہے یہی عشق موجب برکات
ہے یہی عشق باعث ثمرات

ہے یہی عشق آدمی کا شرف
ہے یہی عشق راہ حق کی طرف

ہے یہی عشق قوت ایمان
ہے یہی عشق شدت عرفان

ہے یہی عشق کان فضل و کمال
ہے یہی عشق جان قرب و وصال

ہے یہی عشق دل کا عیش و نشاط
ہے یہی عشق زندگی کی بساط

ہے یہی عشق قوت روح و رواں
ہے یہی عشق قوت دل و جاں

ہے یہی عشق جی کی آزادی
ہے یہی عشق دل کی آبادی

ہے یہی عشق لذت و آرام
ہے یہی عشق خوشدلئی مدام

ہے یہی عشق رستگاری دل
ہے یہی عشق دوستداری دل

ہے یہی عشق کیمیا اکسیر
ہے اسی عشق میں اثر تاثیر

ہے یہی عشق جامع اضداد
یہی بندہ کرے یہی آزاد

عشق یہ ہے تو جانگدازی ہے
اور سب عشق عشقبازی ہے

دل انسان کی شفا ہے یہ
سارے امراض کی دوا ہے یہ

یہی سیماب دل کو خاک کرے
یہی سب جسم و جاں کو پاک کرے

یہی سارے تعلقات چھٹائے
یہی یہاں کے توھمات مٹائے

چین دل کو اسی سے ھوتا ہے
غم دنیا یہی تو کھوتا ہے

یہی دیوے یقین و اطمینان
یہی کھولے حقیقت ایمان

ہے اسی عشق کا یہ جوش و خروش
رھنے دیتا نہیں مجھے خاموش

بات کچھ ھو ادھر کو کھینچے ہے
دل کو بے اختیار اینچے ہے

اب یہی عشق جوش مارے ہے
نام محبوب کا پکارے ہے

ھوں فدا اوس جناب والا کا
اپنے محبوب حق تعالی کا

نقش دل ورد جان ہے یا ناصر
دمبدم بر زبان ہے یا ناصر

ذات والا ہے حضرت ناصر
ہے نگہبان باطن و ظاھر

وہ کہ غفلت دلوں میں آنے نہ دے
ماسوا کی طرف کو جانے نہ دے

نوک ھوں یا کہ بد میں اوسکا ھوں
از ازل تا ابد میں اوسکا ھوں

نام اوس نین ھی جب دیا ہے اثر
درد نین اوسکے تب کہا ہے اثر

درد کی ذات پاک کا ہوں غلام
دل و جانسے جیوں ہوں اوسکا نام

اپنے محبوب پیر کے صدقے
حضرت خواجہ میر کے صدقے

میں نین سودا کیا ہے اوسکے ساتھہ
دست بیعت دیا ہے اوسکے ہاتھہ

ہاتھہ پکڑے کی ہے اوسی کو لاج
وہی دونوں جہاں میں ہے سرتاج

قابل عشق ذات اوسکی ہے
برتر از گفت بات اوسکی ہے

جو کہ اوسکے جناب کے ہیں غلام
گو کریں وے ہزار گونہ کلام

دل بہ غفلت کبھو نہ مائل ہو
بات حق سے کوئی نہ حائل ہو

عشق مطلق کُھلا ہے اوسکے سبب
صوری و معنوی وے ہیں سب

کھول دے ہے حقیقت ہر امر
منکشف کی ہے صورت ہر امر

نہیں لازم کہ اوس میں در آوے
کنہ اوسکی تب ہی نظر آوے

الغرض آگیا تھا ذکر مجاز
تس پہ کھولا ہے اوسکا راز و نیاز

عشق صوری کے اسمیں ہوں حالات
اور اس راہ کی ہیں کیفیات

حال ہے مبتلائے رسوا کا
وصف ہے یار کے سراپا کا

پر کسو کی نہیں شبیہہ و مثال
ہے یہ تصویر از قبیل خیال

پہلے عاشق کا ہے خراب احوال
پھر بہ تقریب وصف حسن و جمال

بات ہے ایک جسکا سر ہے نہ پانو
شخص کوئی نہیں ہے جو لیوں ناؤ

ظاہر گفتگو بہانہ ہے
توسن دل کو تازیانہ ہے

بھر یاراں شوخ طبع جواں
نکتہ رس شعر فہم ریختہ خواں

ایک بی * طرح یہ نکالی ہے
بات کی طرز کچھہ نرالی ہے

تا کہ افسردگی سے گرماویں
گمرہی چھوڑ راہ پر آویں

کچہہ نصیحت نہ واعظانہ ہے
بلکہ یہ پند عارفانہ ہے

آگئی ہے ترنگ مستانہ
ہم حریفانہ و ظریفانہ

تا نہ سمجھیں ز راہ بیدردی
صرف بے الفتی و دل سردی

دل لگا کر سنیں حقیقت کو
سمجھیں لاحاصل اس مصیبت کو

عشق کی حالتوں کو زینہ کریں
سارے خطروں سے پاک سینہ کریں

دل جلوں کا ہے دل کی لاگ علاج
آگ کے جون جلے کا آگ علاج

---

* بھی

عشق کی تیغ پہلے تیز کریں ۔ سب سے پھر قطع کر گریز کریں

پڑ گیا اسمیں یوں سخن کا رنگ ۔ ھیں مضامین بہت شوخ وشنگ

بے طرح گرچہ لغویات ھے یے ۔ پر خدا جانتا ھے بات ھے یے

کام مجھکو کسی کے ساتھہ نہیں ۔ یہ سرشتہ ھی میرے ھاتھہ نہیں

چھپی رھتی نہیں کسی کی معاش ۔ نظر آتی ھے سب کی بود و باش

میں کہاں اور یہ خیال کہاں ۔ ھجر کسکا اثر وصال کہاں

مجہ تلک تو خودی * کو بار نہیں ۔ اور تو کیا میں اپنا یار نہیں

صرف اللہ ھی یار اپنا ھے ۔ بس وھی دوستدار اپنا ھے

نہیں مجکو کسو سے کچھہ سروکار ۔ کبھو دیکھا نہیں یہ کار و بار

دیکھوں کسکو میں از براے خدا ۔ نظر آتا نہیں سواے خدا

کون ھے جس پہ میں نگاہ کروں ۔ کوئی ھووے تو اس سے راہ کروں

کسکو دیکھوں کروں میں کس پہ نگاہ ۔ سب طرف جلوہ گر ھے وجہ اللہ

وحدہ لاشریک لہ ھے وھی ۔ کیجئے جس طرف نگہ ھے وھی

چشم بینا ملے ھے جس کے تئیں ۔ دیکھے اوسکے سوا وو کسکے تئیں

ھیچ و ناچیز تھا میں ننگ عدم ۔ مجہ پہ حق کا جو ھے یہ فضل کرم

سب یہ ھے میرے پیر کا صدقا ۔ حضرت خواجہ مہر کا صدقا

یہ اوسی کی نگاہ کا ھے اثر ۔ دونوں عالم پے جو پڑے ھے نظر

جو کہ اوسکے بدل فدا ھیں گے ۔ ساری خلقت سے وے جدا ھیں گے

نہ کسو سے غرض نہ مطلب ھے ۔ اور تو کام کچھہ اونہیں کب ھے

دل کو آباد کردیا اوس نین ۔ سب سے آزاد کردیا اوس نین

دل مرا اونین پاک و صاف کیا ۔ با وجود خطا معاف کیا

ورنہ میں تو نپٹ ھی عاصی ھوں ۔ سر بسر غرق در معاصی ھوں

اپنے ذاتوں ھوں میں تو ناکارا ۔ ھرزہ گو ھیچ و پوچ آوارا

کبھو عرش بریں کی میں کہوں ۔ کبھو باتیں زمین کی میں کہوں

دیکھہ تو باوجود ایں ھمہ حال ۔ کیا بشوخی کیا ھے قال مقال

گرچہ اس کا دل و دماغ نہ تھا ۔ طبع آزاد کو فراغ نہ تھا

---

* خود ھی

بات میں بات کچھہ نکل آئی — ہوگئی یوں ہی طبع آرائی
وضع اسکی ہوئی خلاف طبع — ہے مجھے اس سے انحراف طبع
نکھوں عہد* ہے گر اوس کو تمام — لغو بیہودہ ہیچ پوچ کلام
کچھہ سردست ہنستے ہنستے کہا — بعض یاروں کو سنکے یاد رہا
نہ کیا اس کو داخل دیوان — نہیں یہ نظم شامل دیوان
آزمانا تھا کچھہ روانیء طبع — کچھہ دکھانا تھا نوجوانیء طبع
ایکدو دن میں کہہ کے پھینک دیا — نہیں معلوم کن نے اس کو لیا
اب جو دیکھو کسو کے پاس کہیں — ہیں یہ اُس کے ہی شعر، میرے نہیں
ایک تو ریختہ ہے سہل زباں — دوسرے جبکہ ہو بشوخی بیان
پھر تو قابل نہیں سنانے کے — نہیں لایق کہیں دیکھانے کے
بسکہ سمجھیں ہیں اسکو سارے عوام — جنکو نے نظم سے نہ نثر سے کام
شعر کو ایک بات جانے ہیں — پر غلط لغو بات جانے ہیں
ہاں مگر جو کوئی کہ شاعر ہو — فن شعری میں آپ ماہر ہو
ہو مضامین شعر سے آگاہ — اور رکھتا ہو کچھہ سخن سے راہ
وہ تو جانے کہ یہ بھی ہے ایک نہج — یوں تو کہنا نہیں ہے ایسا سہج
یوں صفا سے کہا نہیں جاتا — اس طرح کہنے میں نہیں آتا
نہیں آساں کہے بایں انداز — اور ہر جا ہو بات کی پرداز
موج بحر سخن سرائی ہے — کچھہ کہے ہے جو لہر آئی ہے
یا جو کوئی کہ یار صادق ہوں — بے تکلف بدل موافق ہوں
عاشقانہ پڑا ہو صرف مزاج — ہو کسو سے انہیں نہ کام نہ کاج
دلمیں رکھتے ہوں تک بھی سوز وگداز — کچھہ سمجھتے ہوں حرف رازونیاز
عالم دوستی سے ہو کے خبر — رکھتے ہوں گے دلوں میں درد و اثر
لطف سب بات کا وو پاویں گے — جی میں خطرا برا نہ لاویں گے
ورنہ بیدرد اسکو کیا جانے — اہر دل سرد اس کو کیا جانے
سب یہ بیدرد نکتہ چیں ہیں گے — قابل گفتگو نہیں ہیں گے

* دونوں نسخوں میں عہد کا لفظ ہے - ہمارا قیاس ہے کہ اصل میں حیف یا ایساہی کوئی لفظ ہو گا —

قصہ کوتاہ ان سے کام نہیں / ایسے اشخاص سے کلام نہیں
خیر جو کوئی سمجھے سو سمجھے / ذھن میں اپنے چاھے سو سمجھے
گفتگو یہ کسو کے ساتھہ نہیں / جون قلم بات اپنے ھاتھہ نہیں
حرف جو جو زبان پہ آوے ھے / بے خبر منہ سے نکلے جاوے ھے
ھے نہ کچھہ شعروشاعری منظور / کچھہ نہ تقریب ظاھری منظور
نظم کی طرح یہ نرالی ھے / طرز اسکی نئی نکالی ھے
مثنوی گرچہ ھے ولے ھرجا / اور بھی شعر آگئے ھیں جدا
اپنی غزلیں جو یاد آئی ھیں / اونکے موقع میں پڑہ سنائی ھیں
بعض اشعار فارسی بھی کہیں / کچھہ بتقریب آگئے ھیں یونہیں
اور جو ھے کلام حضرت کا / وھاں جتایا ھے نام حضرت کا
بات میں تاکہ درد پیدا ھو / کچھہ سنے سے اثر ھویدا ھو
نہیں اسمیں سوائے درد و اثر / کہیں کوئی کچھہ اور چیز دگر
شعر حضرت کے کچھہ جوپائے ھیں / اس سراپا میں بھی ملائے ھیں
واسطے سب کی یہاں ضیافت کے / تین سوشعر ھیں گے حضرت کے
فارسی سو ھیں ھندوی سو ھیں / باقی اشعار مثنوی سو ھیں
تین سو سے ھوے یہ تین ھزار / سب اسی تخم کا ھے برگ وبار
ایک دن جو مزاج میں آیا / بہ تفنن کچھہ ایک فرمایا
کہے سو شعر مثنوی کے طور / دفعتاً دم میں بے تامل و غور
پھر اوسی وقت کہہ کے دور کئے / یاد رکھہ کر وو ھیں میں مانگ لئے
یہی اشعار ھیں بنائے کلام / متفرع اوسی پہ ھے یہ تمام
آپ کہہ کر جو دور فرمایا / وھی اس نظم کا ھے سرمایا
یوں ھزاروں ھی شعر فرماے / ذکر مذکور میں وو کب آے
یہ تو اوسوقت مجکو یاد رھے / کہ اجازت سے اوس پہ اور کہے
بسکہ یہ سو غلام کو ھی دئے / نام حضرت جتا جدا نہ کئے
بے جتائے یہ سو ملائے ھیں / وہ جو دو سو ھیں وہ جتائے ھیں
بس جو کچھہ قابل انتخاب کے ھیں / وہ عنایات اوس جناب کے ھیں
کوئی پوشدہ رہ سکے! وو کلام / بر رسول و بر آل اوست سلام

اور جو دیکھئے حقیقت میں
خواہ معنی میں خواہ صورت ہیں

ہم ہیں خود آپ اوس کا نام و نشان
ہے ہمارا بیاں اوسی کا بیان

ہم، ہیں بندہ وو ہے ظہور خدائے
ہم، ہمارے عمل ہیں اوس کے بنائے

جو کہا سب اوسے سنایا ہے
دست اصلاح نیں بنایا ہے

میں بھی اوسکا کلام بھی اوسکا
بعض کیسا تمام ہی اوسکا

ظاہر و باطن اوس کا سوختہ ہوں
ورنہ بالذات ہوش باختہ ہوں

جستجو ہے تو اوس کی ذات کی ہے
گفتگو ہے تو اوس کی بات کی ہے

کام ہے تو اوسی کی ذات سے ہے
بات ہے تو اوسی کی بات سے ہے

جو کہے اوس کی ذات پاک کہے
اور کوی کہے تو خاک کہے

واقعی حق کلام اوس کا ہے
کہنا حق بات، کام اوس کا ہے

ہے وظیفہ اثر کلام درد
ورد اپنا یہی ہے نام درد

درد عاشق کی ہے دوا، وو کلام
درد مندوں کی ہے شفا، وو کلام

شعر حضرت نیں جس زباں میں کہے
تا قیامت وو یادگار رہے

شاعری وہاں کا کچھہ کمال نہیں
فخر ہے بلکہ شاعری کے تئیں

ریختہ نیں یہ تب شرف پایا
جبکہ حضرت نیں اوسکو فرمایا

مرتبہ ریختہ کا اور ہوا
معتبر فارسی کے طور ہوا

یہ فصاحت زبان کی ہے کہاں
یہ بلاغت بیان کی ہے کہاں

کہیں یہ بات پائی جاتی نہیں
یوں حقیقت دکھائی جاتی نہیں

شعر سب اسطرح حقیقت کے
نہیں دیکھے سوائے حضرت کے

جو کہ اہل سخن ہیں مانتے ہیں
قدر صاحب مذاق جانتے ہیں

نظم یا نثر جو کہا ہے کلام
ہے وو بے شبہ سر بسر الہام

حل ہوے ہیں مسائل توحید
سب وو روح القدس کی ہے تائید

کیا کہوں اوسکی میں قبولیت
سن کے ہوتی ہے دل کو محویت

ہے موثر نپٹ ہی در دل و جاں
سارے عالم کے نت ہے ورد زباں

بسکہ تضمیں وہ کلام ہوا
تب یہ مقبول خاص و عام ہوا

چونکہ ہستم سیاہ مست سخن
می سپارم عناں بدست سخن

کہ جلو ریز رخش خامہ شود
آمد و رفت قطرہ زن نکند

تازہ ملک معانی رنگین تازہ مضمون و قابل تحسین
ارمغاں بہر دوستان آرم رشک صد باغ و بوستان آرم
دید کن گلشن معانی را گل و گلزار نکتہ دانی را
ہمہ گل کرد نو بہار سخن چہرہ افروز شد نگار سخن
ہست طبع رواں چو آب رواں زندگی بخش جان زندہ دلاں
ز آبداریٔ حرف و رنگ سخن صفحۂ کاغذ است رشک چمن
در صفا جلوہ گاہ دلدار است آئینہ از برائے دیدار است
اند کے داد ایں ببابد داد دل ناشاد تاکہ گردد شاد
شورش عشق را تماشا کن سیر جوش جنوں و سودا کن
حرف عاشق شنیدنی دارد عالم شوق دیدنی دارد

بیان اختلال احوال عاشق خستہ حال و ذکر کوفت و ملال آں شکستہ بال

کون جانے ہے درد مند کا حال دل سوزاں مستمند کا حال
ایک مدت تلک نہ تھا معلوم کس بلا میں پڑا ہے یہ مظلوم
بن کہے، حال کون جانے ہے چپ رہے، حال کون جانے ہے
دل کا مالک نہیں سوائے خدا پوچھے، کس کو غرض برائے خدا
ایک عمر اسکا مجکو کھوج رہا دل پہ اس بات کا ھی بوج رہا
کچھہ نہ کھلتا تھا کیا مرض ہے اسے آہ وزاری سے کیا غرض ہے اسے
دل پہ اب اسکے کیا گزرتا ہے یہ جواں یوں جو مفت مرتاہے
کس لئے اسکی نیند و بھوک گئی کیا مصیبت پڑی ہے روز نئی
کس لئے تھنڈے سانس بھرتا ہے کس لئے آہ و نالہ کرتا ہے
کس لئے زار زار رووے ہے کس لئے ڈاڑھیں مار رووے ہے
کس لئے بیحواس رہتا ہے کس لئے یوں اداس رہتا ہے
کس لئے یوں رہے ہے من مارے کس لئے مفت دے ہے جی ہارے
کس لئے یوں رہے ہے بیخور وخواب مضطرب جیسے ماھئی بے آب
یوں جو سوکھے ہے کیا اسے دق ہے یا کسو شخص پر یہ عاشق ہے

یا کہ اس کو جنون و سودا ھے — کچھہ دماغی خلل یہ پیدا ھے
یا کہ مجذوب ھے یہ مستانہ — ھے غرض زور کوی دیوانہ
ظاھرا پر کسو پہ شیدا ھے — سب علامات عشق پیدا ھے
دیکھو جس وقت اشک جاری ھے — نالہ فریاد آہ و زاری ھے
نہ کسو سے ھنسے نہ بولے ھے — بات دل کی کہیں نہ کھولے ھے
حال پوچھو تو خیر رونے لگے — اور الٹے خفیف ھونے لگے
بن کہے آپ ھی آپ بکتا ھے — بات پوچھو تو منہ کو تکتا ھے
کیا کوی دوستی بجا لاوے — کس طرح کوی اسکو بہلاوے
کیا کوی اسکی دوستداری کرے — کیا کوی اسکی غم گساری کرے
غور و پرداخت کیا کرے کوی — کی نہیں جاتی اوسکی دلجوئی
کیا کہوں باتیں کیا دوانی ھیں — شعر یہ اوسکے ھی زبانی ھیں
" ایک تو اوسکے جور نیں مارا — اور یاروں کی غور نیں مارا
آہ! یا رب کدھر نکل جاؤں — دوست دشمن کو منہ نہ دکھلاؤں
دشمن اتنا نہیں ستاتے ھیں — دوست جتنا اب آ دکھاتے ھیں
دوستی کیا میں لے کے ان کی کروں — جبکہ ھر طرح سے میں آپھی مروں
دم دئے کوی جی بہلتا ھے ؟ — دل بسان چراغ جلتا ھے
انکی دلسوزیاں ھیں بیہودہ ' — سچ ھے حضرت کا سب یہ فرمودہ"

غزل لہ مد ظلہ

"اپنی قسمت کے ھاتھوں داغ ھونمیں — نفس عیسوی چراغ ھوں میں
ھوں فتادہ برنگ نقش قدم — رفتگان کا مگر سراغ ھوں میں
دونوں عالم سے کچھہ پرے ھے نظر — آہ کس کا دل و دماغ ھوں میں
میں ھوں گلچین گلستاں خلیل — آگ میں ھوں پہ باغ باغ ھوں میں
عین کثرت میں دید وحدت ھے — قید میں درد با فراغ ھوں میں"
خیر بے طرح زیست کرتا ھے — خیر خواھی سے اور مرتا ھے
رات دن ایک سا ھی جاگے ھے — لوگوں سے جیسے وحشی بھاگے ھے
نہیں تھمتا ھے آہ وزاری سے — جان دیتا ھے بیقراری سے

نہ کبھو دن کو چین ہووے ہے — نہ کبھو رات کو یہ سووے ہے
ایک جا سے کبھو پھرے نہ چلے — گڑ کے بیٹھے تو وھاں سے پھر نہ ھلے
رو بہ دیوار بیٹھا رھتا ھے — جیسے بیمار بیٹھا رھتا ھے
کبھو بے حس پڑے ھے جوں مردہ — دل بجھا اور خاطر افسردہ
کبھو ٹھہرے نہ ایک آن کہیں — آپ جاوے کہیں تو دھیان کہیں
اِدھر اُودھر پھرے ھے بے آرام — نہیں معلوم کیا ھے اسکو کام
اسکو یکجا کہیں قرار نہیں — ان دنوں یہ کسو کا یار نہیں
نے نصیحت کسو کی مانے ھے — نے بھلا نے برا یہ جانے ھے
فی البد یہ جو اونیں شعر کہے — دو یہ اس میں سے مجھکو یاد رھے
"گاہ یارم بمن نمی سازد — آہ یارم بمن نمی سازد
ناصحان را ازیں چہ می سازد — خواہ یارم بمن نمی سازد"
دوست اپنا کسو کو جانتا نہیں — کچھہ کسو کا کہا یہ مانتا نہیں
کیا کہوں کس طرح سے جیتا ھے — غم کو کھاتا ھے آنسو پیتا ھے
بے طرح کی معاش کرتا ھے — کچھہ غضب بود و باش کرتا ھے
یوں تواس چھت*کوئی نہیں یا رب — سربکف دل بدست جاں برلب
نہیں دیکھا کسو کا حال ایسا — دیکھنا کیا' نہیں کسو نین سنا
ھے یہ مستانہ صاحب تاثیر — یاد اسکو دلوں کی ھے تسخیر
+جا پڑے ھے جب اوس طرف کو نگاہ — اس کي حالت کرے ھے حال تباہ
آہ دیکھا اوسے نہیں جاتا — حال کہنے میں کچھہ نہیں آتا
دیکھیں اوس پاس کوي جاتو سکے — آنکھہ اوس سے بھلا ملا تو سکے
جس گھڑی اوس پہ دھیان جاتا ھے — بس خدا کا ھی خوف آتا ھے
حال اوسکا جو کوئی سنتا ھے — کہا کے افسوس سرکو دھنتاھے

غزل

"ہر کہ بر حال اونگاہ کند — گزد انگشت وباز آہ کند

---

* سوائے   + ایک نسخے میں یہ شعر اس طرح ھے
جا پڑے ھے جب اُس طرف کو نظر — اُس کی حالت کرے ھے دل میں اثر

غیر او هیچ شخص دیده نشد — که چنین حال خود تباه کند
دود آهش کشیده سر بفلک — ورق آسماں سیاه کند
گفتۂ هیچ کس نمی شنود — خیر خواهی چه خیر خواه کند
اثر اے کاش این چنین حالت — در طلبگارئی اله کند ،،
ایسی حالت میں گرچه مرتا تها — منه سے پر کچهه بیاں نه کرتا تها
جی میں گو تها هزار جوش و خروش — تها به لب تشنه مثل خم خاموش
اپنے دل کی یه کهولتا هی نه تها — بات مربوط بولتا هی نه تها
آه و ناله کبهو کبهو زاري — کبهو مجذوب کی سی بڑبڑاري
مثل گل جیب و سینه پهاڑے تها — جیسے بلبل پڑا دهاڑے تها
پر نه کهلتی تهی کیا مصیبت هے — ماجرا کیا هے کیا حقیقت هے
کهول کر کچهه بیاں نه کرتا تها — راز اپنا عیاں نه کرتا تها
الغرض بعد ایک مدت کے — اور اٹهانے هزار شدت کے
آتش عشق میں هوا جو گداز — دل عاشق نین تب یه کهولا راز
شمع کی طرح روکے پهوٹ بہا — یه خدا جانے سچ که جهوٹ کہا

غزل

"اشک ریزاں بحال خویشتنم — شمع ساں در وبال خویشتنم
گرد خود آمدن نمی دهد او — من فدا در خیال خویشتنم
چوں فلک خود پئے خودم بتلاش — در سراغ وصال خویشتنم
ناقص کامل اینچنیں نبود — من مقر کمال خویشتنم
فرصت گفتگو بغیر نشد — از جواب و سوال خویشتنم

حرف حرفم بگریه آرد اثر
چوں قلم از مقال خویشتنم ،،

غزل

دل جو یوں بے قرار اپنا هے — اس میں کیا اختیار اپنا هے
جو کسو کا کبهو نه یار هوا — وهی قسمت سے یار اپنا هے
روز و شب آه و ناله و زاری — اب یهی کاروبار اپنا هے

بیوفائی وو گو هزار کرے — یہاں وفاهی شعار اپنا ھے
سب یہ اپنا ھے واسطہ ھے دوست — ہر کوئی دوست دار اپنا ھے
اوس گلی میں نہیں یہ نقش پا — ہر قدم پر مزار اپنا ھے
کاش اُمید ھووے کشتۂ یاس — دشمن اب انتظار اپنا ھے
ھووے تروار آبدار کا وار — اس میں بیڑا ھی پار اپنا ھے
مثل لالہ چھپاؤں کیوں کے اثر
داغ دل آشکار آپنا ھے

اے کہ می پرسی از حقیقت من — کشف حالم بود ز صورت من
چہ بگویم کہ دیدنی باید — سوے حالم نگاہ می شاید
آہ رنگم ببیں و حال مپرس — خبرے زیں شکستہ حال مپرس
دوستاں سخت حالتے دارم — کہ بدست بتے گرفتارم
نہ مرا طاقت جدائی او — نے مرا تاب خود نمائی او
جلوہ اش می برد مرا از جا — پایداری کجا و عشق کجا
درد می گردد از نظر مستور — آسماں و زمیں شود بے نور
هم غم ھجر و هم نشاط وصال — هر یکے جاں و دل کند پامال
ھجر و وصلش بمن نمی سازد — دل باظہار آن چہ پردازد
هیچ در گفتگو نمی آید — کارم از جستجو نمی آید
قرب و بعدش زمن چہ می پرسید — ھست مانند سایہ و خورشید
هر زماں آید او ، روم از خویش — چوں رود ، میروم دویدہ بہ پیش
گو کہ گردم براہ پامالش — نگذارم ولیک دنبالش
بسکہ هستم سیاہ مست او — می سپارم عنان بدست او
با وجود و عدم چہ کار مراست — آمد و رفت او فنا و بقاست
هر کجا می روم هم آغوشم — در کنارش فتادہ مدهوشم
هر زماں هست قرب او حاصل — نبود درمیاں خط فاصل
لیک دایم خراب احوالی است — کہ در آغوش جائے او خالی است
من باو مایل اوست مایل من — تیرہ بختی شد است حائل من
خاکسارم فتادہ در راهش — هر قدم سر نہادہ در راهش

می برم خویش را بجاے او | تا درازی کشم بپائے او
محو گردد در او سراپایم | از تگ و تاز خود بیاسایم
می تواں کرد زندہ در گورم | لیک نتواں گذاشت مهجورم
جلوۂ اوست هر طرف پس و پیش | همه داغم ز تیرہ روزیٔ خویش
او بهر صورتم نمودہ هلاک | مهر رویش مرا نشاندہ بخاک
الغرض دل ز دست دادہ منم | در خم زلف او فتادہ منم
قصۂ خود چها چها گویم | مختصر ایں که کشتۂ اویم
رفت کارم ز اختیار من | گشت خالی ز دل کنار من

غزل

دل من آہ مفت رفت ز دست | هیچ حرفے نگفت رفت ز دست
راز هاے دلے نگفته به است | حرف جوں کس شنفت رفت ز دست
چشم غماز ماند و دل که مدام | راز هاے نهفت رفت ز دست
مژۂ من ز راہ نا دانی | گوهر اشک سفت رفت ز دست
هر که خار و خس هوا و هوس | از در دل نرفت رفت ز دست
دست خالی چه طور خواهی باخت | بازئی طاق جفت رفت ز دست
اهل غفلت همی روند از کار | پاے هر گه که خفت رفت ز دست

خوشی دل اثر هلاک دل است
غنچه هر که شگفت رفت ز دست

کچهه نه پوچهو نپٹ هی مشکل هے | اور کے هاتهه میں مرا دل هے
شادمانی نظر نهیں آتی | زندگانی نظر نهیں آتی
کیا کهوں میں کسو سے اپنا حال | زیست کرکی غرض هوے هے وبال
کون کس کی سنے هے کس سے کهوں | اور اُلٹے هنسے وو جس سے کهوں
درد کوی کسو کا کیا جانے | اوس کا دل جانے یا خدا جانے
کیا کهوں کچهه کها نهیں جاتا | چپ رهوں تو رها نهیں جاتا
گر کها بهی تو کون مانے هے | جو سنے هے سو جهوٹ جانے هے
گر کسو نیں سنا تو کیا حاصل | اور سے کب کهلے هے عقدۂ دل

کوی دم گر اکیلے پاؤں اوسے — درد دل تک ذرا سناؤں اوسے
دل کا شاید بخار نکلے جب — یہ جو کھٹکے ہے خار نکلے جب
ورنہ پھر خیر یہ دل صد چاک — آرزو لے ہی جاے گا تہ خاک

غزل

بیدلم دل بجا نمی آید — تا کہ آں دلربا نمی آید
طفل شوخ ہزار مہر و وفا — ہیچ نام خدا نمی آید
صبر ہرچند بہتراست ولے — چکنم چوں مرا نمی آید
شمع ساں جملہ تن زبانم لیک — گفتن مدعا نمی آید
رام سازی بتان وحشی را — از تو ہم اے خدا نمی آید
از چہ او را اثر نمی دانم
رحم بر حال ما نمی آید

اور کس کو دکھائیے احوال — حالت دل نین کر دیا پامال
غم دل آفت نہانی ہے — کب کسو اور کو جتانی ہے
غم کسو کے گھٹائے گھٹتا ہے — یا کسو کے میٹائے میٹتا ہے
جس کے جی پر پڑے وہی جانے — اور کے دل کی اور کب جانے
جب تلک دم میں یہاں میرے دم ہے — نت یہی دکھہ ہے نت یہی غم ہے
غم نیں اب سب طرف سے گھیر لیا — کیا کہوں مجسے جو سلوک کیا
گھر کیا غم نے اب مرے دل میں — رہ پڑا روز وشب مرے دل میں
ہو گیا سینہ بسکہ غم خانہ — دل ہوا غم کے ساتھہ ہم خانہ
اسقدر ہے موافقت باہم — نہیں معلوم دل ہے یہ یا غم
گو غم یار جی ہی کھاتا ہے — پر مجھے یہ رفیق بھاتا ہے
ساتھہ میرا فقط اسی نیں کیا — بس رفاقت کو ہاتھہ سے نہ دیا
کون ایسا کسو کو چاہے ہے — مرتے مرتے وہی نباہے ہے

غزل

گرچہ غم جی لئے ہی جاتا ہے — پر نہ یہ جی دئے ہی جاتا ہے
مہربانی تو اونیں ایک نہ کی — جور سو سو کئے ہی جاتا ہے

وہ ستمگر ہمیشہ مثل شراب	خون عاشق پئے ہی جاتا ہے
سخت جانی اثر کے دیکھئے آہ
اس ستم پر جئے ہی جاتا ہے

دل گیا تھا تو جان بھی جاتی	تو مصیبت نہ مجھ پہ یوں آتی
زندگانی ہوئی ہے اب مشکل	پس گیا ہے مصیبتوں میں دل
آہ جی کو کہاں تلک گھوٹوں	مر چکوں تو عذاب سے چھوٹوں
ورد میرا بس اب یہی ہے کلام	اس کی برکت سے ہووے کام تمام
دل تڑپتا ہے درد پہلو ہے	مرگ آپہنچیو کہ قابو ہے
آہ کے ساتھ جی نکل نہ گیا	آہ اے آہ یہ خلل نہ گیا
دل کی آفت کبھی نہیں جاتی	یہ مصیبت سہی نہیں جاتی
کھا گئی مجکو دل کی بیماری	اس سے بہتر ہے سل کی بیماری
آبلے ہیں تمام سینے میں	جیسے چھالے ہوں آبگینے میں
جی پہ میرے عذاب رہتا ہے	سخت حال خراب رہتا ہے
اب تو جان بر نہیں ہوں مرتا ہوں	کچھ دموں کا شمار کرتا ہوں

غزل

مرض عشق دل کو زور لگا	جان بلب ہوں خیال گور لگا
بے طرح کچھ گھلائے جاتا ہے	شمع کی طرح دل کو چور لگا
تیرے مکھڑے کو یوں تکے ہے دل	چاند کو جوں رہے چکور لگا
در و دیوار کو ہر ایک طرف
آنسوؤں سے اثر کے شور لگا

کچھ عجب رنگ ہے مرے دل کا	کیا کہوں حال ایسے بسمل کا
دل نہیں کوی بلا ہے سینہ میں	حشر ہر دم بپا ہے سینہ میں
نہ کھلی بات کچھ مرے دل کی	کیا کوئی جانے مرغ بسمل کی
آہ بسمل بھی ہوچکی ہے تمام	نہ ہوا اسکو مرکے بھی آرام
ہے کہاں زیست کون جیتا ہے	پر وہی خون دل یہ پیتا ہے
عقدۂ دل مرا کبھو نہ کھلا	گو بتاسے کی طرح جاے گھلا

غنچۂ دل یہ ناشگفتہ رہا
راز اس کا سبھی نہفتہ رہا
دل پر اضطراب نیں مارا
اسی خانہ خراب نیں مارا
دل مرا باعث عذاب ہوا
اس کے جلنے سے میں کباب ہوا

غزل

دیکھہ کر دل کو پیچ و تاب کے بیچ
آ پڑا مفت میں عذاب کے بیچ
کون رہتا ہے تیرے غم کے سوا
اس دل خانماں خراب کے بیچ
تیرے آتش زدوں میں مثل شرار
عمر کاتے ہے اضطراب کے بیچ
شمع فانوس میں نہ جبکہ چھپے
کب چھپے ہے یہ رخ نقاب کے بیچ

کیا کہوں تجھسے میں اثر کہ اوسے
کس طرح دیکھتا ہوں خواب کے بیچ

اے پریروئے بیوفا دلدار
وے جفا جوئے بیمروت یار
کاش روئے ترا نمی دیدم
تا کہ چندیں بلا نمی دیدم
دیدہ یکبار خود تماشا کرد
لیک دل را خراب و رسوا کرد
یک نظر را نمودی و رفتی
پردہ از رخ کشودی و رفتی
جلوۂ بود یا کہ برقے بود
سوخت دل را اگرچہ فرقے بود
شعشعاتش نگاہ خیرہ نمود
عقل را در دماغ تیرہ نمود
گر نمی آمدی مقابل من
میر بودی بگوچسان دل من
دلبرم ایں قدر تو داری یاد
خود ربودی کسے بزور نداد
دلربائی چو بود منظورت
چیست تقصیر من دریں صورت
دیدہ بودم ز دور یک دو نگاہ
غیر ازیں نیست ہیچ جرم و گناہ
تا ہنوزم عذاب آن باقی است
دار و گیر حساب آن باقیست
دیدن روے تو شدہ ناساز
خوشیء دل ندیدہ ام زاں باز
از ہمان روز طالعم برگشت
بر سرمن گذشت آنچہ گذشت
سینہ و دل کہ شعلہ افروز است
آتش افتادۂ ہماں روز است
چوں دو چار ایں بلند بالا شد
از ہمان وقت فتنہ برپا شد
چشم وا گشتہ بر رخت چوفتاد
باب صد فتنہ و فساد کشاد

نام هجراں بد است ورنہ وصال　　روز اول نمود ایں احوال
فقط امروز من نمی سوزم　　بلکہ آتش زدہ ازاں روزم
تیر آہم کہ ہمچو جاں دوز است　　ایں جگر دوزئی ہماں روز است
آن نگہ ہاے شرمگیں حیا　　رابطہ تازہ آشنائیہا
می خلد ہمچو تیر در دل وجاں　　آہ بر آورم ز سینہ چناں
یا چناں بود گرم جوشیہا　　یا چنیں گشت چشم پوشیہا
آں قدرہا نبود جرم و گناہ　　کہ فگندی چنیں بحال تباہ

غزل

چہ خطائے دگر مگر دیدم　　اے ستمگر چہ شد اگر دیدم
عوضش ہست اینکہ دل دزدی　　آنکہ در دیدہ یک نظر دیدم
چہ قدر آب شد بہ نیم نگہ　　زہرۂ ایں دل و جگر دیدم
دیدہ از ہرزہ بینیٔ عالم　　بستم و عالم دگر دیدم
تو بگو اے اثر دگر چہ کنم
نالہ و آہ بے اثر دیدم

گفتگوے مستانہ عاشقانہ بتصور حضور جانانہ و بیان دیگر حالات درپیش و رفاقت دلریش دروقت مصیبت خویش —

کس کو لاؤں کہوں میں کس کے حضور　　چپ رہوں تو نہیں مرا مقدور
نکہوں یا کہوں میں تجھسے کہوں　　جی کے جی ھی میں ور نہ مار رہوں
ھوں سیہ مست اپنے حال کے بیچ　　تجکو حاضر سمجھ خیال کے بیچ
کچھہ دوانوں کی طرح بکتا ھوں　　تیری بے ھیچ راہ تکتا ھوں
دل میں تیرا خیال رہتا ہے　　سامنے یہ جمال رہتا ہے
دیکھوں کسکو کروں میں کس پہ نگاہ　　جا رہے ہے مری تو جس پہ نگاہ
دو بدو تو ھی یار ھوتا ہے　　سامنے آ دو چار ھوتا ہے
یہ جو حضرت نیں کی خبر دیکھا
شورش عشق کا اثر دیکھا

غزل له مد ظله

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا   تو هی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے هو گئے بدن خالی   جس طرف تونیں آنکهه بهر دیکھا
نالۂ فریاد آه اوز زاري   آپ سے هو سکا سو کر دیکھا
اون لبوں نیں نه کی مسیحائی   هم نیں سوسوطرح سے مر دیکھا

زور عاشق مزاج هے کوئی
درد کو قصه مختصر دیکھا

ابهی آگے تو اور جانے گا   جتنا دیکھے گا اوتنا مانے گا
وه جو اس کے جذاب کے هیں غلام   هے یه اون کا بهی عشق دون مقام
هیں فدا اوس په عاشق و معشوق   سب یه اوس کے جذاب کے هیں مشوق
بات میں بات یه جو کهتا هوں   فی الحقیقت اسی میں رهتا هوں
رتبه اوس کا مجهے دیکھانا هے   اور تقریب سب بهانا هے
نه کهوں میں نه پوچهه تو آگو   کهه سکوں میں نه پا سکے گا تو
کچهه تجهے قابل سخن پایا   تب یه مذکور درمیان آیا
حق یهی هے اسی کو مانیو تو   اس سوا اور کچهه نجانیو تو
بات جتنی یه میری تو جانے   اور کوی تو یوں نه پهچانے
آ پهر آپس میں هم تو بات کریں   اپنے درجے سے بڑه قدم ندهریں
گفتگو تیرے ساتهه کر بمجاز   کهوں در پردهٔ حرف راز و نیاز
بات میری جو هے تو جانے هے   دل ترا اسکو خوب مانے هے
تو نه جانے تو کون جانے گا   تو نه مانے تو کون مانے گا
راز دل کا تو هی تو محرم هے   تو هی تو همنشین و همدم هے
اور کوی کهاں سے جانے گا   اس طرح دل سے کون مانے گا
حال اپنا تجهے دکهاتا هوں   قال اپنا تجهے سناتا هوں
رات دن تجهسے گفتگو هے مجهے   تیرے ملنے کی آرزو هے مجهے
تو هی میري نظر میں رهتا هے   توهی تو دل کے گهر میں رهتاهے
گو پڑا میں اکیلے مرتا هوں   لیک باتیں تجهی سے کرتاهوں

تو مرے پاس ہے مرے صاحب — نہ رہا فرق حاضر و غائب
تجکو رکھتا ہوں اور کس سے کہوں — تجھ سوا ہے وو کون جس سے کہوں
یہ جو ارشاد سب کیا احوال — ہے سراسر ہمارے حسب حال

لہ مد ظلہ

هیچ در دل هوس نمی باشد — غیر تو هیچ کس نمی باشد

لہ مد ظلہ

چشم با چشم گو نگردد چار — دل بدل هم نهفته راه بود
دیده ام جلوهٔ رخے کامروز — مهر در چشم من چو ماه بود
پاس من هم گہے نگہداری — گر بحالم ترا نگاه بود
مژه ام بسکه میکند خس پوش — گریه‌ام آب زیر کاه بود
ترک چشم توسخت خونخوار است — همچنیں فرقهٔ سپاه بود

غزل لہ مد ظلہ

ہے غلط گر گمان میں کچھہ ہے — تجہ سوا بھی جہان میں کچھہ ہے
دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے — آن میں کچھہ ہے آن میں کچھہ ہے
لے خبر تیغ یار کہتی ہے — باقی اس نیم جان میں کچھہ ہے

ان دنوں کچھہ عجب ہے میرا حال
دیکھتا کچھہ ہوں دھیان میں کچھہ ہے

غزل لہ مد ظلہ

دل پہ بے اختیار ہوکر آہ — توھی کہہ کب تلک نہ اٹھے کراہ
خوشخرامی ادھر بھی کیجئے گا — میں بھی جوں نقش پا ہوں چشم براہ
کیا کہوں تجہ سے ہم نشیں دل میں — برچھی سی لگتی ہے وو ترچھی نگاہ
جس پہ تقصیروار یوں سمجھو — ابھی ایسا تو کچھہ نہیں ہے گناہ
جو ہوے ہیں قرار آپس میں — میں ترا اور تو مرا ہے گواہ
دید وادید رکھے جائے گا — جب تلک ہو ملاپ خاطر خواہ
بت پرستی نہیں شعار اپنا — ہم کو ایسا نہ سمجھیو واللہ

هنسنے اور بولنے کی باتیں کہو　　نام اس کا نہ لو کہاں ہے چاہ

شوخ تو اور بھی ہیں دنیا میں

پر تری شوخی کچھہ عجب ہے واہ

اب تصور میں تیرے رہتا ہوں　　تجھسے کچھہ آپ ہی آپ کہتا ہوں

نہ کہوں تجھسے تو یہ کس سے کہوں　　تو بتا دے بھلا میں جس سے کہوں

ہم نشیں کوی ، نے کوی دمساز　　دوست کوی ، نہ کوی محرم راز

جسکے آگو میں دل کی بات کہوں　　دیکھہ تو چپ کہاں تک آہ رہوں

دل میں میرے بھرا ہے جوش و خروش　　منہ سے کیونکر بھلا رہوں میں خموش

دل کوی چپکے رہنے دیتا ہے　　یونہیں بک بک کے جان لیتا ہے

کب تلک دل ہی دل میں بات کروں　　کچھہ تو بارے ترے بھی منہ پہ دھروں

دل سے کب تک کروں میں سرگوشی　　نہیں بنتی ہے مجکو خاموشی

جب گزر دل سے جان پر آئی　　اس قدر تب زبان پر آئی

تون سنا ہے جو کچھہ کہ فرمایا　　جس غزل نے دلوں کو گرمایا

غزل لہ مد ظلہ

بات جب آ ندان پڑتی ہے　　تب کہیں تیرے کان پڑتی ہے

آتش عشق قہر آفت ہے　　ایک بجلی سی آن پڑتی ہے

آخر الامر آہ کیا ہوگا　　کچھہ تمہارے بھی دھیان پڑتی ہے

بات چڑھتی ہے دل پہ جو آخر　　خلق کے پھر زبان پڑتی ہے

میرے احوال پہ نہ ہنس اتنا　　یوں بھی اے مہربان پڑتی ہے

شعر ہے اور درد ہے یعنی

بات میں اور ہی جان پڑتی ہے

تک بھی تنہا اگر میں پاؤں تجھے　　درد کی باتیں کچھہ سناؤں تجھے

درد دل سے بھلا تو واقف ہو　　دل لگا کر سنے حقیقت کو

آج تک میں نیں تجسے کچھہ نکہی　　جی کی جی ہی میں ساری بات رہی

دیکھہ تو میں بھی جان رکھتا ہوں　　منہ میں آخر زبان رکھتا ہوں

کب تلک یوں ہی جی کو مارے رہوں　　دل میں آتا ہے کچھہ تو بارے کہوں

درد دل تجھہ سواے کس سے کہوں — نہ سنا تو نیں ھاے کس سے کہوں
بولوں کس سے کہوں میں کس کے حضور — بات سمجھے کوی سو کس کو شعور
دل میں باتیں ھزار آتی ھیں — نہیں منہ سے نکالی جاتی ھیں
بن کہے تو ھوے ھے رسوائی — کردیا دل نیں مجکو سودائی
دیکھہ تو کیا کہے ھے ناحق خلق — بند کیوں کر کروں میں انکا حلق
سب میں چرچا جو ھو رھا تھا یہ — سخت ناچار ھوگیا تھا یہ

غزل

تو کہاں میں کہاں پہ کہتے ھیں — کہ یہ آپسمیں دونوں رھتے ھیں
ایک تیری ھی بات کے لئے ھم — باتیں سوسو سبھوں کی سہتے ھیں

کام اپنا اثر نہ کیونکے بہے *
آنسو ایسے نہیں یہ بہتے ھیں

روؤں کیونکر بھلا نہ اس غم میں — مفت رسوا ھوا ھوں عالم میں
لوگ کیا کیا خیال کرتے ھیں — کچھہ کا کچھہ احتمال کرتے ھیں
جب تلک غائبانہ رھتے ھیں — چاھتے ھیں سو منہ سے کہتے ھیں
سامھنے پر نہیں کسو کی مجال — کہ نہ ھووے مرا شریک حال
میری حالت کرے ھے سب کو اثر — نہیں رھتی کسوکو کچھہ بھی خبر
جو کہ ایدھر نگاہ کرتا ھے — سانس ٹھنڈی بھر آہ کرتا ھے
حال پر میرے دل سے جلتا ھے — شعلہ ساں ھاتھہ اپنے ملتا ھے

جو کوی اب دو چار ھووے ھے
شمع کی طرح جل کے رووے ھے

بندہ از بس غلام درد بود — حسب حالم کلام درد بود

لہ مد ظلہ

" بے تو حالے بہم رسید مرا — گریہ سر کرد ھر کہ دید مرا
عشوہ و غمزہ بسکہ دلکش بود — ھر یکے سوے خود کشید مرا "
کیا کہوں اپنی میں پریشانی — سخت رھتی ھے مجکو حیرانی

---

* دونوں نسخوں میں یہ لفظ یونہی لکھا ھے

حال میرا کوئی نہ پاوے گا — بن کہے کیونکے جی میں آوے گا
قصہ خوانی کروں سو کب ہے دماغ — دل کے ھاتھوں نہیں ہے مجکو فراغ
اسقدر بات تجسے کہتا ھوں — ورنہ میں تو خموش رہتا ھوں
بات میری توھی تو مانے ہے — تجہ سوا اور کون جانے ہے
تجہ پہ ظاہر ہے سب مرے دل کی — میں بھی جانوں ھوں کچھ ترے دل کی
دل کو دل کی خبر بھی ھوتی ہے — دل سے تک غم یہی تو کھوتی ہے
ورنہ احوال کون تجسے کہے — یا تری بات آ کے مجسے کہے
دل ھی کھولے ہے خفیہ راہ کلام — لائے لیجائے ہے پیام و سلام
دل سوا کوی نامہ بر ھی نہیں — اور کو میری کچھ خبر ھی نہیں
تیری باتیں یہ مجسے کرتا ہے — میری باتوں پہ کان دھرتا ہے
میری سنتا ہے اپنی کہتا ہے — ایک یہے ھی تو پاس رہتا ہے
ساری دنیا سے جی ھوا ہے تنگ — نظر آیا ہے اب جہان کا رنگ
میں فدا دل سے اس کلام پہ ھوں — کہنے والے کے اور نام پہ ھوں

لہ مد ظلہ

دل مرا پھر دکھا دیا کن نیں — سوگیا تھا جگا دیا کن نیں
دل مرا باغ دلکشا ہے مجھے — دیدہ جام جہاں نما ہے مجھے

عزل لہ مد ظلہ

دل تجھے کیوں ہے بیکلی ایسی — کون مل گئی ہے اچپلی ایسی
سب برا کہتے ھیں تو کہنے دو — بات لاے ھو تم بھلی ایسی
وہ ملے گا تو ھم بھی ملتے ھیں — آپ لگ چلئے کیا چلی ایسی
خون ھوتا ہے دل کا یہاں آؤ — مہندی پانوں میں کیا ملی ایسی

اوس کے گھر میں کدھر سے پھونچئے جا
دل بتا دے کوی گلی ایسی

خیر کیا کیا کہوں میں یاری دل — اور اسوقت دوستداری دل
نہ کبی مہرباں نہ کوي شفیق — ایک دل ھی بساط میں ہے رفیق
بس یہی غمگسار ہے میرا — صرف یے ھی تو یار ہے میرا

تنگ آیا ھے پر مرے ھاتھوں جیسے میں تنگ ھوں ترے ھاتھوں
کیا کہوں دل کے بیقراری کی نالہ فریاد آہ و زاری کی
حشر برپا کیا ترے دل میں کی نہ تاثیر پر ترے دل میں
حضرت درد نے جو فرمایا تیری دولت وو ھمکو پیش آیا

غزل

ھم نیں کس رات نالہ سر نہ کیا پر تجھے آہ کچھہ اثر نہ کیا
سب کے ھاں تم ھوے کرم فرما اسطرف کو کبھو گزر نہ کیا
آپ سے ھم گزر گئے کب کے کیا ھی، ظاھر میں گو سفر نہ کیا
کتنے بندوں کو جان سے کھویا کچھہ خدا کا بھی تو نیں ڈر نہ کیا
کون سا دل ھے وہ کہ جسمیں آہ خانہ آباد تونیں گھر نہ کیا

دیکھنے کو رھے ترستے ھم
نہ کیا رحم تونیں پر نہ کیا

کیا کہوں تیری بے مروتیاں ھینگی بیرحمیاں فزوں ز بیاں
سخت گوئی کہوں کہ سخت دلی نہیں دیکھی ھے یہ کرخت دلی
تیری کیا کیا رکھائیاں میں کہوں باتیں جو جو سنائیاں میں کہوں
کیونکے بیحد کو قید میں لاؤں ایک ھووے تو اسکو دھراؤں
روؤں کیا کیا ترے سخن کر یاد کون سی بات کی کروں فریاد
تو نہیں یہ خدا ستاتا ھے چاھنے کا مزا دیکھاتا ھے
جبکہ تیرا خیال لاتا ھوں ساری باتوں کو بھول جاتا ھوں
پر تجھے تو وو یاد ھوویں گی بلکہ اب تو زیاد ھوویں گی
دل میں کوی اگر کھٹکتی ھے ملہ پہ آتے میرے اٹکتی ھے
ایک دھراؤں تو ھزار سنوں لطف کیا ھے جو بار بار سنوں
کچھہ کہے کا نہیں ھے اب حاصل یوں خدا نے ترا بنایا دل
ایک دن میں جو عرض حال کیا خوب تو نیں مجھے جواب دیا
لگی رکھی نہ کچھہ ھی گفت وشنید واہ رے بیمروت و بے دید
قطعہ ارشاد میرے حضرت کا ھے اسی مطلب و حقیقت کا

کیا پڑا ہے مطابق احوال　　سنیو تک ہے وہی جواب و سوال

قطعہ لہ مد ظلہ

جب کہامیں کہ تک خبر لینا　　دل پہ آفت ندان ہے پیارے
ایک دم میں تو جی ہی جاتا ہے　　زیست اب کوی آن ہے پیارے
تب لگا کہنے سچ یونہیں ہوگا　　کیا پہ اسکا بیان ہے پیارے
میرے دل کی جو پوچھے تو یہ ہے　　جان تو اپنی جان ہے پیارے

تجسے مرجاینگے تو مر جاویں
جان ہے تو جہان ہے پیارے

کسقدر دیکھیو قساوت ہے　　دوستی کیا کوئی عداوت ہے
واہ رے تیری عقل کی خوبی　　کیا ہے عالم سے دوستی ڈوبی
یونہیں گر سب کی نبھ ہو جاوے　　پھر تو ہر بات سہج ہو جاوے
کیوں کسو پر مرا کرے کوی　　کس لئے جی فدا کرے کوی
ساری دنیا میں کیا انند رہے　　کب کوی دل کسو میں بند رہے
واہ قسمت ترا تو دل یوں سخت　　اور مجکو ملا یہ دل کم بخت
کیا کہوں خیر بس تیرے دل کی　　یہ حقیقت ہے اب مرے دل کی
اب تو اسکا بھی کچھہ نہیں چلتا　　مفت کب لگ رہے پڑا جلتا
غم گساری سے میری مرتا ہے　　دوستداری سے میری مرتا ہے
کیا کہوں کیا معاش کرتا ہے　　رات رو رو دن اپنے بھرتا ہے
کہیں ایسا تو اب خدا نکرے　　میں جیوں اور مرا دل آہ مرے
دل کو میرے سنبھال لیجئے اب　　جان بھی یا نکال لیجئے اب
ہاتھہ سے اختیار جاتا ہے　　دل مرا میرے یار جاتا ہے
ہمرہ خود کسے نداشت مرا　　دل من ہم جدا گذاشت مرا

غزل

نہ لگا، لے گئے جہاں دل کو　　آہ لے جائے کہاں دل کو
مجسے لے تو چلے ہو دیکھو پر　　توڑ یو مت کہیں میاں دل کو
آزما اور جس میں چاہے تو　　صبر میں کر نہ امتحاں دل کو

یوں توکیا بات ہے تری لیکن — وہ نہ نکلا جو تھا گمان دل کو
رکھہ نہ اب تو دریغ نیم نگہ — مار مت دیکھہ نیم جان دل کو
آہ کیا کیجے یہاں بنایا ہے — دل گرفتہ ہی غنچہ ساں دل کو
مرگیا، پس گیا نہ کی پر آہ — آفریں ایسے بے زبان دل کو
دشمنی توھی اس سے کرتا ہے — دوست رکھتا ہے یکجہاں دل کو
مہربانی تو کی نہ ظاھر میں — رکھئے بارے تو مہرباں دل کو
آزمانا کہیں نہ سختی سے — دیکھیو میرے ناتوان دل کو

تو بھی جی میں اسے جگہ دیجو
منزلت تھی اثر کے ھاں دل کو

غزل

بے کسی میں اثر یگانا ہے — دل بھی اس کا نہیں بگانا ہے
غرض آئینہ داری دل سے — تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہے
تیرے در پر بسان نقش قدم — نقش اپنا ھمیں بیٹھانا ہے
نام عنقا نشان تیرے کا — جوں نگیں دل میں آشیانا ہے
گلے ملنا نہ گو کہ ھاتھہ لگے — لیک منظور دل ملانا ہے
دوست دشمن سبھی ھوے ھیں برے — کیا برائی کا اب زمانہ ہے
دل گم گشتہ کومیں ڈھونڈوں کہاں — نہ کہیں ٹھور نے ٹھکانا ہے
ھر طرف توڑ جوڑ کرتے ھو — دلبری ایک کارخانہ ہے

ہے دوانا بکار خود ھشیار
یہ نہ سمجھو اثر دوانا ہے

غزل

نیست معلوم من دلے دارم — در بغل یا کہ بسملے دارم
اے عجب چوں تو قاتلے دارم — باز تا حال مشکلے دارم
حاصل من کدام غم کہ نبود — ھمہ تحصیل حاصلے دارم
پارہ پارہ نمودہ سینہ و جیب — ایں قدر دست قابلے دارم

سخن حق بگویم ار شنوی　　یک تمنائے باطلے دارم
دشمنی در بزم نشستہ اثر
من گماں بردہ ام دلے دارم

کیا کہوں اپنے دل کی نادانی　　نہیں کھینچے ہے کچھہ پشیمانی
آپ سا ہر کسو کو جانے ہے　　خوبیاں اوس کی دل سے مانے ہے
نیک سمجھے نہ اپنا بد سمجھے　　لاکھہ سمجھاؤ پر یہ کد سمجھے
جس میں اپنا بھلا ہووہ نہ کرے　　جان جوکہوں ہوجسمیں اوس پہ مرے
بت نا آشنا کو یار گنے　　ایسے * دشمن کو دوستدار گنے
وہ جو رہتا ہے اس سے بیگانہ　　اوس کی پیچھو پھرے ہے دیوانہ
جو کہ اوسکی کبھو نہ چاہ کرے　　ساتھہ اوس کے ھی یہ نباہ کرے
دیکھے اوس کے ستم نہ جور و جفا　　کرے اپنی طرف سے مہرو وفا
جس کے ملنے سے فایدہ نہ حصول　　مفت جی دیوے در تلاش وصول
وصل نیں پہلے مار خاک کیا　　ھجر نیں یوں تبھی ھلاک کیا
گر نہ ہوتیں وصال کی راتیں　　ہوتیں کب روز ھجر کی باتیں
وصل کا ھی یہ سب ستانا ہے　　ھجر اوس کا بھی شاخسانا ہے
بھول جاتا ہے ساری خو بو کو　　یاد رکھے نہ اوس کی بد خو کو
پھر اوسی کا وصال خواھش ہے　　یہ ھی نالش ہے یہ ھی کاھش ہے
نہ فقط ھجر یار مشکل ہے　　بلکہ ملنا ہزار مشکل ہے
واہ اس پر زہے شعور، وقوف　　کہ رہے ہے ملاپ پر مصروف
کیا کروں دل مرا ہے دیوانہ　　اب تک اونئیں اوسے نہیں جانا
اس کے ملنے کی آرزو میں ہے　　رات دن اس کی جستجو میں ہے

غزل

وصل با ایں روش کہ او دارد　　وائے بر دل کہ آرزو دارد
جستجو گرچہ تا باو نرسد　　دل دیوانہ جستجو دارد
مہر ہم میکند بطور جفا　　آن ستمگار طرفہ خو دارد

---

* (ن) دل سے

کار افتادہ با چنیں بیباک — حق تعالی بہ آبرو دارد
دل صد پارہ ام ببیں چو کتاب — در خموشی چہ گفتگو دارد
تا خبر یابد او ز درد اثر
کاش آئینہ روبرو دارد

حسن اپنا اوسے نظر آوے — وہ بھی تو عشق کا مزا پاوے
ہو گرفتار اپنی صورت کا — خود پرستار اپنی صورت کا
لیک اس ماہرو کی زیبائی — نہیں وابستۂ خود آرائی
کیونکے مشغول ہو بخود کہ غرور — کھینچتا ھے اوسے تو آپ سے دور
نہیں اپنا ھی وہ تو قدر شناس — اور کی قدر کیسی، کیسا پاس
جبکہ اپنی اوسے نہ ہووے خبر — کب میرے حال پر کرے ھے نظر
پہلے وہ آپ خود شناس تو ہو — آئینہ لے کے دیکھے مکھڑے کو
پوچھے حالت کچھہ اپنے عاشق کی — حیرت اوس دوستدار صادق کی
سامھنے جس کے یہ جمال رھے — خیر روشن ھے جیسا حال رھے
میرے حضرت نیں یہ جو فرمایا — دیکھئے اوس کے بھی نظر آیا

غزل مد ظلہ

آدمی سوے خود نمی بیند — ھیچ کس روئے خود نمی بیند
تند خویم ز خویش بے خبر است — چین ابروئے خود نمی بیند
من بکویش خراب و گاھے او — طرف کوئے خود نمی بیند
دل ازو دست بر نمی دارد — زور بازوئے خود نمی بیند
می کشیدش بسوئے خویش ولے
درد قابوئے خود نمی بیند

تو بھی سن رکھہ ذرا یہ بات مری — لگ رھی ھے ھمیشہ گھات مری
در گزر اب تلک نکرتا اثر — کیا کرے یوں ھی تھی قضا و قدر
اب بھی درپے ھے وقت وقابو کے — گون بنے تو بلا ھے کب چوکے
فرصت وقت اگر یہ پاوے گا — کچھہ تماشا تجھے دیکھاوے گا
تک خبر دار رھیو تو اوس سے — ذرا ھشیار رھیو تو اوس سے

دیکھ رکھ تو حریف کو اپنے
شوخ طبع ظریف کو اپنے
نہیں آتی اسے دغا بازی
بے خبر کرلے دست اندازی
میں نیں کردی ہے اب خبر تجکو
مل نہ جاوے کہیں اثر تجکو
تو خبر دار ہو کہ ہووے گا
دیکھیو آپ ہی جو کہ ہووے گا
سب دنوں کا قصور نکلے گا
کیسا تیرا غرور نکلے گا
اوس کے ہاتھ اب کے بار آ تو سہی
پھر سلامت تو بچ کے جا تو سہی
خیر وہ تو جو ہوگی سو ہوگی
اب تو مرتا ہے عشق کا روگی
دن جدائی کے اب بسر تو کرے
ہاتھ لگنے تلک ترے نہ مرے

غزل

ایں قدر گو چناں معاش کنم
تا کجا بے تو بود و باش کنم
گر بگوئی برائے فرحت دل
رازہائے نگفتہ فاش کنم
حاصل از دل شود سراغ او
جائے دیگر چرا تلاش کنم
پرسش حال تا کجا نکنی
من بے صبر صبر کاش کنم
گر نہ بینی بسوے آئینہ ام
حکم فرما کہ پاش پاش کنم

نرسد دست چونکہ بر دل اثر
سینہ ناحق چرا خراش کنم

غزل

زیں تغافل بسے فغاں داریم
یک دو زخمے دگر کہ جاں داریم
ما چگوئیم حال خویش چو شمع
بے زبانیم گو زباں داریم
شور طغیانیء سرشک و آہ
از زمیں تا باسماں داریم
صبر ما باب آزمودن نیست
دل سزا وار امتحاں داریم

چوں جرس تا اثر دریں راہیم
ما ہمیں نالہ و فغاں داریم

بیان قلق و اضطرار و بودن عاشق از زیست بیزار و شدت حالت انتظار و فایدہ نہ کردن هیچ کار و فریب خوردن از وعدہ ھائے یار و یاد دھیٔ قول و قرار

دن کہاں چین ' رات خواب کہاں
بن ترے آئے دل کو تاب کہاں

دل نپٹ بے قرار رھتا ھے
رات دن انتظار رھتا ھے

بے قراری نیں دل کو مارا ھے
صبر کا مجکو اب نہ یارا ھے

ناحق اب انتظار کرتا ھوں
بن اجل آئے مفت مرتا ھوں

راہ تکتا ھوں رات دن میں تری
حلقۂ درھوئیں ھیں آنکھیں مری

نہیں آتی ھے انتظار سے نیند
اوڑ گئی ھے خیال یار سے نیند

لگی رھتی ھیں آنکھیں در کی طرف
کان ھیں گے لگے خبر کی طرف

جس گھڑی جو کوی کہ آوے ھے
دھوکا دے کر مجھے ستاوے ھے

کیا کہوں مجکو ھر صدائے پا
لٔے جاتی ھے ھر گھڑی از جا

منتظر تیرا بسکہ رھتا ھوں
"کون ھے" ھر صدا پہ کہتا ھوں

کوی آوے میں جانوں تو آیا
جذب دل کھینچ کر تجھے لایا

کوي ھو ' لے اوتھوں میں تیرا نام
"آبھی ظالم" ھوا ھے تکیہ کلام

جو کوی آوے راہ تکنے لگوں
شوق کے حرف منہ سے بکنے لگوں

اب بھی کافر تو کیوں کے آیا ھے
قہر تو نیں مجھے ستایا ھے

ھاتھہ سے اپنے بات جاتی ھے
کہیں آچک کہ رات جاتی ھے

اور جو جو کہ میں کہا ھوگا
ھے غضب اوس، نیں گر سنا ھوگا

جبکہ پہچانتا ھوں کر کے غور
تو نہیں یہ تو شخص ھے کوی اور

خیر لاحول پڑھنے لگتا ھون
اپنے سودے میں بڑھنے * لگتا ھون

پھر تو میں کس سے بات کرتا ھوں
اپنی حالت میں آپھی مرتا ھوں

بات کا گر کبھو جو ھوش رھا
تو تو کچھہ معذرت میں اوس سے کہا

میں نیں صاحب تمہیں نہ جاناتھا
یوں تمہیں کہتا کیا دیوانا تھا

---

* (ن) برھنے - شاید برانے کے معنوں میں ھو —

اسقدر بھی نہیں ہوں میں گستاخ　　نہیں مجکو کسو سے ٹھٹھہ مزاخ
اس گھڑی تھا خیال کدھر اور　　میں تمہاری طرف نہ کی تھی غور
صاحبو تم مجھے معاف کرو　　میں نیں جانا نہ تھا تم آئے ہو
قصہ کوتہ ہزارہا حرکات　　ہوتے رہتے ہیں ایسے ہی دن رات
خیر کیا کیا کہوں میں رسوائی　　تیرے ملنے کی اب سزا پائی
لیک دل اب بھی باز آتا نہیں　　خطرۂ فاسد اس سے جاتا نہیں
پھر وہی انتظار رہتا ہے　　سخت دل بے قرار رہتا ہے
جب تلک تو ادھر نہ آوے گا　　کس طرح انتظار جاوے گا

غزل

تیرے وعدوں کا اعتبار کسے　　گو کہ ہو تاب انتظار کسے
تو بغل سے گیا تھا دل بھی گیا　　اور لے بیٹھوں در کنار کسے
تیرے وعدونکو میں سمجھتا ہوں　　دھوکا دیتا ہے میرے یار کسے
میں تو کیا اور بھی سوائے صبا　　تیرے کوچہ تلک گذار کسے
دل تو ڈوبا اب اور دیکھیں ڈوباے　　یہ میری چشم اشکبار کسے
ایک نظر دید ہی ہے مفت نظر　　اتنی فرصت بھی اے شرار کسے
دیکھتا ہی نہیں وہ مست ناز　　اور دیکھلاؤں حال زار کسے

خوب دیکھے اثر نے قول و قرار
اب ترے قول پر قرار کسے

غزل

وھاں نہ وہ قول نے قرار رہا　　یہاں وہی اب تک انتظار رہا
پھرکے دیکھا نہ اسطرف اون نین　　آہ ہر چند میں پکار رہا
نرہی گو کہ خاک بھی اپنی　　تیری خاطر میں پر غبار رہا
ساری مجلس مدں تیری اے ساقی　　ایک اپنے تئیں خمار رہا
حق تیری تیغ کا ادا نہوا　　اپنی گردن پہ سر یہ بار رہا

توں نہ آیا ولے اثر کے تئیں
مرتے مرتے بھی انتظار رہا

کب تلک کوی انتظار کرے — جھوٹھے وعدوں کو اعتبار کرے
بس مجھے انتظار نیں مارا — تیرے قول و قرار نیں مارا
دمبدم جو کہ آن جاتی ھے — اپنی سانھہ اوس کے جان جاتی ھے
اب نہ جیتا ھوں میں نہ مرتا ھوں — وقت کا انتظار کرتا ھوں
دلم از انتظار بیزار است — زندگی تلخ و مرگ دشوار است
آہ و زاری نمیکند خبرے — نیست در نالہ و فغاں اثرے
کام نکلے نہ بیقراری سے — فایدہ ھو نہ آہ و زاری سے
دل میں اوس کے اثر نہ آہ کرے — کچھہ نہ تاثیر دل کی چاہ کرے

غزل

اثر از آہ و نالہ سر کردن — نتواں در دلش اثر کردن
یک نفس گر قرار گیرد دل — میتواں زندگی بسر کردن
بر دل من گذشت آنچہ گذشت — نیست حاصل ترا خبر کردن
ھیچ کافر روا نمی دارد — دل کس تنگ ایں قدر کردن
نیست آساں بغیر نالہ و آہ — چاک در سینہ و جگر کردن
دیدہ ام کاروبار عشق بسے — پر ضرور است ازیں حذر کردن
رفت عمر ایں طرف نمی گذری — آہ تا چند در گذر کردن
یک دو حرف اگر زمن شنوی — میتواں قصہ مختصر کردن

نیست چنداں ضرور لیک اندک
بایدت خاطر اثر کردن

اندکے رحم باید اے دلدار — مردم اکنوں بحسرت و دیدار
دل من بے قرار می باشد — روز و شب انتظار می باشد
سخت دشوار بر من افتادہ است — زیست بے تو بگردن افتادہ است
عمر در انتظار آخر شد — بر امید تو کار آخر شد
خوب شد انتظار کشت مرا — سخت امیدوار کشت مرا
ورنہ باصد هزار افسوسم — یاس میکشت آہ مایوسم
بسکہ در انتظار من مردم — همرہ خو امیدھا بردم

چه توقع که من نداشته ام — تخم حسرت بسینه کاشته ام
آرزو ها بدل نهفته بماند — گل امید ناشگفته بماند
لیک اے بیوفا تو همچو کسی — بعد از مرگ هم بسر نرسی
بے تو برما گذشت آنچه گذشت — آه تنها گذشت آنچه گذشت
ایکه نالم ز بیوفائی تو — ساخت بیکس مرا جدائی تو
من بے کس کجا روم چه کنم — سنگ بر سر که سر بسنگ زنم
خلف قول و قرار سوخت مرا — آتش انتظار سوخت مرا
تا براه تو چشم دوخته ام — اشک ریزاں چو شمع سوخته‌ام
اشک برق و شرار هست دلم — چه قدر بیقرار هست دلم
طپش قلب را چه چارا کنم — بشکنم سر که سینه پارا کنم
نیست در آه و ناله ام اثرے — که دلت را نمی شود خبرے
بیوفا صلح نیست گر آهنگ — بجفا و ستم بیا و بجنگ
ایکه خوگر شدی به تنهائی — رفتم از خود چرا نمی آئی
هیچ از دست من نمی آید — عقدهٔ خاطرم که بکشاید
هرچه باشد صلاح و مصلحتے — نکند هیچ سود و منفعتے
نه کوی سوجھتی هے اب تدبیر — نه کسو چیز میں رهی تاثیر
فایده کچھه نه انتظار کرے — کچھه نه تاثیر اضطرار کرے
کام آوے نه کچھه طپش دل کی — کچھه نه کھینچے تجھے کشش دل کی
کچھه نه اس سے هوئی خبر تجکو — اور اُلٹے هوا ضرر مجکو
میرے حضرت نے راست فرمایا — اپنے بھی دیکھنے میں اَب آیا

له مد ظله

کچھه کشش نیں تیرے اثر نه کیا — تجکو اے انتظار دیکھه لیا
کچھه نه جذب وکشش کئے سے هو — کچھه نه خون وجگر پیئے سے هو
کچھه نه صبر و قرار کام کرے — کچھه نه اب اضطرار کام کرے
کام نے التجا کئے سے هو — مدعا نے دعا کئے سے هو
سب غلط هے که سحر و جادو هے — ایک جادو گر اب مگر تو هے

تجھ پہ کچھ میں نہ کارگر دیکھا — جو کہا جس نہں سو وو کر دیکھا
تو تکے سارے کر کے ھار چکا — جوتیاں بھی زمیں پہ مار چکا
کبھو کہتا ھوں یا قوی قادر — بت بے مہر کو تو کر حاضر
کچھ بھی تدبیر بن نہیں آتی — بات مرنے سوا نہیں بھاتی
ایک تو ھجر یار نیں مارا — دوسرے انتظار نیں مارا
کب تلک یوں ھی بار بار مروں — جی میں ھے اب تو آپ مار مروں

غزل

ملفعل تیغ یار کے ھاتھوں — مر گئے انتظار کے ھاتھوں
جان سے ھم تو ھاتھہ دھو بیٹھے — اس دل بے قرار کے ھاتھوں
شعلہ ساں ایک دم قرار نہیں — دل کے اب اضطرار کے ھاتھوں
روبرو دیکھنا محال ھوا — دیدۂ اشکبار کے ھاتھوں
کام اپنا اثر تمام ھوا
اس دل نا نکار کے ھاتھوں

باتیں میں، کچھہ نہ یہ بناتا ھوں — مختصر حال دل سناتا ھوں
پر ستم ھے کہ تو نہیں سنتا — حال میرا کبھو نہیں سنتا
ھوں میں بے اختیار کہنے میں — جی نکلتا ھے چپکے رھنے میں
یوں ھی کہتا ھوں ناحق آپ ھی آپ — بیٹھہ سکتا نہیں ھوں میں چپ چاپ
درد دل تو کہاں نکلتا ھے — پر بھلا کچھہ تو جی بہلتا ھے
تجھسے احوال کچھہ تو عرض کروں — کبتلک دلکو گھونٹ گھونٹ مروں
تو بھی سن یہ جو قال میرا ھے — کس قدر حسب حال میرا ھے

غزل

تیرے آنے کا احتمال رھا — مرتے مرتے یہی خیال رھا
غم تیرا دل سے کوئی نکلے ھے — آہ ھر چند میں نکال رھا
ھجر کے ھاتھوں سب ھی روتے گئے — یہاں ھمیشہ کسے وصال رھا
شمع ساں جلتے بلتے کاٹی ھے — جب تلک سر رھا وبال رھا
مل گئے خاک میں ھی طفل سرشک — میں تو آنکھوں میں گرچہ پال رھا

سمجھئے ' اس قدر نہ کیجے غرور — کوئی بھی حسن لازوال رہا
تیرے در سے کوئی میں تلتا ہوں — مجکو ہر چند تو تو تال رہا
دل نہ سنبھلا اگرچہ میں تو اوسے — اپنی مقدور تک سنبھال رہا

پھر نہ کہنا اثر نہ کچھہ سنئا
کوئی دن گر یونہیں جو حال رہا

غزل

داشت در وعدہ و وعید مرا — عاقبت جاں بلب رسید مرا
بسکہ آئینہ دار توحیدم — دید خود را کسے کہ دید مرا
نرود تاکہ جان ز تن نرود — ہست بیماریء شدید مرا
من چساں میفر و ختم خود را — گر نہ لطف تو میخرید مرا
ہمچو سایہ زپا فتادگیم — چہ قدر دور تر کشید مرا

گرچہ از دوستی است شکوہ اثر
می نماید ز تو بعید مرا

میں تو ہرچند کچھہ نہیں کہتا — دل بے صبر پر نہیں رہتا
یہی شکوا ہے بس یہی ہے گلا — نہ ملا مجھہ سے آہ تو نہ ملا
گر نہ ملنا ہی تجھکو ہے منظور — کس لئے کیجے وعدہ ہائے زور
جھوٹ بولے سے کیا بھلا حاصل — کہدے سچ ہاں نہیں ہے ملنے کو دل
کیا مناسب ہے فتنہ پردازی — شورش انگیزی و دغا بازی
کوئی دیکھانہ تجھہ سا وعدہ خلاف — بت ناحق شناس نا انصاف
لگے رکھا یوں ہی مدام مجھے — روز بتلائے صبح و شام مجھے
کہہ دیا وعدہ تالنے کو میرے — اور غم دل میں پالنے کو میرے
تا مبادا کہ یاس آجاوے — نا امیدی میں چین جی پاوے
جو کیا تو نے خیر خوب کیا — ایک جی تھا ہزار طور لیا
پر مرا دل بھی کیا دوانا ہے — تیرا کہنا جو اون نیں مانا ہے
کیا کہوں کیا غضب یہ کرتا ہے — ایسے وعدوں پہ مفت مرتا ہے
تا قیامت کوئی تو آویگا — روز فردا یو نہیں بتاویگا

یہ نہ تیری ھی فیلسوفی ہے　　کچھہ تو اپنی بھی بیوقوفی ہے

غزل

اثراب تک فریب کھاتا ہے　　ترے وعدوں کو مان جاتا ہے
دل کڑاکر کے تجھسے کچھہ تو کہوں　　جی میں سو بار یہ ھی آتا ہے
خوش گذرتی نہیں ہے کوئی آن　　اشتیاق اب نپٹ ستاتا ہے
دل کو وعدے سے کل نہیں ھوتی　　روز تو آج کل بتاتا ہے
بت کافر کی بے مروتیاں　　یہ ھمیں سب خدا دکھاتا ہے
دل میرا تو نیں ھی چرایا ہے　　نہیں یوں نظریں کیوں چراتا ہے
میں بھی ناصح اوسے سمجھتا ھوں　　گو برا ھے پہ مجکو بھاتا ہے
تیرے در پر میں کب کب آتا ھوں　　دل مجھے بار بار لاتا ہے
نالہ و آہ کو میری سن کر　　کہتے ھو یہاں کسے ستاتا ہے
روز و شب کسطرح بسر میں کروں　　غم تیرا اب تو جی ھی کھاتا ہے
دل نا قدر داں یہ گوھر اشک　　نت یونہیں خاک میں ملاتا ہے
جی ھی جاتا ہے دم بدم میرا　　تجکو باور نہیں یہ آتا ہے

قطعہ

شمع رو دل یہ مثل پروانہ　　ناحق اپنے تئیں جلاتا ہے
تیری ان شعلہ خوئیوں کے حضور　　بے طرح تجھہ پہ جی جلاتا ہے
کیا کروں آہ میں اثر کا علاج
اس گھڑی اوسکا جی ھی جاتا ہے

ھاتھہ سے جبکہ بات جاتی ہے　　سو بناؤ نہیں بن آتی ہے
مجھسے بیمار کا علاج نہیں　　رو باصلاح اب مزاج نہیں
خاک میں میں مریض مل ھی گیا　　جی رھیگا کہاں سے دل ھی گیا
میں تو مہمان ھوں کوئی دم کا　　کیجئے فکر میرے ماتم کا
بیطرح ھو رھا ھوں پا برکاب　　زندگانی کو دے چکا ھوں جواب
کچھہ ھی باقی ہے مجھہ میں تابکی بات　　مثل شبنم رھوں تو رات کی رات
اب تلک دم کا یہ جو کھٹکا ہے　　جی تصور میں اوس کے اٹکا ہے

خیر اب اور کچھہ نہیں تدبیر   ہے یہ تجویز گر نہو تا خیر
جوکوئی ہوے خیر خواہ رفیق   رحم کھاوے وو مہربان شفیق
اتنی اوس تک خبر رسید کرے   مجکو احسان سے خرید کرے
دیوے میرا نہ کچھہ پیام و سلام   کرے اس قطعہ پڑھی قطع کلام

قطعہ مد ظلہ

گر دل غم گسار میں گذرے   خاطر دوستدار میں گذرے
بہی پیغام درد کا کہنا   گر کوئی کوئے یار میں گذرے
کون سی رات آن ملئے گا
دن بہت انتظار میں گذرے

اب گذرتی نہیں کوئی پل بہی   بس قیامت ہے وعدۂ کل بہی
یوں جو رکھتاہے تو مجھے مہجور   مارنا ہی مرا ہے کیا منظور
کہیں حد بہی ہے بے وفائی کی   کچھہ نہایت بہی ہے جدائی کی
عہد و پیماں ہوئے تھے کیاکیا کچھہ   اور وعدے کئے تھے کیا کیا کچھہ
اثر آثار اب نہیں اوس کا   ذکر تکرار اب نہیں اوس کا
گئے کیدھر وو تیرے قول و قرار   اب یہ کیا تو کرے ہے میرے یار
اگر ایدھر تجھے نہ آنا تھا   جھوٹ سچ وعدہ کیا بتانا تھا
کون پوچھے یہ کس کو یارا ہے   کیا جدائی تجھے گوارا ہے
کون کہتا ہے مجھکو چاہو تم   بات اپنی تو پر نباہو تم
عہد کا بہی نہ اعتبار رہا   قول کا بہی نہ کچھہ قرار رہا
پیارے حضرت کا میرے فرمانا   تونیں بہی صدق دل سے کچھہ جانا

غزل مد ظلہ

عہد را اعتبار می باید   قول را هم قرار می باید
سست پیمانی و همی گوئی   دوستی استوار مے باید
ساقیا نشاء نیست منظورم   رفع رنج خمار می باید
بہر کارے کہ اوفتادہ مرا   آدم کردہ کار می باید
پرسد از من چہ بایدت هر کس   بکہ گویم کہ یار می باید
گو کہ گردد زیان صد جانہا   هرزمانت شکار می باید

بہر کردار نا ملائم ما | لطف آمرزگار می باید
شمع ساں بہر جان سوختہ‌ام | دیدہ اشکبار می باید

درد در کوچہ ہاچہ می نالی
نالہ در کوہسار می باید

تیرے نالے کا دیوے کون جواب | سامہنے اس کے آوے کس کی تاب
جس طرف کو یہ جاکے زور کرے | کوہ بایں شکوہ شور کرے
جبکہ اودہر سے پھر پلٹتا ہے | آسمان وزمین الٹتا ہے
ہے اسی کا اثر کے دل میں اثر | ٹکڑے ٹکڑے ہوا تمام جگر
ہمدم و ہمنفس ہے نالہ و آہ | اور اسی جنس کے ہیں سب ہمراہ
سینہ چاکی ہے آہ وزاری ہے | جانکنی ہے نفس شماری ہے
طپش دل ہے سب میں شاہنشاہ | بیقراری و قلق فوج وسپاہ
روز افزوں ہے عشق کی دولت | عزو اقبال شوکت وصولت
قسمت وجاہ ورعب و شان وشکوہ | غم الم فکر درد دکھہ اندوہ
نقد داغ جگر خزانہ و گنج | جنس حسرت بلا مصیبت و رنج
اشک خونیں و آہ و نالۂ زار | رونق بزم و گرمیٔ بازار
لیک با ایں ہمہ نمودار ی | آہ تا چند نالہ و زاری
کیا کہوں اب تو دل بتنگ آیا | میرے حضرت نیں سچ یہ فرمایا

غزل مدظلہ

تا بکے نالہ ہا و زاریہا - | آہ از دست بیقراریہا
من و بیطاقتی و بے تابی | تو و تمکین و بردباریہا
نقش پایت نکرد رنجہ قدم | خاک بر فرق خاکساریہا
آشنایم بصحبت یاراں | دیدہ ام کاروبار یاریہا
دوستی کردم و ندانستم | دشمنی بود دوستداریہا
شام بے تو بخوں ہمی غلطم | صبح دارم نفس شماریہا
نالہ‌ام ہیچ اثر نکرد ترا | رفت برباد آہ و زاریہا
طبع زاد مرا کمیت قلم | ہردم آموخت نے سواریہا

درد چون کرد یاد درحق ما
سر بلندی است خاکساریہا

بیان خواہش و درخواست ملاقات و مواصلت و نالش آزمایش و امتحاں بجدائی و مفارقت

یہاں جدائی سے جی ہی جاتا ہے — تجکو باور نہیں یہ آتا ہے
شیشۂ دل مرا تو توٹ گیا — آبلہ سا یہ پس کے پھوٹ گیا
اپنا دل میرا دل بھڑاتے ہو — سنگ کو شیشہ سے لڑاتے ہو
آپ کا قصد میں نیں جانا ہے — تا دم زیست آزمانا ہے
اب جدائی کی مجکو تاب نہیں — دل مرا امتحاں کا یاب نہیں
ہجر میں طاقت و شکیبائی — مجسے بے صبر نیں کہاں پائی
میں جدا تجسے رہ سکوں سو نہیں — ہجر کے صدمے سہ سکون سو نہیں
موذیوں کی طرح نہ مار مجھے — یوں جھلا کر درانتظار مجھے
تجکو میری طرف سے میری جان — جیتے جی تک نہیں ہے اطمینان
آزمایش نہ کچھہ جدائی ہے — کیا سمجھہ میں تیرے یہ آئی ہے
اس قدر لائے خیال کے بیچ — کیجئے امتحاں وصال کے بیچ
ہو کہاں تک ادھر تو آؤ تم — منہ تو اپنا مجھے دکھاؤ تم
چور ہے یا کوئی کچھہ اور ہے تو — یوں جو پوشیدہ کررہا ہے رو
جان تک امتحان کر لیجئے — دل کا سب ارمان کرلیجئے
ہووے منظور جو کہ جوروستم — کیجئے اب آن کر یہ کرم
جاں تلک بھی نہیں ہے تجسے دریغ — آئیے کھینچکر لگائیے تیغ
سر یہ حاضر ہے کیجے بسم اللہ — آن کر قتل کیجے بسم اللہ
امتحان غائبانہ خوب نہیں — نت نیا ایک بہانہ خوب نہیں
شمع رو یوں تو ہم غریبوں کی — تجہ سے کیا پیش رفت چلتی ہے
پر بھلا اتنا دیکھئے تو سہی — بات تقریب پر نکلتی ہے
شمع پروانہ کو جلاتی ہے — ساتھہ پر اوس کے آپ جلتی ہے
جیتے جی تک بحسرت وافسوس — سر کو دھنتی ہے ہاتھہ ملتی ہے

اب تیرا سننے میں یہ آتا ھے | نام سے میرے منہ تھتھاتا ھے
اس کے آگے نہ تھے تیرے یہ طور | تو جدا رہ کے ھوگیا کچھہ اور
میرا مذکور جن نیں تجھ سے کیا | تو نیں منہ اوس طرف سے پھیر لیا
جب سنا خون دل وو پیتا ھے | کہتے ھو مجھہ بغیر جیتا ھے
واہ رے دشمنی و سنگدلی | دوستی ساری خاک میں ھے ملی
سخت جاں ھوں یہ جان رکھہ نمروں | دید وا دید جب تلک نہ کروں
روبرو لیتے جی تو ڈرتا ھے | یوں دغا بازیاں جو کرتا ھے
خیر بہتر بھلا ھوا معلوم | مرچکوں گا میں ایک دن مظلوم
آزمایش یونہیں جو کیجئے گا | جی مرا فکر سے ھی لیجئے گا
پر بھلا مجکو یہ بتا قاتل | قتل سے میرے تجکو کیا حاصل
دل پہ ثابت ھے سب تری خوبی | ھے یہ از قسم ناز محبوبی

غزل

کام کیا تجکو آزمانے سے | قتل کرنا ھے ھر بہانے سے
حال اپنا ھزار دیکھلایا | باز آیا نہ تو ستانے سے
جی میں اپنے جو ھے سو ھے پیارے | فایدہ کیا تجھے جتانے سے
خوب آزاد کردیا مجھہ کو | غم نیں تیرے غم زمانے سے
چاھنا عقل و ھوش کی باتیں | نہیں معقول مجھہ دیوانے سے
جی ھی جاتا رھا پہ توں نہ پھرا | باز آئے ھم ایسے آنے سے
کوئی اِس کو سند نہیں رکھتا | کچھہ بھی حاصل ھے جی جلانے سے

دیکھئے آہ اوس کی خاطر جمع
کب اثر ھوگی آزمانے سے

غزل

روز اُٹھہ کر نیا بہانہ ھے | کام میرا غرض بہانہ ھے
راہ تکتے ھی تکتے ھم تو چلے | آئیے بھی کہیں جو آنا ھے
نہ ملوں جب تلک کہ تو نہ ملے | اب یہی قصد جی میں ٹھانا ھے
کبھو میرا بھی کہنا مانئے گا | جو کہا تو نیں میں نیں مانا ھے

وعدے کر انتظار میں رکھنا — نت نئی طرح کا ستانا ہے
دل گیا جی بھی اب ٹھکانے لگا — تس پہ بھی باقی آزمانا ہے
تیری عیاریوں کی باتیں اثر
سب سمجھتا ہے گو دیوانا ہے

غزل

کبھو منہ بھی مجھے دکھائیے گا — یا یونہیں دل مرا دکھائیے گا
اگر ایسا ہی اب ستائیے گا — خیر جیتا مجھے نہ پائیے گا
دل ہر ایک سے لڑاتے پھرتے ہو — آنکھ تو ہم سے بھی لڑائیے گا
جی میں ہے کچھ ارادۂ فاسد — ٹک سمجھ کے ادھر کو آئیے گا
دل تو اودھر سے اٹھ نہیں سکتا — ہاتھ اب کس طرح اوٹھائیے گا
میں تو دونوں طرح سے حاضر ہوں — جو سمجھ ہو عمل میں لائیے گا
آئیے گا غریب خانہ میں — یا مجھے اپنے ہاں بلائیے گا
اثر اتنا میں التماس کروں — ہر کسو کی دغا نہ کھائیے گا
عشق سے منع میں نہیں کرتا — آپ جی میں برا نہ لائیے گا
منہ تو اوس خوبرو کا دیکھا تم — لیک خو بو بھی آزمائیے گا
جاں تک دو جسے کہ چاہو تم
دل کو تک دیکھ کر لگائیے گا

قصہ کوتاہ سنئے مطلب کی — اپنی مشتاق جان بر لب کی
دھوکے دھوکے میں کاٹے پہلے دن — نہ کٹی اب تو کوئی دم تجھ بن
بیوفائی کو اپنی چھوڑو تم — ان دنوں مجھسے منہ نموڑو تم
کون کہتا ہے امتحاں نہ کرو — دل نہ دیکھو کہ قصد جاں نہ کرو
امتحاں لاکھ سو بسو کیجے — پر جو کچھ کیجے روبرو کیجے
آزمایش بتوں سے دور نہیں — پر جدا بیٹھنا ضرور نہیں
بیوفائی اسے نہیں لازم — کچھ جدائی اسے نہیں لازم
لاکھ صورت ہے آزمانے کی — نہیں مانع پہ یہاں کے آنے کی
سخت ناچار ہوکے کہتا ہوں — جیسے بیزار ہو کے کہتا ہوں

دل کو تک اب تو مہربان کرو
بس زیادہ نہ امتحان کرو

آزمایش سے اب تو باز آؤ
کہیں ایسا نہ ہو کہ پچھتاؤ

تک تو ڈر اس قدر خدا کو نہ بھول
درد مندوں کی بھی دعا ہے قبول

اس بلا میں پڑا ہوں میں جب سے
مانگتا ہوں یہی دعا رب سے

غزل

بس ہو یا رب یہ امتحان کہیں
یا نکل جاے اب یہ جان کہیں

حال دل کچھہ تو میں سناؤں تجھے
دیوے یاری اگر زبان کہیں

تجھہ سوا جانتا نہیں ہوں کچھہ
تو بھی اس بات کو تو جان کہیں

کیا کہوں اپنی میں پریشانی
دل کہیں، میں کہیں، دھیان کہیں

مثل عنقا یہ تیرے گم شدگان
نام کو ہیں، نہیں نشان کہیں

حسن ایسا ہے تو رھے نہ رھو
کوئی جاتی ہے تیری آن کہیں

تیری کیا کیا میں باتیں مانی ہیں
تو بھی ایک بات میری مان کہیں

تھامتا ہوں اثر میں آہوں کو
جل نجاوے یہ آسمان کہیں

بیان نہفتن ایں مصیبت و حتی المقدور نگفتن حقیقت و طعن و تشنیع ازراہ دوستی و محبت

دم بخود ہوں اگرچہ مرتا ہوں
تا بمقدور ضبط کرتا ہوں

نہیں کہتا ہوں کچھہ کسو کے حضور
حال میرا ہے اب تلک مستور

جان بلب ہوں میں زیست سے بیزار
شکوہ گو پر نہیں لب اظہار

گو کہ باندھے گرہ ہوا و ہوس
ہے بسان حباب ضبط نفس

دل میں تیرا سخن میں پالا ہے
منہ سے باہر نہیں نکالا ہے

تیری باتیں جفا کی میں نیں کہیں
کبھو اپنی زبان سے نہ کہیں

نہیں کرتا ہوں میں کسو سے کلام
تجھکو بھیجوں نہ کچھہ پیام و سلام

آ پڑی بات گو کہ جان تلک
پر نہ آئی میری زبان تلک

خلق ہے مجکو دیکھہ بر سر شور
اپنی ذات تو نسیں چپ ہوں جوں لب گور

دل صد پارہ موبمو ست زباں
نکشا یم ولے چو غنچہ دھاں

هر زمان خون دل همی نوشم　　لیک خون خواری تو می پوشم
همه چشم ترم بسان حباب　　نچکانم زدیدهٔ قطره آب
سینه دارم تمام جوش و خروش　　مهر بر لب ولے نشسته خموش
راز هائے دلی نهفته به است　　چه بگویم که آن نگفته به است
گر چه هردم پئے تو می میرم　　نام تو پیش کس نمی گیرم
نه کسے همدم ونه همنفس است　　جز دل من کدام دسترس است
شمع ساں جمله تن گداخته ام　　لیک حرفے بیان نساخته ام
نشد آگه کس از بیان من　　هیچ نشنید از زبان من
سوزم وسرمه گردم و ز گزند　　نکنم ناله وفغاں چو سپند
از غلامان حضرت دردم　　گر بنالم زدرد نا مردم
گو بمیرم ولے نه آه کنم　　سخن درد را نگاه کنم
من که دم گاه بر نمی آرم　　بے شمار آه در جگر دارم
جو مصیبت که مجهه په آئی هے　　اپنی مقدور تک چهپائی هے
تنگ آیا هوں پر جدائی سے　　نهیں کهتا هوں کچهه برائی سے
ضبط پیارے کهاں تلک کیجے　　تو هی فرما جهاں تلک کیجے
جی گهٹتا دم نکل چلا رک کر　　تو بهی انصاف تو بهلا تک کر
آه و ناله کا آرمان رها　　اوس کی تاثیر کا گمان رها

غزل

دیکهتے تو سهی که کیا هوتا　　ایک ناله اثر کیا هوتا
چهوٹتی هے یه بد معاملگی　　پهلے دل کو تو لے لیا هوتا
اب توقع کسے بهلائی کی　　دل نهوتا تو کچهه بهلا هوتا
خواه بوسه هی خواه گالی هی　　کچهه تو دل کے عوض دیا هوتا
جانتا قدر کچهه هماری بهی　　تو بهی عاشق اگر هوا هوتا
بے وفائی په تیری جی هے فدا　　قهر هوتا جو با وفا هوتا

کچهه اثر کا علاج کرتے هم
رات کی رات گر جیا هوتا

غزل

کہیں ظاہر یہ تیری چاہ نکی — مرتے مرتے بھی ہم نیں آہ نکی
آہ مرگئے پہ نا توانی سے — ایک بھی آہ سر براہ نکی
تو نگہ کی نہ کی خدا جانے — ہم تو ڈر سے کبھو نگاہ نکی
سب کے جی میں یہ نالہ ہو گذرا — ایک تیرے ہی دل میں راہ نکی

وہ کسو اور سے کرے گا کیا
جن نیں تجھسے اثر نباہ نکی

دل میں ایسے ہزار کہتا ہوں — سو برا تجکو یار کہتا ہوں
جو کہوں تجکو سو وو تھوڑا ہے — دل ترے ہاتھوں پکا پھوڑا ہے
بس برائی یہی جدائی ہے — ورنہ تجہ میں سبھی بھلائی ہے
یوں جدائی جو اب ستاتی ہے — جی میں سو طرح بات آتی ہے
اب اکیلے پڑا جو مرتا ہوں — شکوہ بے اختیار کرتا ہوں
سب کے نزدیک میرے حق بطرف — نہ کہے کوی تیرے حق بطرف
یوں جو معشوق ہوتے ہوں تو خیر — نہ کرے یہ تو بیر کوی غیر
کوی دشمن یہ دشمنی نہ کرے — گبر کافر بھی کچھہ خدا سے ڈرے
تک تو آ حال نا دیکھا کے کہوں — روں و سو طرح دکہا کے کہوں
کچھہ تو غیرت تو دل میں لاوے گا — حال پر میرے رحم کھاوے گا
رحم دل تجکو جانتے تھے ہم — خوبیاں تیری مانتے تھے ہم
سارے نکلے غلط ہمارے قیاس — نہ تجھے شرم چشم نے کچھہ پاس
آہ سمجھے تھے اور نکلا اور — پیشتر تو تیرے نہ تھے یہ طور
یوں مبدل بھی ہوتی ہے خو بو — آگو کیا تھے تم اور اب کیا ہو
تک تو انصاف آپ ہی کیجے — اس طرح دوست کو دغا دیجے
کچھہ تو ہم عقل و ہوش رکھتے تھے — کہنے کو چشم و گوش رکھتے تھے
ایسے بیہوش کیا دیوانے تھے — پر تیرے طور یہ نہ جانے تھے
سر بسر بر خلاف نکلا تو — پُر کدورت ہی صاف نکلا تو
تجسے یہ تو ہمیں خیال نہ تھا — جو ہوا سو تو احتمال نہ تھا

غزل

هم غلط احتمال رکھتے تھے — تجھسے کیا کیا خیال رکھتے تھے
نہ سدا تونیں کیا کہیں ظالم — ورنہ هم عرض حال رکھتے تھے
نہ رہا انتظار بھی اے یاس — هم امید وصال رکھتے تھے
جوهر آئینہ نیں دکھلایا — سادہ رو جو کمال رکھتے تھے
نہ سدا تھا کسو نے یہ تو غرور — سبھی دلبر جمال رکھتے تھے

آہ وے دن گئے کہ هم بھی اثر
دل کو اپنے سنبھال رکھتے تھے

میں تجھے، واہ کیا تماشا ھے — ذھن میں آشنا تراشا ھے
ھاتھہ میں رکھیوتم سنبھالے ھوے — دل تو میرا یہ شیشہ* باشا ھے
توجو تولے ھے میرے من کی چاہ — کچھہ ترے هاں بھی تولہ ماشاھے
کیا کہوں تیری کاوش مژہ نیں — کس طرح سے جگر خراشا ھے

خیر گذری، اثر تو ھے بے باک
اور وہ شوخ بے تحاشا ھے

غزل

بھولنا یوں بھلا یہ یاد رھے — غم رھا هم کو تم تو شاد رھے
واہ غیروں سے اتحاد رھے — اور هم سے وهی عناد رھے
تجھسے سب شاد با مراد ھوے — هم هی نا شاد نا مراد رھے
دلدهی سب کی، میری دل شکنی — بارے اتنا تو اعتماد رھے

آہ بیدرد اتنی بے اثری
دوستی کچھہ تو کم زیادہ رھے

بیان شکر و شکایت وفا و جفا و اظہار گلہ و شکوہ از راہ محبت و صفا

گئی کیدھر وو تیری مہر و وفا — اب جو ھونے لگی یہ جور و جفا
بات سنتا نہیں ھے اب میری — کیا ھوئی دوستی وو سب تیری

---

* یعنے شیشے جیسا نازک، جو ذرا سی ٹھیس میں ٹوٹ جاے —

میرے احوال پر نہیں ہے نگاہ | کچھہ ہے تقصیر میری کچھہ ہے گناہ
دوستی کے سوا کچھہ اور گناہ | ہو تو مجکو بتاؤ بسم اللہ
بے گناہوں سے دل کو صاف کرو | نہیں تقصیر پر معاف کرو
ان دنوں ہے تیرا مزاج کچھہ اور | کل جوتھا سوکچھہ اور آج کچھہ اور
کوئی دنیا میں دل دوانا تھا | تجھے واللہ یہ نہ جانا تھا
دل ودیں عقل و ہوش باختہ‌ام | بعد ازینہا ترا شناختہ ام
با وفا بودہ بیوفا شدۂ | تو چہا بودي و چہا شدۂ
یاد داری ہر آنچہ میکردی | دوستداری ہر آنچہ میکردی
داشتی پاس آشنا ئیہا | مینمودی چہ دلربا ئیہا
ہمگی قصد دل ربودن بود | نو بنو جلوہ ہا نمودن بود
جوشش ارتباط داشتۂ | گر مئی اختلاط داشتۂ
بود پیوستہ سوے من نظرے | جز خیا لم نداشتی خبرے
گاہ خندہ گہے تبسم بود | گاہ ایما گہے تکلم بود
گاہ نگریستی بالفت و شوق | گاہ بگریستی بلذت و ذوق
نگہ التفات و گوشۂ چشم | بود گاہے بمہر و گاہ بخشم
ہر نفس سوئے من نگاہے بود | دم کشیدہ نبود آہے بود
مینمودی ہزار دلسوزی | داشتی دست در جگر دوزی
اول اول چنان زمن گشتی | آخر آخر چنیں زمن گشتی
از تو کے بود ایں گمان من | ہمچو افتی بقصد جان من
دل ربودی وعزم جاں داری | جان من دلبر دل آزاری
یاد ہست از کلام حضرت درد | بر محل حسب حال خود ایں فرد
دل باو دادم وندانستم | کہ چنیں دلربائی دلسوزاست

غزل

دل دیا پر تجھے نجا نا تھا | قسمت اوس کی میں' آہ جانا تھا
تیغ ابرو و تیر مژگاں کا | دل ہی چورنگ تھا نشانا تھا
کبھو کرتے تھے مہربانی بھی | آہ وہ بھی کوئی زمانہ تھا

دل وجاں سب جلا کے خاک کیا واہ کیا خوب آزمانا تھا
تونہ آیا ادھر کو ورنہ ہمیں حال اپنا تجھے دکھانا تھا
کیا بتاویں کہ اس چمن کے بیچ کہیں اپنا بھی آشیانا تھا
ہوشیاروں سے مل کے جانو گے
کہ اثر بھی کوئی دوانا تھا

غزل

اے بتاں اتنی ہی خدائی ہے با وفاؤں سے بے وفائی ہے
دشمنی بھی ہے جسکے آگو گرد یہاں وو کہنے کو آشنائی ہے
بات میری جو اب نہیں سنتا کچھہ کسو نیں مگر سنائی ہے
شرم تیری یہ سب کہے دے ہے جو مرے دل کی بات پائی ہے
غم ترا ملک دل کو لوٹ گیا کچھہ نچھوڑا تری دہائی ہے
دل بدل-ل رہے ہیں آپس میں اب تو بیفایدہ جدائی ہے
سیکھہ لیجے تک ایک دلداری دلربائی تو خوب آئی ہے
مجسے آکر کبھو نہیں ملتا ایک تجھہ میں یہی برائی ہے
سادہ روں سے کچھہ نچاہ اثر
وہاں سبھی بات کی صفائی ہے
گرچہ تیری طرف سے نا انصاف ہے سبھی بات کا جواب صاف
پر میرے دل کی سادگی وصفا کرنے دیتی نہیں سوائے وفا
زندگی میری جان تجسے ہے خوشی اپنی ہر آن تجسے ہے
تجھہ سوا اور سے نہ کام مجھے نہ کسوسے دعا سلام مجھے
نہ کسو سے گلا نہ شکوا ہے اور سے مجکو کام بھی کیا ہے
دلبری میں کوئی بلا ہے تو جان لینے کو اب ملا ہے تو
میرے حق میں جو کچھہ ہے بس تو ہے خواہ بدخو ہے خواہ خوش خو ہے
اور کیا کیا کہوں تو کیا کچھہ ہے باغ و بستاں ہزار ہا کچھہ ہے
یکجہاں دید و رونق مجلس چشم بددور دستۂ نرگس
رشک گلزار نو بہار توئی گل و غنچہ توئی و خار توئی

خواہ بیگانہ خواہ یار توئی — دشمن و دوست در شمار توئی
یار جانی و دشمن جانی — خانہ آباد و خانہ ویرانی
خوشی و شادی و نشاط دل — لذت و فرح انبساط دل
باعث فکر و حزن و رنج و الم — موجب حسرت و مصیبت و غم
آرزوئے دلی و خواہش جاں — دشمن نام و ننگ و کاہش جاں
دلبر و دلربا و دل آزار — ہم دل آرام دلکش و دلدار

غزل

اے بت عشوہ گر چہا کہ نۂ — یک مگر بامن آشنا کہ نۂ
در دل و دیدہ و خیال و خواب — ہمہ جا جائے تو کجا کہ نۂ
یار و دلدار و آشنا و دوست — آں گماں کردہ ام ترا کہ نۂ
مے و میخوار و چیزہا جمع است — ساقی اینجا تو ہم بیا کہ نۂ
فتنہ و آفت و بلائے جاں
چہ بگوید اثر چہا کہ نۂ

لاکھہ دشمن کا ایک دشمن تو — دمبدم تو مرا پئے ہے لہو
میں برا بھی تجھی کو جانوں ہوں — اور بھلا بھی تجھی کو جانوں ہوں
توھی بیرحم توھی ظالم ہے — بے خبر تو ہے توھی عالم ہے
خوشی تجسے ہے اور غم تجسے — شکر و شکوا ہے دمبدم تجسے
با وفا تو ہے بیوفا تو ہے — جو کہوں اس سے مدعا تو ہے
نفع تو ہے مرا ضرر تو ہے — خیر تو ہے ہزار شر تو ہے
گر بھلا ہے وگر برا تو ہے — دوست دشمن سبھی مرا تو ہے
یہ جو حضرت نیں اب بیاں کیا — کیا کہوں آہ میرے دل سے لیا

غزل مدظلہ

دشمن انیست و آشنا اینست — ہر چہ ہست از برائے ما اینست
شکوہ چندان ز بیوفائی نیست — مدعی کشتہ مدعا ایں است
او دل آزار و دل گرفتار است — قصہ کوتاہ ماجرا اینست

درد پرہیز ناتوانی کن
مرض عشق را دوا اینست

ہے تو آساں یہ جو بات کہی — قصد اپنا بھی ہوگا روز یہی
پر خدا مجھسے بھی بنا لاوے — جی مضر چیز پر نچل جاوے
کیا کہوں آہ کہہ نہیں سکتا — بن ملے دل تو رہ نہیں سکتا
عمر ساری کہاں تلک پرہیز — جان کرتی ہے اب بریز بریز
نہیں بنتی ہے اپنی کچھ تدبیر — نہ کرے جب تلک مدد تقدیر
چھوٹی سی چیز ہی جو ہاتھ پڑی — پھر تو چنداں نہیں ہے بات بڑی
اندکے صبر و اندکے دل سخت — گر بدست آیدم زطالع و بخت
پھر تو عالم کی بیٹھا دید کروں — رات شبرات روز عید کروں
آہ قسمت نیں کیا کہوں جو کیا — سخت بے صبر موم دل یہ دیا
سب یہ آفت پڑی ہے اس کے سبب — اور ناحق کہوں میں کس کے سبب
دل نیں ہی میرے مجکو مارا ہے — سب بکھیڑا اسی کا سارا ہے
میری خوبی نیں سب زبونی کی — دشمنی دوستی نیں دونی کی
کچھ برائی سے تو نہ تھا واقف — بے وفائی سے تو نہ تھا واقف
یو نہیں ہوتا تو کس طرح کٹتی — اب تلک کوئی اس طرح کٹتی
تیرے جو جو سلوک ہیں سارے — کچھ برائی سے یہ نہیں پیارے
دوستی نیں میری سکھائی جفا — ورنہ تجھ میں تو تھی بڑی ہی وفا
لطف پر اس کلام کے صدقے — اس کے قائل کے نام کے صدقے

غزل مدظلہ

اس کو سکھلائی یہ جفا تونیں — کیا کیا اے میری وفا تونیں
بے کسی کو عبث کیا بے کس — قتل کر مجکو کیا لیا تونیں
حال سن سن میرا لگا کہنے — میں سدا کچھ نہ کیا کہا تونیں
ہم نہ کہتے تھے ہو جو مت عاشق — پائی دل اپنی کچھ سزا تونیں
جی تو جی سے تیرے رہا ہے مل — منہ لیا موڑ کیا ہوا تونیں

درد کوئی بلا ہے شوخ مزاج
اس کو چھیڑا برا کیا تونیں

دیکھہ تو کیا غزل یہ فرمائی | بات تیری سمجھہ میں بھی آئی
تو بھی سن رکھہ جو میں کہوں تجھسے | چھیڑ کرنا سمجھہ کے تو مجھسے
ہوسکے گا کوئی تو عہدہ بر آ | ہے یہ بندہ بھی شوخ طبع بلا
آڑے ہاتھوں کہیں نہ لیوے تجھے | بات سیدھی نہ کرنے دیوے تجھے
پھر تو شرماوے کت کے بے دل ہو | آنکھہ تجکو ملانی مشکل ہو
اب تلک میں نیں درگذر کی ہے | تیری باتوں پہ کب نظر کی ہے
ایسے نا آشنا کو کیا کہئے | سنگدل بیوفا کو کیا کہئے

غزل

بیوفا تجھسے کچھہ گلا ہی نہیں | تو تو گویا کہ آشنا ہی نہیں
یہاں تغافل میں اپنا کام ہوا | تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہیں
یا خدا پاس یا بتاں کے پاس | دل کبھو اپنے ہاں رہا ہی نہیں
تیرے کوچہ سے آہ جانے کو | دل نہیں یا کہ اپنے پا ہی نہیں
نالے بلبل نے گو ہزار کئے | ایک بھی گل نیں پرسنا ہی نہیں
کچھہ نہ ہوتا اثر اثر اوس کو
پہلے گو نالہ تو کیا ہی نہیں

غزل

خوب دنیا میں خوش رہا ہوگا | جو کہ عاشق ترا ہوا ہوگا
ہوں دوانا سمجھہ کا میں اس کے | جس نیں دل کو تجھے دیا ہوگا
کب توقع تھی یہ کہ دل تیرا | ایسے مخلص سے یوں برا ہوگا
دل جو آیا نہ اب تئیں شاید | کسی ظالم کے بس پڑا ہوگا
گر کے اتھانہ پھر میں قطرۂ اشک | کوی ایسا بھی کم گرا ہوگا
ہے زمانے کے ہاتھہ سے تو بعید | کیونکہ غنچہ بھی یہاں کھلا ہوگا
اثر اول تو یہاں ہوا سو ہوا
دیکھیں آخر کو آہ کیا ہوگا

غزل

شده بیگانہ او ز یاریء ما   دشمن ماست دوستداریء ما
عشق او هیچ غم بدل نگذاشت   غم او کرد غمگساریء ما
قهر درویش و جان درویش است   کس چه داند ز بیقراریء ما
غافل از یاد بیدلاں نشوی   دل ما هست یادگاریء ما
زیں فغاں ها مشو گراں خاطر   آہ ما نیست اختیاریء ما
نالۂ ما اثر نه کرد اثر
آہ از دست آہ و زاریء ما

جب خفا هو اُداس رهتا هوں   بت کافر تجهے میں کهتا هوں
اور بے رحم بےوفا خونخوار   نام تیرے یه سب هیں میرے یار
بسکه تجهه سے هی کام رکهتا هوں   سینکڑوں ایسے نام رکهتا هوں
اس قدر جب سے تنگ آیا هوں   دل میں تجهسے بجنگ آیا هوں
دفتر شکوہ جب سے کهولوں هوں   نیک بد بخت سست بولوں هوں
سن کے اس کو برا نه مانیو تو   کچهه برائی سے یه نه جانیو تو
گو که بیطرح نام لیتا هوں   لیک دل سے دعائیں دیتا هوں
تیرے هاتهوں جو کچهه گذرتا هے   یا جو کچهه تو برائی کرتا هے
اس میں تیری نهیں هے کچهه تقصیر   حق نیں کی هے یونهیں میری تقدیر

غزل

غم هی دکهلاتی هے سدا قسمت   واہ اپنی بنی هے کیا قسمت
جس کی خاطر سبهی هوے دشمن   نه هوا وہ بهی دوست یا قسمت
کیا کهوں اپنی بے نصیبی کی   دے کسو کو نه یه خدا قسمت
نه رها وصل دائمی تو نصیب   هجر هی دیکهیں تا کجا قسمت
یاوری کی نه طالعوں نیں اثر
آزمائی هے بارها قسمت

غزل

جو سزا دیجے هے بجا مجکو   تجهسے کرنی نه تهی وفا مجکو

سرد مہری نہیں تمہاری اے ظالم آہ کتنا جلا دیا مجکو
گر اسی میں خوشی تمہاری ہے اور بھی کیجئے خفا مجکو
کیوں تو بر ضد جنا ہی کرتا ہے نہیں کچھہ دعویٔ وفا مجکو
غم میں بیٹھوں کہاں تئیں بت کے اب اٹھاوے کہیں خدا مجکو
وہی میں ہوں اثر وہی دل ہے
اب خدا جانے کیا ہوا مجکو

غزل

فرض کردم وفا نمی باید لیک چندیں دغا نمی باید
منع جورت نمی کنم لیکن ایں قدر ہم جفا نمی باید
در خورم آنچہ می کنی لیکن ہرچہ کردی ترا نمی باید
بت نا آشنا چناں دارم کہ دگر آشنا نمی باید
سادہ رو سادۂ زمہر و وفا ایں چنیں ہم صفا نمی باید
یا بیا یا ببر زتن جانم زیست بے تو مرا نمی باید
زاہدا خلد بے جمال بتے از برائے خدا نمی باید
نبود بے تو ہیچ شے درکار باتو مارا چہا نمی باید
گریۂ شوق رہبر است اثر
سیل را رہنما نمی باید

غزل

گر بقدر وفا جو از جفا است ہرچہ با ما تواں نمود روا است
بت من بیخبر ز حال من است آہ بے عیب صرف ذات خدا است
بسر و چشم میر و د چوں شمع ہرکہ ثابت قدم براہ فنا است
بہ نصیبش زجلوہ حیرانی است مثل آئنہ در دلے کہ صفا است
قطرۂ گم شدہ بہ بحر محیط کس نشانش نمیدہد کہ کجا است
چوں شرر بہر اہل دید اثر
رم نمودن ز خویش راہنما است

بیان خوش نیا مدن هیچ چیز بدوں یار و بردن اسباب خوشی و نشاط زیادہ تر موجب ایذا و آزار

کوی صحبت خوشی کی بھاتی نہیں — کوی بزم طرب خوش آتی نہیں
انبساط و خوشی کرے ہے داغ — گر ہنسوں بھی تو جوں ہنسے ہے چراغ
جمع جتنا ہو عیش کا اسباب — دل کو اتنا کرے جلا کے کباب
گر بہ تقریب راگ ہوتا ہے — سینہ یک لخت آگ ہوتا ہے
راگ ہر ایک جدا ہیں گو بیشک — پر اثر میں ہیں اب سبھی دیپک
حضرت درد کی بنائے خیال — کیا کہوں کیا کرے ہے دل کا حال
تان ہر ایک جان لیتی ہے — قہر لذت دلوں کو دیتی ہے
بولو نگا لطف جان سے ہے جدا — ہے دل و جان ہر طرح سے فدا
خیر تقریب جو کہ ہوتی ہے — ہر طرح میری جان کھوتی ہے
جس قدر ہوے صحبت رنگیں — اس قدر دل کو اب کرے غمگیں
ہے تماشا کدھر کہاں کی سیر — خوشی ہوتی ہے کوئی تیرے بغیر
مارتی ہے ہوائے ابر و بہار — کچھ اُلٹ ہی گیا ہے لیل و نہار
جو کبھو آسماں پر ابر ہوا — دل پہ بے اختیار جبر ہوا
تیر باراں کرے ہے اب باراں — کاٹے کھاتی ہے صحبت یاراں
مینھہ جو برسات کا برستا ہے — دل ملاقات کو ترستا ہے
جس گھڑی مینھہ کی یہاں بندھے ہے جھڑی — تار باندھے ہے آنسوؤں کی لڑی
جب کہ یہاں ابر گھر کے جھکتا ہے — دل گھٹا آگے خوب رکتا ہے
اچھی لگتی نہیں ہے فصل بہار — لئے جاتی ہے دل سے صبر و قرار
کوئی موسم بھلا نہیں لگتا — دیوے ہر ایک رت جدا ایذا
خواہ گرمی ہے خواہ جاڑا ہے — دل کو ہر ایک نے اجاڑا ہے
روپ گرمی کا اور گرماوے — دل میں وحشت زیادہ تر لاوے
پھر ہیں گرمیوں کی دوپہریں — دل پہ کیا کیا گذرتی ہیں لہریں
کیا ہی جاڑے کی رت دکھاتی ہے — سرد مہری تری دکھاتی ہے

سخت دو بھر ہیں جاڑے کی راتیں   اور اس کی ہزارہا باتیں
رات تو ہے پہ دن بھی کیا کم ہے   سانس ٹھنڈی ہی ہر آن ہر دم ہے
اب نہ دن ہی کٹے نہ رات کٹے   کس طرح عرصۂ حیات کٹے
رات کاٹے کوی کہ دن کاٹے   بات بنتی نہیں ہے بن کاٹے
عمر یوں کاٹے کس کو بھاتا ہے   تس پہ دن رات کاٹے کھاتا ہے
ہے شب ماہ دل پہ یوں پیارے   جیسے گھوڑے کو چاندنی مارے
گر گذر سوئے باغ ہوتا ہے   سینہ جل بل کے داغ ہوتا ہے
گر نظر جا پڑے سوئے گلزار   داغ ہوتا ہے دل بیاد عذار
آگ دل میں لگائے آتش گل   سانپ کی طرح کاٹے ہے سنبل
پھول لگتے ہیں جیسے انگارے   گرز آتش نہال ہیں سارے
راہ تکتی ہیں آنکھیں نرگس کی   کیا کہوں آہ اور کس کس کی
نہیں تک بریدہ یہ پیارے   مژۂ اشک بار ہیں سارے
یہ درختوں کے پات ہلتے ہیں   یا بافسوس ہاتھ ملتے ہیں
ہر طرف آبشار روے ہے   سرپٹک ڈاڑھیں مار روے ہے
مثل آئینہ دیکھ کر کے خوض   غرق حیرت کھڑا ہے آب حوض
بلبلے اس میں آنکھ کھولے ہیں   کہ رخ آب پر پھپولے ہیں
نہیں نرگس پہ یہ پڑی شبنم   چشم پر آب ہیں سبھی از غم
سیر پھولوں سے یہ نتیجہ ہے   یعنی عاشق کا آج تیجہ ہے
نہیں سبزہ چمن میں خوابیدہ   تیرہ بختاں پڑے ہیں غلطیدہ
گل سبھی کرتے ہیں گریباں چاک   اور ان پر نسیم ڈالے ہے خاک
سوچ میں غنچہ ہیں گرفتہ دل   باغباں آپ ہی کو کھڑے ہیں خجل
کیا بلا اب کے ناگہاں آئی   موسم گل ہی میں خزاں آئی
پر خزاں بھی نہ ایسی ہوتی تھی   رونق باغ یوں نہ کھوتی تھی
سخت عبرت کدہ یہ باغ ہوا   تختۂ گل سے داغ داغ ہوا
دیکھ کر یہ چمن کا آب و رنگ   اور خاطر گرفتہ ہو دل تنگ
غنچہ دیکھا جہاں چمن کے بیچ   جا رہے ہے دل اوس دہن کے بیچ
سرو پر جب نگاہ جاتی ہے   یاد میں قد کے آہ آتی ہے

کیا کہوں باغ کا جو عالم ہے — ہر شجر یہاں تو نخل ماتم ہے
صرف اس باغ پر ہی اب کیا ہے — ساری ماتم سرائے دنیا ہے
جس طرف کو نگاہ کرتا ہوں — نعرہ بھرتا ہوں آہ کرتا ہوں
عشق تیرے کا دل کو داغ لگا — دیکھہ تو بھی نیا یہ باغ لگا
شورش حال میں جو پڑھتا ہوں — اپنے حضرت کے شعر پڑھتا ہوں

له مد ظله

بر رخ گل کجا نظر دارم — چشم بر گل رخ دگر دارم
درد سلطان بحر و بر گشتم
که لب خشک و چشم تر دارم
همچو طاوس اے تماشائی — همه داغم ز دست پیدائی

له مد ظله

هوس باغ سینه خالی کرد — داغ از بس بروے یکدگراست
صبح روز فراق شام بود — اے شب وصل شام تو سحراست
چشم تر خوں دگر ز دل مطلب — کزلب خشک نیز خشک تراست
امن بے امن در طریقت عشق — بیخطر کیست آنکه باخطراست
زخم تیغت اگر بسر نرسید — تیغ زحمت برندهٔ جگراست
خبر ایں وآں ز بیخبریست — با خبر آں کسے که بیخبراست
گلشن نا مرادیم بشگفت — یاس نخل امید را ثمراست
درد ازادی است و بے برگی
در ته بار آنکه بارور است

غزل له

گل و گلزار خوش نہیں آتا — باغ بے یار خوش نہیں آتا
کیا جفا کے سوا تجھے کچھہ اور — اے ستمگار خوش نہیں آتا
اےجنوں جیب میں تیرے ہاتھوں — ایک بھی تار خوش نہیں آتا
درد ہم کو یہ رات دن دل کا
نالۂ زار خوش نہیں آتا

ولہ

بے زبان ہے بدہ زباں سوسن — اس چمن میں کسے مجال سخن

ولہ

نہیں میرے تئیں کسی کا باک — اب گریباں ہے ہاتھہ ہے اور چاک
ناخن و دست تیز و چالاک است — سینہ وجیب چاک در چاک است
گلے کے کپڑے کاٹے کھاتے ہیں — کیوں کے رکھوں نہیں یہ بھاتے ہیں
جی ہے کپڑے نہ اب بدلنے کو — گھر سے باہر نہ دل نکلنے کو
کیاکہوں گھرمیں ہوں جوکچھہ دل تنگ — گھر توگھر تن ہے جی کو قید فرنگ
جی کسو چیز کو نہیں لگتا — بات گو خوب ہو ، نہیں لگتا
اور چیز اب تو کیا نہیں بھاتی — زیست بھی اپنی خوش نہیں آتی

کیفیت دیدن چیز ہاے یادگار و حقیقت داشتن نشانیہائے دلدار و صورت دیگر یاد آور یہائے آں نگار

نظر آتی ہے جب تری کچھہ چیز — کیا کہوں کیسی ہوتی ہے وو عزیز
روبرو سو طرح سے دھرتا ہوں — نالہ کرتا ہوں آہ بھرتا ہوں
ہر گھڑی احتیاط ہوتی ہے — دل پہ کیا کیا نشاط ہوتی ہے
آنسوؤں میں کبھو کروں ہوں تر — بھینچتا ہوں کبھو اوسے در بر
دیکھہ کر اوس کو شاد ہوتا ہوں — گاہ ہنستا ہوں گاہ روتا ہوں
گر لگے ہاتھہ کوی تیری بست — پھر تو جاتا رہے ہے دل از دست
کچھہ نشانی تری جو پاتا ہوں — غیر سے کیا ہی کیا چھپاتا ہوں
نظر آوے کہیں جو تیرا بال — جی پہ ہوتا ہے اور ہی جنجال
دل الجھتا ہے پیچ و تاب کے بیچ — جا پھنسے ہے عجب عذاب کے بیچ
دیکھہ لوں گر کہیں تری پوشاک — جامۂ تن کروں جلا کے خاک
کچھہ نشانی جو پاس ہوتی ہے — اور میرے حواس کھوتی ہے
یاد گاری وو خاک کرتی ہے — مار مجکو ہلاک کرتی ہے
کبھو کہتا ہوں ہے یہ بات زبون — اس کا رکھنا برا ہوا ہے شگون

پر اوسے دور کر نہیں سکتا
مارے خطرے کے دھر نہیں سکتا

جی میں ہے پاؤں گر کبھو تجکو
تب دکھا کر وو پھیر دوں تجکو

پر بھلا نے کہیں نکال سکوں
نہ چھپا کر ہی اوس کو ڈال سکوں

کیا کہوں دل کی باولیں باتیں
یونہیں دن کٹتے ہیں یونہیں راتیں

آدمی گر ترا نظر آیا
تو تو پھر حرف جان پر آیا

کسو تقریب وو ادھر آوے
پر چہاں دور سے نظر آوے

دوڑ پڑتا ہوں اس کے لانے کو
راضی کرتا ہوں پھر بھی آنے کو

پر کہاں اب تو جانے دیتا ہوں
گرد اس کے ہو گھیر لیتا ہوں

تیری خاطر سے وہ بنے محبوب
شکل مکروہ بھی لگے مرغوب

ہر گھڑی عجز ہے خوش آمد ہے
اور حسن سلوک بے حد ہے

ہوتی ہیں منتیں مداراتیں
پوچھی جاتی ہیں کیا ہی کیا باتیں

پھر سررشتہ یہ چھوٹتا ہی نہیں
تار باتوں کا ٹوٹتا ہی نہیں

یہی چاہوں اگر ہزار سنوں
کہے پھر پھر میں بار بار سنوں

رک کے آخر وو تنگ آتا ہے
جتنا بٹھلاوں اُٹھے جاتا ہے

سو ضرورت مجھے منآوے ہے
لاکھہ طرحوں کے ڈر دکھاوے ہے

ساری بیروئیاں اٹھاتا ہوں
دامن اوس کا پکڑ بٹھاتا ہوں

لیکن اس پر مزا تو آگے ہے
پیچھا اپنا چھڑا کے بھاگے ہے

اور پیارے کبھو پس از مدت
بر سبیل تعجب و ندرت

گر کوئی تیرا بھیجا آتا ہے
خوشی سے تو تو جی ہی جاتا ہے

اس پہ لایا جو کچھہ پیام و سلام
ہو چکا پھر تو خیر کام تمام

بھیجی تونیں اگر کبھو کچھہ چیز
پھر تو جاتی رہے ہے عقل و تمیز

مثل نادیدہ سینت رکھتا ہوں
ہر گھڑی ذرہ ذرہ چکھتا ہوں

کیا ہی لگتی ہے جان و دل کو لذیذ
باندھے پھرتا ہوں جسطرح تعویذ

گر نہیں ہے وو چیز کھانے کی
ہے کسو کام میں لگانے کی

اوس کو سو سو طرح نچاتا ہوں
دھوم چاروں طرف مچاتا ہوں

ہاتھہ اتیر کے جون لگے تیتر
باندھے ہے باہر اوسے کہ اب بہیتر

مارے شادی کے پھول جاتا ہوں
سب ترے جور بھول جاتا ہوں

کتنے روزوں رهے هے مشغولا بارے رهتا هے کچهه تو غم بهولا
کیا پر ان باتوں سے تو هونا هے پهر وهی جهیکنا هے رونا هے
ماریں هیں بلکه اور یه باتیں غائبانه کی سب مداراتیں

غزل

تیرے هاتهوں سے میں هلاک هوا مفت هی مفت جل کے خاک هوا
لے چکے دل تو قصد جاں هے مگر پهر شروع اب جو یه تپاک هوا
لگی رکهی نه تو نیں میری ساتهه تیرے نزدیک قضیه پاک هوا
حال سن کر تو مهرباں نهوا بلکه برهم هو خشمناک هوا
خوب اب تو جنوں کے هاتهوں اثر
سینه و جیب چاک چاک هوا

لیک با ایں همه جنون و خبط سخت کرتا هوں احتیاط و ضبط
کیجئے اس سے هی تک ایک قیاس کس قدر هے ترا لحاظ و پاس
آدمی جو که هیں تیرے گهر کے یا که باشنده هیں وو اودهر کے
یا کسو طور کے هیں واسطه دار کچهه ترے ساتهه رکهتے هیں سروکار
پاس اون کا هزار کرتا هوں دلدهی بے شمار کرتا هوں
جب ملاقات اون کی هوتی هے سو مدارات اون کی هوتی هے
آپ منت بجان اوتهاتا هوں بر سرو چشم اونهیں بیتهاتا هوں

بیان اشتیاق دیدار و تمنائے صحبت یار و تیاری و مهمانداری آں نگار و ماجرائے حال مشتاق زار

خیر قصے سب اور جانے دے بات مطلب کی اب سنانے دے
تو ملا کر کوئی ملے نه ملے سب یه تیرے نه ملنے کے هیں گلے
مهربانی ادهر کو کیجئے گا نقد جاں پیشکش هے لیجئے گا
دیدۂ منتظر هیں فرش راه پیشوا بهیجے هیں میں ناله و آه
پاس اپنے هے کیا جو دیویں تجھے عوض جاں مگر که لیویں تجھے
گوهر اشک هیں نثار کریں لخت دل کے عقیق آگے دهریں
اشکِ الماس هیں که موتی هیں اپنے هاں یه هی چیزیں هوتی هیں

دانۂ اشک آب و دانا ہے
یے ھی پینا ھے یے ھی کھانا ھے
لوز بادام دل کی قاشیں ھیں
دیدۂ تر گلاب پاشیں ھیں
بوئے انس و موانست خوشبو
جس سے انساں کی تر دماغی ھو
ھیں گے بوس و کنار پان اور ھار
دست برد وصال گیندوں کی مار
دل بریاں و جاں سپاری ھے
یہی مجلس کے بن* سپاری ھے
چہل چرچا نیا مچانا ھے
نالۂ عاشقاں ترانا ھے
کاسۂ چشم جل ترنگ ھے یہاں
آہ و نالہ رباب و چنگ ھے یہاں
شعلۂ شوق شمع محفل ھے
منقل بزم گرمیء دل ھے
کیا کہوں اور گھر کی تیاری
آب پاشی ھے گریہ و زاری
نہریں جاری ھیں آبشاریں ھیں
اشک کے دولت اب بہاریں ھیں
دیکھہ کیا کیا یہ شعر فرمائے
بعض مطلب پہ مجکو یاد آئے

مد ظلہ

همچو فوارہ آبرو داریم
سیم و زر نیست در خزانۂ ما
آسماں گشتہ سائباں ایں جا
بس بلند است سقف خانۂ ما

غزل

نقد جانے زر خزانۂ ما است
طبع روشن چراغ خانۂ ما است
بلبل بوستان دوستیم
گوشۂ خاطر آشیانۂ ما است
غیر زلف و رخ تو نہ نماید
شب و روزے کہ در زمانۂ ما است
نغمہ سنج مقام عشاقیم
نالۂ ما همہ ترانۂ ما است
بسکہ غواص بحر توحیدیم
در یکتا دل یگانۂ ما است
از در ما تو آمدی شاید
کہ سر ما بر آستانۂ ما است
هر زماں خواب غفلت افزاید
زندگانیء ما فسانۂ ما است
همچو تسبیح رشتۂ تقدیر
جامع رزق دانہ دانۂ ما است
او بہر صورت است پردہ کشا
پیش ما درد ایں بہانۂ ما است

---

* قہوہ

آہ اپنی ھی ساری غفلت ہے — ورنہ ھر جا خدا کی قدرت ہے
چہرہ افروز ہے ظہور حق — منبسط ھر طرف ہے نور حق
گل رخوں میں بہار اوس کی ہے — سب پھبن میرے یار اوس کی ھے
خوبرویوں میں اوس کی ھے خوبی — ورنہ پاے کہاں سے محبوبی
عشق میں ھے اوسی کا جوش وخروش — حسن میں ھے وھی تو جلوہ فروش
جلوہ سازی سب اوس جمال کی ہے — عشق بازی سب اوس کمال کی ہے
جلوہ گہ ھے اوسی کی جلوہ گری — عشوہ پرداز ہے وھی تو پری
سب یہ نقش ونگار ہے اوس کا — عالم آئینہ دار ھے اوس کا
جوکہ ھے اوس کا ظل ھستی ہے — اوس کے سایہ میں خلق بستی ہے
اوس سے معمور آسمان وزمیں — اوس سے پر نور آسمان و زمیں
جسم* وجان میں ظہور اوس کا ہے — روشنی بخش نور اوس کا ہے
شمع پروانۂ و گل و بلبل — اور جگ میں ھرایک جز و کل
سب اوسی سے نمود میں آئے — دعوی ھست و بود میں آئے
جلوہ پردازیٔ خدائی ھے — ھر کسو میں وو آ سمائی ھے
اوسی جلوے نیں سب کو بھرمایا — آہ کیا خوب راست فرمایا

غزل لہ مد ظلہ

رنگ ھستی بہار جان وتن است — چمن آرائے باغ ما و من است
گل اگر پردہ میدرد ز رخش — غنچہ هم راز گوئے آں دھن است
معنی حرف کن اگر فہمی — ھستیٔ جملہ خلق یک سخن است
چوں سحر غافل از خودی ورنہ — جامۂ ھستیت ھماں کفن است
یوسفے در نظر نمی آید — ھمہ را نور چشم پیرھن است
سرئے انسان بچشم عبرت بیں — مردوزن نیست آنکہ مردوزن است
گل و گلزار دام اوھام است — ھر کجا بشگند دلی چمن است
کار من نازک است از فرہاد — جانکنیہا نہ کار کوھکن است
دل چو یکسو شرن بود خلوت — جمع جملہ حواس انجمن است

---

* (ن) چشم

از حدوث و قدم مپرس ایں جا　　نو شدن نیز عادت کہن است

صوفیاں در وطن سفر بکنند

درد اندر سفر مرا وطن است

شعر کیا ہیں یہ اور عالم ہے　　ان کی فہمید کا کوئی کم ہے

کون سمجھے ہے اس کلام کی بات　　کیجے آپس کے ہی مقام کی بات

یار نا آشنا ستمگر کی　　بت ناحق شناس کافر کی

بیوفا دلربائے ناانصاف　　کاذب پر فریب وعدہ خلاف

جسکے آنے کا لگ رہا ہے خیال　　روز در پیش ہے یہی جنجال

گر ابھی وہ دو چار ہوجاوے　　پھر سر نو بہار ہوجاوے

کوچ کرجائے رخت باندہ خزاں　　ہوے سر سبز گلشن دل و جاں

ابھی وہ گلبدن جو مل جاوے　　غنچۂ دل خوشی سے کھل جاوے

جب وو رشک بہار آتا ہے　　پھر باغ و بہار آتا ہے

غزل

ہر گہ آں گلعذار می آید　　ہمہ باغ و بہار می اید

رفتی و ایں طرف نمی آئی　　یاد تو بار بار می آید

ہر گہ آں شوخ میرود از چشم　　گریہ بے اختیار می آید

شور دل را چہ آفتے رو داد　　نالہ زار و نزار می آید

اے دل ہرزہ غیر بیکاری　　از تو ہم ہیچ کار می آید

دلم از دست رفتہ است و ہنوز　　نالۂ دل فگار می آید

میکنی خلف وعدہ ہا و دگر　　گفتہ ات اعتبار می آید

آمدن اختیار تست مرا　　ہمگی انتظار می آید

میزنم فال نیک و می گویم　　مژدہ ایدل کہ یار می آید

بار یکبار ہم نیافت اثر

بردرت بار بار می آید

نہیں کچھ دور حق کی قدرت سے　　پاس بیٹھے کبھو تو فرصت سے

حال میرا میری زبانی سنے　　تو کسو رات یہ کہانی سنے

کھولوں قصے تمام مدت کے ۔۔۔ ھجر کے سارے تعب و شدت کے
کتنے روز ون تلک بیان کروں ۔۔۔ نت شروع اور داستان کروں
پچھلے دفتر هزارها کھولوں ۔۔۔ خوب دل کھول کر هنسوں بولوں
روز دهراؤں گذري باتوں کو ۔۔۔ تجھکو پھر پھر جگاؤں راتوں کو
کبھو رو رو کروں بیان حال ۔۔۔ کبھو هنس هنس کے سب کہوں احوال
چند مدت رهے یہی مذکور ۔۔۔ بدلے هر غم کے هو خوشی و سرور
کہوں جو جو کہ یاد آوے مجھے ۔۔۔ پر خدا اس طرف کو لاوے تجھے
اپنے حضرت کا شعر یاد آیا ۔۔۔ کیا مرے حسب حال فرمایا

نشنیدی گہے فسانۂ ما
وائی بر حال بیکسانۂ ما

کچھ خدا سے تو یہ نہیں ھے دور ۔۔۔ تو سنے اور کہوں میں تیرے حضور
یار سنیو تک ایک میرا حال ۔۔۔ زندگی تجھ بغیر ھوی ھے وبال
مجکو تیرا خیال رهتا ھے ۔۔۔ سخت دل پر وبال رهتا ھے
روز و شب جس طرح گذرتی ھے ۔۔۔ کیا کہوں کس طرح گذرتی ھے
بھوک دن کو نہ نیند رات کو ھے ۔۔۔ بیٹھنے کو ھے دل نہ بات کو ھے
صبح سے شام تک نہ کچھ کہنا ۔۔۔ ایک گوشے میں جا پڑے رهنا
رات جب هوئی کہنے کو سونا ۔۔۔ دل میں پر وهی جھینکنا رونا
دل کو یوں پیچ و تاب رهتا ھے ۔۔۔ آگ پر جوں کباب رهتا ھے
دوستی جب کہ سانچ هوتی ھے ۔۔۔ بے طرح اس کی آنچ هوتی ھے
سینہ و دل جلا هی جاتا ھے ۔۔۔ هاتھ سے جی چلا هی جاتا ھے
میرے صاحب کی یہ غزل ھے گی ۔۔۔ دیکھنا کیا هی بے بدل ھے گی

غزل لہ مدظلہ

آتش عشق جی جلاتی ھے ۔۔۔ یہ بلا جان هی پر آتی ھے
تو ھے اور سیر باغ ھے هر وقت ۔۔۔ داغ هیں اور میري چھاتی ھے
شام بھی هوچکی کہیں اب تو ۔۔۔ آشتابی کہ رات جاتی ھے
کچھ مناسب نہیں ھے کیا کہئے ۔۔۔ جی میں جو جو کچھ اپنے آتی ھے

تک خبر لے کہ ہر گھڑي ہمکو اب جدائی بہت ستاتی ہے
درد اس کو بھی دید کر لیجے
نو جوانی یہ مفت جاتی ہے
جاچکے دن نشاط کے جو تھے زندگی کی بساط کے جو تھے
عمر بھر جو کبھو نہ دیکھا تھا دل میں اس کا نہ کچھ پریکھا تھا
کبھو گذرے نہ تھا گمان کے بیچ کچھ نہ تھا وھم فہم دھیان کے بیچ
تیری دولت وو مجھ پہ بیتے ھے یہ مصیبت اتھائیے تا کے
روز و شب خون دل ھی پیتا ھوں قہراوس پر یہ ھے کہ جیتا ھوں
اس قدر اب تو گھٹ گیا ھے دل سب طرف سے ھی چھٹ گیا ھے دل
نرھا لطف زندگانی کا کچھ نہ پایا مزا جوانی کا

غزل

صرف غم گشت نو جوانیء ما ننگ مرگ است زندگانیء ما
تو کجا و رقیب تیز کجا دشمن ما است زندگانیء ما
سختی دل تراست گرچہ فزوں کم ازاں نیست سخت جانیء ما
بلبل ازدست گلرخاں فریاد یک دو نالہ ھم از زبانیء ما
نکنی باز قصد جان کسے دادۂ داد جانفشانیء ما
نشود وا دل ملول اثر رفت ھنگام شادمانیء ما
نالہ از سینہ تابلب نرسید
اینقدر ھست ناتوانیء ما

غزل

صرف غم ھم نیں نو جوانی کی واہ کیا خوب زندگانی کی
اپنی بیتي اگر میں تجھسے کہوں بات نبڑے نہ اس کہانی کی
تیرے داغوں کی اے غم الفت خوب ھم نے بھی باغبانی کی
جوں نگہ دل گیا ھے آنکھوں کی راہ گرچہ ھم نیں نگاھبانی کی
کس کے ھاں تم کرم نہیں کرتے کبھو ایدھر نہ مہربانی کی
اپنے نزدیک درد دل میں کہا تیرے نزدیک، قصہ خوانی کی

هرزہ گوئی سے مجکو دی ہے نجات ‫ ہے گی مذمت یہ بے زبانی کی
نہیں طاقت کہ دم نکال سکوں ‫ اب یہ نوبت ہے ناتوانی کی
اثر اس حال پر بھی جیتا ہے
کیا کہوں اس کی سخت جانی کی

بیان حالات ھجر و وصال بطریق اجمال و دعاے خیر در ھر حال

آہ وہ بھی تو ایک موسم تھا ‫ نہ ھمیں فکر تھا * نہ کچھہ غم تھا
روز و شب بیخبر گذرتے تھے ‫ نہ کبھو کوی فکر کرتے تھے
جانتے بھی نہ تھے جفائے فلک ‫ مانتے بھی نہ تھے دغائے فلک
کہ یہ موذی بڑی ملامت ہے ‫ یہ جو اُٹّھا تو پھر قیامت ہے
ایسے طالع الٹ ھی جاویں گے ‫ رات دن یوں پلٹ ھی جاویں گے
گرم و سرد زمانہ دیکھا نہ تھا ‫ کچھہ کسو چیز کا پریکھا نہ تھا
رات دن بسکہ وصل باھم تھا ‫ عمر ساری خوشی کا ایک دم تھا
کب تھی بوس و کنار سے فرصت ‫ اور دیدار یار سے فرصت
جانتے بھی نہ تھے کہ غم کیا ہے ‫ بیوفائی جفا ستم کیا ہے
دن برائی کے کیسے ھوتے ھیں ‫ دکھہ جدائی کے کیسے ھوتے ھیں
بیوفائی بھی یار کرتا ہے ‫ کچھہ برائی بھی یار کرتا ہے
ھجر کی راتیں کیسی ھوتی ھیں ‫ روز بد باتیں کیسی ھوتی ھیں
کیسی ھوتی ہے دن کی بیتابی ‫ کیسی ھوتی ہے شب کی بیخوابی
کس طرح انتظار مارے ہے ‫ کس طرح اضطرار مارے ہے
کس طرح دل کا چین جاتا ہے ‫ کیونکہ رونا چلا ھی آتا ہے
کس طرح دل کے ٹکڑے ھوتے ھیں ‫ لہو کے آنسوؤں بھی روتے ھیں
کس طرح دل اُداس رھتا ہے ‫ کیوں کے جی بیحواس رھتا ہے
کس طرح انتظار ھوتا ہے ‫ کیوں کے دل بیقرار ھوتا ہے
کس طرح جی چلا ھی جاتا ہے ‫ کس طرح دل جلا ھی جاتا ہے

---

* (ن) تھے

کس طرح سینہ چاک ہوتا ہے
کیوں کے دل جل کے خاک ہوتا ہے
ہجر میں کوی کیونکہ رووے ہے
کچھہ جدائی بھی چیز ہووے ہے
بات ساری یہ تیری دولت تھی
کہ شب و روز تجھسے صحبت تھی
تو میسر تھا ہر گھڑی ہردم
صحبتیں کس طرح کی تھیں باہم
یاد آتی ہیں تیری سب باتیں
کیا ہوے دن وو کیا ہوئیں راتیں
ہیں تیری مہربانیاں مجھ پر
کی ہیں کیا حکمرانیاں مجھ پر
مجھسے بے قدر کی قدر دانی
تونیں جو جو کی میں نے سب مانیں
یہ وفا داریاں کسو میں ہیں
ایسے غم خواریاں کسو میں ہیں
آشنائی کے معنی یے ہیں گے
با وفائی کے معنی یے ہیں گے
رات دن تجھ پہ کس طرح نہ مروں
تجھ پہ کیوں کر نہ جان صدقے کروں
تو سلامت رہے صدا پیارے
تجھسے ہی زندگانی ہے بارے
کیا دعا دوں تجھے کہ کیا کیا ہو
دوست تیرے ہوں تو ہو دنیا ہو

یاد دھانیدن عہد و پیماں بآں دوست دلستاں و یاد آمدن بعض حرکات و سکنات آں سراپا ادا و ناز و کشف دیگر نہفتہ راز و نیاز

یاد ہیں جو کئے تھے قول و قرار
قسمیں کیا کھائیں تھیں ہزاروں بار
عہد وپیماں ہوے تھے آپس میں
دوستی کی ہوئی تھیں سب رسمیں
کہنا تیرا وو عہد کر باہم
تو نباہے گا، دیکھیں گے، یا ہم
کس قدر ارتباط کرتے تھے
گرمیء اختلاط کرتے تھے
ایک دم بھی جدا نہ ہوتے تھے
ساتھہ کھاتے تھے ساتھہ سوتے تھے
غیر کو وھاں کہاں گذارا تھا
اور کا ہونا کب گوارا تھا
ہر گھڑی کیسی کیسی قسمیں تھیں
دوستی کی ہزار رسمیں تھیں
عاشق اپنے تئیں گناتے تھے
باتیں الفت کی جد سناتے تھے
کبھو روکر تو سچ جتاتا تھا
کبھو ھنس کر غلط بتاتا تھا

کبھو کہتا جوانا مرگ مروں — جیتے جی اپنے، گر میں تجھ سے پھروں
اپنے ایمان کی قسم کھاتا — یا میری جان کی قسم کھاتا
کبھو شاہد خدا کو کرتا تھا — سر پہ میرے تو ہاتھہ دھرتا تھا
اور موا منہہ کبھو دکھاتا تھا — اپنا حلوا کبھو کھلاتا تھا
کبھو کہتا مرا ہی پیوے لہو — نہ بتاوے مجھے اگر سچ تو
مجھہ برابر تو پیار کرتا ہے — میں تو جی دوں ہوں تو بھی مرتا ہے
یہی مجھسے تو روز لڑتا تھا — اور ہر دم یہی جھگڑتا تھا
ہے محبت تری زیادہ مجھے — میری الفت نہیں ہے اتنی تجھے
تھا ہمیشہ یہی گمان بد — اپنی رکھتا میری نرکھتا سند
خیر بس اپنی چاہ کے آگو — اور اپنی نباہ کے آگو
جانتا ہی نہ تھا تو چاہ مری — مانتا ہی نہ تھا نباہ مری
گر کسو کی کسو سے چاہ سنی — یا ذراسی بھی کچھہ نباہ سنی
بہت کر اوس کو مجسے دھرانا — کہنا پھر کیا ہے تجسے دھرانا
دیکھہ پریوں بھی چاہ کرتے ہیں — ویسے بد سے نباہ کرتے ہیں
اپنی قسمت ہی کچھہ نرالی ہے — دوستی یہ جو دل میں پالی ہے
اس نیں تجکو ذرا اثر نکیا — تیرے پیچھو میں اپنا جان دیا
دوستی کرنے کا مزا ہے یہی — دل تجھے دینے کی سزا ہے یہی
مجکو الفت جتا نہیں آتی — دل کی حالت بتا نہیں آتی
میری الفت یہ تیرے بھاویں نہیں — دوستی تیری میرے بھاویں نہیں
خیر باتیں جو تھیں سو تھیں پیارے — کہوں قصے کہاں تلک سارے
ایسی باتیں ہزار ہوتی تھیں — کیا کہوں بیشمار ہوتی تھیں
یاد مجکو تو ہیں وو باتیں سب — یاد تجکو بھی کچھہ رہی ہیں اب
بات تیرے سوا خوش آتی نہیں — اور کچھہ بات دل کو بھاتی نہیں
پھر پھر اب تیری باتیں یاد کروں — باتوں ہی باتوں دل کو شاد کروں
کیا کہوں تیری باتیں لاکھوں اب — جی میں تو نقش ہو رہی ہیں سب
خوبیاں تیری جی میں بیٹھہ گئیں — سو رچا سی یہ دل میں بیٹھہ گئیں
دل میں میرے بھرا خزانہ ہے — جس کا نے تھور نے ٹھکانا ہے

اب تو سن اور میں بیان کروں — پھر شروع اور داستان کروں
تیری وہ خوبیء ادا و ناز — تیری وہ خوش ادائی و انداز
ہائے رے تیری گرمیاں وے وے — سختیاں اور نرمیاں وے وے
کبھو شوخی میں آکے گرمانا — کبھو غربت سے ڈر کے نرمانا
کھل کے باتوں میں بڑھ نکل چلنا — اہلے گہلے دماغ سے ہلنا
وہ تیرا ہنستے ہنستے رک جانا — منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپ جھک جانا
یاد ہے گھورنا وو تیوری چڑھا — دیکھ رہ جانا پھر وو نظریں ملا
وہ رسیلے گھلے ملے تیور — آشنا وے ملے جلے تیور
مسکرا کر وو منہ پھرا لینا — پیس کر دانت پھر دہرا لینا
گھل کے باتوں میں تیرا گرمانا — رک کے پھر آپہی آپ شرمانا
دوستی دوستی میں لڑ پڑنا — سیدھی باتوں کے بیچ اڑ پڑنا
ہاتھ رکھنا وو گال پر تیرا — ناز کرنا وو چال پر تیرا
وہ تیرا بال کھول سلجھانا — موبمو دل انہوں میں الجھانا
بات کہنی وو ٹوک ٹوک تری — چلی جانی وو نوک چوک تری
ٹوکنا بازو سے سنبھل بیٹھو — کیوں کے بیٹھے ہو اپنے بھل بیٹھو
وہ تری چھیڑ بازیاں ہردم — وہ ترے نتھنے پھڑکنا کم کم
وہ ترا بے حجاب مل جانا — وہ تیرا آپہی آپ شرمانا
بات کہتے خفیف ہو جانا — پھر بگڑ کر حریف ہو جانا
وہ تیری چلبلائیاں ہردم — وہ تیری اچپلائیاں ہردم
ملنے جلنے میں مفت لڑ پڑنا — بات ناحق اُلٹ کے اڑ پڑنا
بات نظروں سے دل کی پاجانا — ناں نہ کرنے کو سر ہلا جانا
ہنس کے کہنا ترا مجھے پیارے — مرد اپنی غرض کے ہیں سارے
نکلے جانا تڑپ کے ہاتھ سے وو — ٹھہر جانا کبھو وو جوں کے توں
بات ٹھہرا کے پھر مچل * جانا — عین اس وقت پر مچل جانا
باز آنا نہ زور کرنے سے — چپکے رہنا نہ شور کرنے سے
پہلے شیخی سے آ ورے ہونا — بھاگ کر پھر وہیں پرے ہونا
سب دیے پر تو وعدے کر جانا — لیک وقت آئے پر مکر جانا

وقت کے وقت وہ ڈرے جانا — دشمنوں کا ترے مرے جانا
وہ ترا دونوں ہاتھ کر کے اوٹ — میری رانوں پہ رکھ بچھانا چوٹ
دامن ایدھر اُدھر سے لے آنا — ڈھانپتے ڈھانپتے میں کھل جانا
سنیو تک شعر میرے حضرت کے — کیا مطابق ہیں رنگ صحبت کے

غزل لہ مد ظلہ

ہر گھڑی ڈھانپنا چھپانا ہے — اور غرض تو نبھو دکھانا ہے
وصل سے بھی تو سیری ہوتی نہیں — کہیں اس بات کا ٹھکانا ہے
دل لگاؤ کہ یا گلے ہی لگو — داؤ ہی لگئے جو لگانا ہے
ترچھی نظروں ہی دیکھنا ہردم — یہی ایک بانکپن کا بانا ہے
یہی اپنے بھی گوں کی باتیں ہیں — آہی جانا جدھر کو آنا ہے
واہ رے یہ زبان کی تیزی — ہر طرف کچھ نہ کچھ سنانا ہے

دیکھیو کیجئیو نہ بیدردی
درد کو بھی تو منہ دکھانا ہے

پھر تری ووہی باتیں یاد دلاوں — بات میں بات اور کچھ نہ ملاؤں
ہتھا پائی سے ہانپتے جانا — کھلتے جانے میں ڈھانپتے جانا
ہاتھ پاؤں کرخت کر لینا — پھر کبھو جی کو سخت کر لینا
وہ سراپا عرق عرق ہونا — اور بے اختیار ہو رونا
سانس اوپر کو پھر اُچھل جانا — بے طرح تلملا کے ہل جانا
وہ ترا روٹھ کر نہ کرنا بات — چھاتی پر مسکرا کے مارنا لات
دمبدم وہ ترا تھکے جانا — سہج کی بات میں چھکے جانا
پھیرنا وہ اِدھر اُدھر منہ کو — مسکرا دینا دیکھ کر منہ کو
وہ ترا منہ سے منہ بھڑا دینا — وہ ترا جیب کا لڑا دینا
وہ ترا پیار سے لپٹ جانا — اور دل کھول کے چمٹ جانا
وہیں گھبرا کے پھر جدا ہونا — ملتے جلتے میں رک خفا ہونا
وہ تیرا ریجھ کا بچا جانا — لطف کے اپنی گوں بچا جانا

کہے دینا وہ تیری چتون کا | کہ سراہے ہے گھاؤ دشمن کا
وہ تھنکنا دماغداری سے | پھر بلکنا وہ آہ و زاری سے
ہولے ہولے پکارنے لگنا | ڈھیلے ہاتھوں سے مارنے لگنا
منہ سے کچھ کچھ پڑے بکے جانا | چھوٹ جانے کے گوں تکے جانا
نیک کے کہنا خدا کے واسطے چھوڑ | نیند آئی ہے اب مجھے نہ جھنجھوڑ
منتیں سب تمام کرلینا | پانوں پڑنا سلام کرلینا
ڈر کے مارے وہ کانپنے لگنا | منہ کو ہاتھوں سے ڈھانپنے لگنا
وہ ترا وانگاف ہو جانا | پھر وہ لڑ بھڑ کے صاف ہو جانا
مار پیچھو سنوار ہے سو یہی | لڑنے بھڑنے میں پیار ہے سو یہی
یاد ہے اپنی وہ بھلی صورت | خوب لگتی ملی دلی صورت
وہ ترا ڈھیلے چھوڑنا بے بس | وہ تیرا سست ہو کے کہنا بس

ذکر بعض کلمات و حرف و حکایات راز و نیاز
زبانی معشوقۂ خوش انداز سراپا ناز

کچھ تیرے دھیان میں وہ راتیں ہیں | یاد تجھکو بھی اپنی باتیں ہیں
ناک میں بولنا وہ ماندے ہو | وہ غریبی سے کہنا دیکھو تو
بات باقی رہی نہیں اب تو | رات باقی رہی نہیں اب تو
کہیں تیری یہ بات نبڑیگی | یا یونہیں ساری رات نبڑیگی
مجھ میں باقی کچھ اب تو بات نہیں | صبح بھی ہو چکی ہے رات نہیں
کہیں اب تو خدا سے ڈر بس چھوڑ | ہاتھ اس سختی سے مرے نہ مروڑ
چوڑیاں دیکھ میری پھوٹیں ہیں | اور گہنے تمام ٹوٹیں ہیں
اب یہ آفت کہاں کی ٹوٹ پڑی | سر سے پاؤں تلک جو لوٹ پڑی
دیکھ اب آگے مار بیٹھوں گی | یا کسو کو پکار بیٹھوں گی
آدمی کی جو ریخ نکلے گی | منہ سے کیونکر نہ چینخ نکلے گی
تیری خاطر سے بات کرتی ہوں | جان سے اپنے ورنہ مرتی ہوں
نہیں معلوم تو ہے کون بلا | یاد رکھنا یہ اپنی بات بھلا
کبھو پھر بھی تو کام ہووے گا | دیکھیو کون ساتھ سووے گا

واہ کیا خوب محرم تن ہے — جان کا میری تو تو دشمن ہے
جی مرا دشمنی سے خیر لیا — تونیں مجھسے کہاں کا بیر لیا
تیرے ملنے کی بس سزا ہے یہی — دوستی کرنے کا مزا ہے یہی
مرد کی ذات بیوفا ہے گی — ان کے ملنے میں سب دغا ہے گی
دیکھیں جینا کسو کا نے مرنا — ان کو اپنی ھنسی خوشی کرنا
تیرے پاؤں پڑوں ہوں جانے دے — ٹک میرے دم میں دم تو آنے دے
ہائے الله اب تو جان چلی — نہیں لگتی ہے کوی بات بھلی

اختصار نمودن سخنان کیفیت صحبت نازنین محبوب و عذر تقصیر گستاخیہائے عالم خواب و خیال از محبوب

قصہ کوتاہ تیری باتیں سب — کبھی جانی ہیں کبھی مجسے اب
گومیں دھرائی تیری کچھہ کچھہ بات — کبھی جانی ہیں کوی وہ حرکات
کس طرح وے ادا و ناز کہوں — اور کیا کیا نہفتہ راز کہوں
بات منہ کی تیری تجھی سے بنے — لیک کہنا تجھے مجھی سے بنے
اپنی باتیں تو آپ جانے ہے — دل ترا اس کو خوب مانے ہے
جھوٹ اسمیں جو ہو بتا دیجو — گر کہا ہو غلط جتا دیجو
پھر ترے منہ سے تجکو سنواوں — اب اکیلے اگر تجھے پاؤں
افترا ہے نہ تجہ پہ ہے بہتان — ہو چکی بات کا برا مت مان
دیکھہ تو اب کہاں وو باتیں ھیں — گئیں گذریں کدھر وو راتیں ھیں
بسکہ دنیا تمام خواب سی ہے — جلوہ گر وھم میں سراب سی ہے
خواب غفلت میں سو گیا تھا میں — سخت بیہوش ہو گیا تھا میں
وصل کا میں نیں خواب دیکھا تھا — سو بایں آب و تاب دیکھا تھا
خواب تھا یا خیال میرا تھا — جھوٹ سچ احتمال میرا تھا
روز ھجر انیں آ جگایا ہے — خواب تھا وہ یہ اب سجھایا ہے
وہ شب وصل خواب تھی کہ خیال — خوب اس کا کھلا نہیں احوال
باتیں کچھہ کچھہ جو اسکی یاد ھیں — تیرے آگو میں دوست جان کہیں

جی میں اپنے برا نمانیو تو　　خواب کی بات سچ نجانیو تو
رات دن دل میں جسکے جو کہ بسے　　وهی سپنے کے بیچ آ کے دسے
بخشیو دل سے جو هوئی تقصیر　　کچھہ بھلی سی هی دیجیو تعبیر
ٹک ادهر آ مجھے جتا جانا　　اس کی تعبیر کچھہ بتا جانا
تیری باتیں جو یاد آتی هیں　　جی کو میرے لئے هی جاتی هیں
گذری باتوں کو اب تو چھیڑ نہیں　　قصة العشق کو نبیڑ نہیں
تیری باتوں کو تو نہیں هے تمام　　آه کیونکر کروں میں ختم کلام
شوق نیں تیرے یه بکایا هے　　منه په جوجوکچھه اب یه آیا هے
خواب تهی یا کوی کہانی تهی　　بات کیا جانے کیا دوانی تهی
مجکو اسمیں معاف رکھئے گا　　جی کو ایدهر سے صاف رکھئے گا
ظاهرا تونیں اتنا هی سن کر　　سخت بگڑا نپٹ هی جل بھن کر
یوں کہے هے تو آ جلال کے بیچ　　مجکو حاضر سمجھه خیال کے بیچ

" مقوله معشوقهٔ سراپا حجاب بعتاب و خطاب "

یاد رکھنا بھلا تو میرے حریف　　جیسا تونیں کیا هے مجکو خفیف
خوب تونے مجھے خراب کیا　　دل جلا کر مرا کباب کیا
شرم سے مجکو پانی پانی کیا　　بیحیائی میں اپنا ثانی کیا
سر سے پاووں تلک میں آب هوئی　　سب کی نظروں میں کیا خراب هوئی
نه رهی آبرو میری اب تو　　هوئی حاصل خوشی تیری اب تو
تو سهی بدله اس کا میں بھی لوں　　توبھی جانے که میں بھی کوی هوں
نه رهوں پھر میں تیرے ساتھه کبھو　　دیکھیو اب نه آؤں هاتھه کبھو
پھر تیرے ساتھه اب نه بولوں میں　　بات دل کی کبھو نه کھولوں میں
میری باتوں کے طعنے دیتا هے　　مجکو خفت تو یعنے دیتا هے
یاد رکھنا یه اپنی باتیں سب　　مجھسے ملنا تو اسطرح پھر اب
هے تیری موت بس یهی تھوڑی　　آج سے میں وو بات سب چھوڑی
اب تو هاں هاں کبھو نه بات کروں　　تجسے صحبت نه دن نه رات کروں
بات آپس میں جوکه هوتی هے　　کیسی هی اچھی گو که هوتی هے

پر اوسے ذکر بھی لاتے نہیں — دوست دشمن کو وہ سناتے نہیں
نہ کہ پوشیدہ حرف راز ونہاز — کہے یوں عالم آشکار آواز
اتے پتے بکھا نئیے اوسکے — اور رگ ریشے چھانئیے اوس کے
ایک تو آپ تھا خدائی خراب — کیا مجھکو باشنائی خراب
میرے احوال کی یہ رسوائی — تو نیں کہہ کے سبھی کو سنوائی
شوق نامہ تیرا جلا دوں میں — پھاڑ کر خاک میں ملادوں میں
دل میرا جسے ان نیں چاک کیا — جی جلا کر تمام خاک کیا
تن بدن سب پڑا دھکتا ہے — شعلہ سر تا بپا لہکتا ہے
سارے سینہ میں آگ بھڑکے ہے — کیا کہوں کیسی چھاتی دھڑکے ہے
میری خو بو کا تو نیں ڈر نہ کیا — اس طرح جو کیا مجھے رسوا
تجکو میرا مزاج یاد نہیں — کل تو تھا یاد آج یاد نہیں
خیر بہتر بھلا نہ یاد رہے — دل تیرا اس گھڑی تو شاد رہے
نت پر اس شادی کی نباہ کرے — میری آیندہ پھر نچاہ کرے
یہ نہیں دم میں کر کوا نے لگے — پانوں پڑ پڑ مجھے ازانے* لگے
جی پہ رکھوں سو وہی کر گذروں — آڑوں جس بات پر تو مر گزروں
یاد رکھیہ بس یہ سو کی ایک کہی — بات اب مجکو تجسے کچھہ نرھی
سینہ جل بل کے سب ہوا ہے داغ — نہیں بک بک کا اب زیادہ دماغ
مجکو باتیں بنا نہیں آتیں — ہر کسو کو سنا نہیں آتیں
جی میں آتی ہے سو طرح سے لہر — بس میرا صبر اور خدا کا قہر

مقولہ عاشق بیتاب در جواب معشوق پر عتاب وسخنان حریفانہ ظریفانہ

میرے کہنے کا کچھہ برا مت مان — دوستی کو تو دشمنی مت جان
حیف تو بھی اگر برا مانے — میرا کہنا برائی سے جانے
نہیں کہتا ہوں کچھہ برائی سے — بات نکلے ہے آشنائی سے
تو نیں اُلٹا اسے خیال کیا — کچھہ برائی کا احتمال کیا

---

* ستانے

واه میں اور برائی تیری کهوں　　آه میں اور برائی تهری کهوں
خیر میں اور تجهے خراب کروں　　یا جلا کر تجهے کباب کروں
واه کیدهر تیرا گیا هے خیال　　تجکو وو کهونگا هے یه میری مجال
میں جوکرتاهوں صاف مدح صریح　　تو سمجهتاهے اوس کو هجو ملیح
نیک هوکر تو بد خیال کرے　　الٹے برعکس احتمال کرے
میں تیرا ذکر خیر کرتا هوں　　یا که مذکور غیر کرتا هوں
هوں ثنا خواں تیری بهلائی کا　　نهیں خواهاں میں کچهه برائی کا
هے یه مذکور ناز محبوبی　　سر بسر خوشنمائی و خوبی
کچهه برائی تیری نهیں اس میں　　دیکهه توهیں یه خوبیاں کس میں
نه همیں عشوه و ادا دارد　　دلبری کار و بارها دارد
هیں جوکچهه خوبیاں خدائی کی　　دلبری اور دلربائی کی
جمع تجهه میں هوی هیں آکر سب　　پر میرے ساتهه بهی ملا کر اب
صرف صورت په دل نهیں میں دیا　　تیری ان باتوں نیں هے چهین لیا
اور تو سب طرح بهلا هے تو　　کیا کهوں میں غرض بلا هے تو
ایک تجهه میں یهی برائی هے　　که گوارا تجهے جدائی هے
هیلگي ساری برائیاں اس کی　　دیکهه تقصیر هے بهلا کس کی
جب که تو میرے پاس رهتا تها　　کب کسو سے میں بات کهتاتها
اب اکیلے میرا رکے هے دم　　حرف نکلے هے منه سے بیش وکم
اپنی مقدور تک نهیں کهتا　　اور بهی دور تک نهیں کهتا
پهر دل بیقرار هوتا هے　　سخت بے اختیار هوتا هے
مجهه میں تمکین وبردباری کهاں　　صبر و تسکین و راز داری کهاں
دل میں میرے بهرا هے جوش وخروش　　رهنے دیتا نهیں مجهے خاموش
کچهه برائی سے میں نهیں کهتا　　دل بے صبر چپ نهیں رهتا
ذکر تیرا هزار طور کروں　　یه کهاں هوش هے جو غور کروں
حرف غیروں سے احتراز رهے　　نکته چینوں سے خفیه راز رهے
هوں دوانا خراب سودائی　　عقل و عیاری میں کهاں پائی
شوق میں بسکه تیرے رهتا هوں　　جی میں جو آتی هے سوکهتاهوں

بات میں ہر طرح سے نامقدور — لا ملانا مجھے تیرا مذکور

دمبدم ہر سخن میں تیرا نام — اب تو میرا ہوا ہے تکیہ کلام

لہر میں اپنی خوب جاتا ہوں — آب ہو کر میں ڈوب جاتا ہوں

گر بخود * آکے سر نکالوں ہوں — بات تو پھیر کر سنبھالوں ہوں

لیک اب تو کہاں سنبھلتی ہے — منہ سے پھر پھر وہی نکلتی ہے

آتش عشق کیونکے ہو خس پوش — شمع سوزاں نہ رہ سکے خاموش

سوز دل نکلے ہے زباں سے میرے — حرف پکڑو نہ اب بیاں سے میرے

چپ رہوں تو نہیں ہے ضبط سخن — گر کہوں تو کدھر ہے ربط سخن

مجھسے کچھ بات بن نہیں آتی — بنتی تو ہاتھہ سے تو کیوں جاتی

اب نہ جی ہی سکوں نہ مر ہی سکوں — رہ سکوں چپ نہ بات کر ہی سکوں

اس پہ کرتے ہو میرے ساتھہ بگاڑ — کیا لگا ہے یہ تیرے ہاتھہ بگاڑ

سچ ہے تقصیر وار ہوں پیارے — لیک بے اختیار ہوں پیارے

نہ تحمل نہ صبر ہے نہ سکوں — ضبط چاہوں کروں تو کر نہ سکوں

میں کہاں اور کہاں شکیبائی — تیری تقلید کس کو بن آئی

تجکو آسان ہے مجھے مشکل — نہ پڑی کیا کہوں تجھے مشکل

میں نیں پایا کہاں ترا سا ضبط — مجھ میں ہے سر بسر جنون وخبط

حوصلہ تیرا سا کہاں پاؤں — سخت پتھر کہاں سے دل لاؤں

نہیں یہ بات تجھ پہ ہی موقوف — ہیں بایں وصف سب زنان موصوف

کیا کہوں عورتوں کی مضبوطی — اور اُن کے دلوں کی ثابوتی

کیا خدا نے دیا ہے ان کو ہوش — کوئی دیکھے نہ کرتے جوش و خروش

ہے بڑی انمیں خویشتن داری — وقت رغبت بھی رکھیں بیزاری

رازدل دوست سے نہ کھولیں کبھو — آپ منہ چھوڑ کے نہ بولیں کبھو

کثرت شوق سے اگرچہ مریں — گھر سے باہر کبھو نہ پانوں دھریں

کبھو ملنے کو یہ نہ دوڑ پڑیں — بلکہ ہر ہر قدم پہ اور اڑیں

شوق اُن کا کبھو نہ ہو معلوم — ذوق اُن کا کبھو نہ ہو معلوم

---

* (ن) آپ خود

دوست سے دوستی چھپاتی رہیں ۔۔۔ اور اُلٹے اُسے ستاتی رہیں
اپنے بس تک کسی ء ربط کریں ۔۔۔ جی کو بڑھنے نہ دیویں ضبط کریں
رغبت اپنی کبھو جتاویں نہیں ۔۔۔ الفت اپنی طرف بتاویں نہیں
گرچہ ملنے کو دل میں چاہا کریں ۔۔۔ پر نہ ملنے پہ عجز وھاکریں
چاہ اپنی کو یہ چھپاتی رہیں ۔۔۔ دشمن اپنے تئیں بتاتی رہیں
دل میں ان کے نہیں ہے جوش وخروش ۔۔۔ نقش تصویر سی رہیں خاموش
چپکے بیٹھی رہیں فراق کے بیچ ۔۔۔ پتلیاں جوں دھریں ہوں طاق کے بیچ
گرچہ دل سے ہزار عاشق ہوں ۔۔۔ دوستی میں کسو کی صادق ہوں
دل و جان گو نثار کرتی ہوں ۔۔۔ ایسی باتیں ہزار کرتی ہوں
الفت ان کی دلی نہ ظاہر ہو ۔۔۔ نہ ہویدا ملال خاطر ہو
کہیں ظاہر نہ ہووے عشق ان کا ۔۔۔ حسن اُن کا نہ کھووے عشق ان کا
اور اپنے تئیں بنایا کریں ۔۔۔ جلوہ پردازیاں دکھایا کریں
گو مریں دل میں بے قراری سے ۔۔۔ کام رکھیں نہ آہ و زاری سے
نہ گریباں کبھو کریں ہیں چاک ۔۔۔ نہ کبھو اپنے سر پہ ڈالیں خاک
نہ کبھو یہ جگر خراش کریں ۔۔۔ نہ کبھو سر کو پاش پاش کریں
نہ انہیں انتظار مارے ہے ۔۔۔ نہ انہیں ہجر یار مارے ہے
ہجر میں بھی نہ ہوں خراب احوال ۔۔۔ بلکہ افزوں ہو اُن کا حسن وجمال
ہر گھڑی سو طرح بناؤ کریں ۔۔۔ کیسی ہی مرتی ہوں سبھاؤ کریں
آپ مردوں کو لاکھوں باتیں کہیں ۔۔۔ ایک ان کی کہی ولے نہ سہیں
جس کو چاہیں اسے ستایا کریں ۔۔۔ اور موذی اسے بتایا کریں
اپنے ہم مشربوں میں گر بولیں ۔۔۔ خیر اس کی برائیاں کھولیں
اپنی بیزاریاں دکھاتی رہیں ۔۔۔ اس کی بیصبریاں سناتی رہیں
الفت اس کی طرف بتایا کریں ۔۔۔ دوستی اپنی گو چھپایا کریں
کب یہ عاشق کا نام لیویں ہیں ۔۔۔ گر کوئی لیوے گالی دیویں ہیں
جب کہیں ذکر آوے چپ جاویں ۔۔۔ جھوٹی قسمیں ہزارہا کھاویں
جو کریں ذکر اوس سے ہوں بیزار ۔۔۔ عوض اقرار کے کریں انکار
دوستی گرچہ ہو مکر جاویں ۔۔۔ سو طرح پوچھو تو نہ بتلاویں

دشمن اپنے تئیں بتاتی رہیں | بات برعکس ہی جتاتی رہیں
یہ کبھو دوست کو نہ یاد کریں | خاطر اوس کے نہ یوں بھی شاد کریں
جتنا ان کے لئے ہو وہ بد حال | اوسقدر یہ نکالیں حسن و جمال
غائبانہ کبھو نہ ذکر کریں | نہ کبھو وصل کی ہی فکر کریں
اتفاقاً اگر بہ ندرت ہو | کہ کسو کو کسو سے الفت ہو
اور غربت سے وہ نباہ کرے | مرد کے ساتھہ جی سے چاہ کرے
آگے پیچھے وو صاف رہتی ہو | بات دل کی درست کہتی ہو
ان کے نزدیک وہ نہیں ہے خوب | سب کی نظروں میں بلکہ ہو معیوب
جب ملیں اوس سے ننگ و عار کریں | اوس کو رسوا ذلیل خوار کریں
آپ اس راہ میں نہ پانو دھریں | اور الٹے اوسی کو نانو دھریں
طعن تشنیع بولی ٹھولی کریں | مسخرا جان کر ٹھٹھولی کریں
بولیاں سو طرح سے ماریں اوسے | خیلا بیہوش کہہ پکاریں اوسے
کہیں اوس سے پناہ مانگئے اب | نہیں رنڈی * یہ ہے خدا کا غضب
نام عورت کا خوار کرتی ہے | مرد کے پیچھو دیکھو مرتی ہے
الغرض باتیں ان کی کیا کیا کہوں | خیر بہتر یہی ہے چپ ہی رہوں
نہیں لازم کہوں میں تیرے حضور | ڈرتے رہنا ہے مجھکو تجھسے ضرور
پر کہیں مجھسے تو بگڑنے لگے | طرف اون کی پکڑ کے لڑنے لگے
دو کہنا سمجھے اس حکایت کو | کہیں اوٹھے نہ تو حمایت کو
پھر مقدر تو خیر خواہ سے ہو | عذر بدتر کہیں گناہ سے ہو
قصہ کوتاہ ہیں یہ سنگدلاں | دشمن عقل و ہوش آفت جاں
ان کے ہاتھوں کوئی نہ چھوٹ سکے | کچھ کریں دل نہ ان سے ٹوٹ سکے
جو یہ چاہیں انہیں دیا کیجے | لطف جب چاہئے لیا کیجے
حوصلہ سے زیادہ پاتی رہیں | خوب اپنے تئیں بناتی رہیں
حد سے افزود خرچ پایا کریں | جو یہ چاہیں سو خوب کھایا کریں
دیکھہ تک غور کر جہاں کے تئیں | صرف الفت سے بات بنتی نہیں

---

* قدیم اردو میں رنڈی کے معنے عورت کے تھے —

نان نفقہ انہیں دیا کیجے
خواہش ان کی جو ہو کیا کیجے

نہیں بنتی بلا دئے ان کے
پیٹ بھر پیٹ لادئے ان کے

وقت پر کیسے کام آتی ہیں
کام یہ تو تمام آتی ہیں

کوئی جاگہ نہیں ہیں ناکاری
کام کی ہیں یہ سر بسر ساری

نہ کبھو نام لیجئے ان کا
ان سے بس کام لیجئے ان کا

ساری مجلس کی خوشنمائی ہیں
دیکھنے کے لئے بنائی ہیں

لا نہ اُن کی برائیوں کا خیال
دل میں رکھہ خوشنمائیوں کا خیال

دیکھہ ان کو بغور بات نہ کر
ساتھہ ان کے کچھہ اور بات نہ کر

نہیں گفت و شنید کے قابل
صورتیں ہیں یہ دید کے قابل

بات سمجھیں نہ سمجھیں لطف کلام
دیکھئے اور کیجے اِن کو سلام

ہیں سبھی بد گمان اور کج فہم
جاوے اُلٹے طرف ہی انکا وہم

نہیں انکو کسو کی بات کا پاس
اپنے اوپر کریں ہیں سب کو قیاس

عورتیں گو ہزار ہوں قابل
شعر کا لطف انہیں نہو حاصل

سوجھہ اُن کو نہ کچھہ لطائف کی
بوجھہ اُن کو نہ کچھہ ظرائف کی

کب یہ سمجھیں ہیں بات کا انداز
کب یہ پہچانیں حرف راز ونیاز

نہ یہ نافہم بات کو سمجھیں
اور نہ اوس کے نکات کو سمجھیں

گوکہ ہوں دوست پر نہیں ہے ضرور
شعر کوئی پڑھے انہوں کے حضور

کچھہ نہ مضمون ومعنی پاویں یے
بات دل میں کچھہ اور لاویں یے

ہے نپٹ شعر عاشقانہ ذلیل
شوخ مضمون ہے بدی کی دلیل

ہیں خیالات شعر خبط وجنون
یادھد ھجر ہے یا برا ہے شگون*

اور اسی قسم کے ہیں بعضی مرد
بدگماں نکتہ چیں بڑے† بیدرد

عاشقانہ سخن کو جانتے نہیں
عاشقوں کا کلام مانتے نہیں

دل بدل نے کسو سے راہ انہیں
واقعی نے کسو سے چاہ انہیں

کیا یہ جانیں دلوں کے لاگ چپیٹ
یونہیں ہر بات میں کریں ہیں کھچپیٹ

نہ کسو سے یہ صاف رہتے ہیں
نہ کبھو یہ خلاف رہتے ہیں

* دونوں نسخوں میں یہ مصرعہ اسي طرح لکھا ہے۔ کتابت میں کچھہ غلطی ہوگئی ہے۔

† نرے

نام سے عورتوں کے ہیں بیزار — سو مزاجی کا ان کو ہے آزار
نیک سے نیک گرچہ ہووے زن — رہیں اوس سے پر آپ یہ بد ظن
شعر سے نے مناسبت ان کو — نہ کسو سے موافقت ان کو
بات کچھ ہو یہ سب سمجھتے ہیں — وہی حبشی کا شب سمجھتے ہیں
ہو سکے کب کسو سے اس کا علاج — ان کا خلقی یونہیں بنا ہے مزاج
نہیں یہ نیک مرد بدظن ہیں — ٹھگ دغا باز چور رہزن ہیں
انکی خدمت میں التماس کروں — کب تلک ڈر کے مارے پاس کروں

دشمنی پر ہے زاہد مرتاض
کوئی رندوں سے پیش جاتی ہے
زور تھوڑا ہے اور غصہ بہت
مار کھانے کی یہ نشانی ہے

زاہدا سو طرح سے کر تلبیس — پر گنہگاروں کو نہ اتنا پیس
مت عبادت پہ اپنے بھولیو تو — آنا خیر” سمجھ نہ پھولیو تو
ہم گنہگاروں سے تو گو ہے جدا — ہے پہ بے عیب صرف ذات خدا
عجب و پندار مت کر اے زاہد — شعر حضرت ہیں بات پر شاہد

له مد ظله

هنرت عیب چونکه در نظر است — دیدن عیب خویشتن هنر است

و له

مت عبادت پہ بھولیو زاہد
سب طفیل گناہ آدم ہے

یہی تجھ سے سوال ہے پیارے — ٹک سمجھ کر جواب دے بارے
یہ جو بالا ہوئی سمجھ کی شرح — کیا بھلا ہے یہی تیری بھی طرح
مجھکو تیرا مزاج ہے معلوم — تجھکو میرا مزاج ہے معلوم
تو تو ان باتوں سے برا مت مان — میرا کہنا برائی سے مت جان
نکتہ رس شعر فہم تھا تو تو — بات سمجھے تھا خوب آگو تو
اب خدا جانے کیا یہ تجھکو ہوا — بات الٹی طرح سمجھنے لگا

ہاں مگر ڈر کے بدگمانوں سے
کہ یہ قابل نہیں سنانے کے

جی میں وسواس تیرے آیا ہے
اس لئے اتنا غصہ کھایا ہے

یا کہ ہم صحبتوں نے شرمایا
تجھ کو غصہ میں اور گرمایا

غیر بھی کچھ تجھے پڑھاتے ہیں
ذکر کو بات کو بڑھاتے ہیں

خیر مرضی اگر ہے تیری بھی
نہ کہوں گا پھر اب کبھی سو کبھی

غم کو دل میں ہی اپنے پالونگا
حرف منہ سے نہ کچھ نکالوں گا

شوق کی باتیں اب کہیں نہ کہوں
یاد میں تیری دم بخود ہی رہوں

نہیں کہنے کا حرف راز و نیاز
لیک اتنا سمجھہ تو اے طناز

وصف تیرا میں کس طرح نہ کروں
زیست معلوم خیر پھر تو مروں

بات جو ہوسکے سو تجھ سے کہوں
پھر نہ بگڑے بھلا تو مجھ سے کہوں

بند اسرار سے زبان کروں
حسن ظاہر تیرا بیان کروں

حسن تیرا کہ سب پہ ظاہر ہے
دوست دشمن کے نقش خاطر ہے

جس کو تو بھی چھپا نہیں سکتا
جسے رہتا ہے ہر کوئی تکتا

یہ تو پیارے خدا کی بخشش ہے
نہ تری ساخت ہے نہ خواہش ہے

تیری صورت نظر سے ٹلتی نہیں
جی میں بیٹھی ہے اب نکلتی نہیں

تیری تصویر دل میں رہتی ہے
میری سنتی ہے اپنی کہتی ہے

بے سروپا کہاں تلک بولوں
بے سررشتہ میں بات کو کھولوں

باتیں کیا کیا میں یاد کر کے مروں
بس سراپا تیرے کا وصف کروں

تعریف و توصیف سراپائے محبوبۂ صاحب جمال
معہ پریشانی حال محب خراب احوال

میں نے تصویر تری کھینچی ہے
تو بھی آ دیکھہ ٹھیک اینچی ہے

نظر آتا ہے سر سے پانوں تلک
عضو عضو بدن جدا ہر یک

بلکہ ظاہر ہے سب ادا و ناز
اور ہر ایک بات کی پرداز

آگو دھر دیکھہ دل کا آئینہ
ہے میرا سینہ صاف بے کینہ

تا دکھاوے تجھے تیری صورت
قدرت حق ہے یہ بھی ایک مورت

بت پرستوں کے بھی ہے حق بطرف
جبکہ صورت کو یوں دیا ہو شرف

تیری صورت رھے ھے اب دل میں — بیٹھی باتیں کہے ھے اب دل میں
آہ پیارے سوائے خوب و خیال — مجھکو آکر دکھا تو حسن وجمال
چاہتے پہرتے کبھو ادھر آنا — کھلے آنکھوں مجھے نظر آنا
آنکھیں دیدار کو ترستی ھیں — رات دن ایک سی برستی ھیں
ھوں سراپا ترے پہ دل سے فدا — مارتی ھے ھرایک چیز جدا

صفت موے سر

سر کے بالوں کا کچھ بیان کروں — یاکہ اُن کی پھبن بیان کروں
بال جب تیرے یاد آتے ھیں — پھر توجیسے اُلجھے ھی جاتے ھیں
کیا کہوں کیا بلا یہ جان پہ لائے — خواب میں جیسے اسیاھی دبائے
گر سیاھی بیاں کروں اوس کی — کیا مثل اب عیاں کروں اوس کی
جس کے آگے تو مخمل ٹیلی — ایک چادر سی اوڑے ھے میلی
کوئی اوس سے نہیں ھے اور شبیہہ — بخت سے دوں تو دوں تشبیہہ
نہیں یہ بال سر نگوں تیرے — ھیں سیہ بخت واژ گوں میرے
جب ڈھلک کر وو کان پر آویں — سو بلا میرے جان پر لاویں
یوں سیہ مست چھوٹے آتے ھیں — مست جوں ھاتھی ھوتے آتے ھیں
جس گھڑی آکے منہ پہ کھلتے ھیں — رات دن دونوں وقت ملتے ھیں
جسقدر شانہ اُن کو سلجھاوے — اوسقدر ھی دلوں کو الجھاوے
جوں گھٹا دل پہ آن گھرتے ھیں — جی میں سو سو طرح سے پھرتے ھیں
کُھلے رکھنا تیرا نہا کے اُنھیں — ڈالنا تیل پھر سکھا کے اُنھیں
کیا کہوں ھر طرح یہ تیرے بال — ھیں میرے حق میں موبموجنجال
دل پہ رھتا ھے نت ھی الجھیڑا — یک سر مو نہیں ھے سلجھیڑا

صفت مانگ و چوٹی

عقل رھتی نہیں نہ طبع سلیم — مانگ کی یادجب کرے ھے دو نیم
دل تو پہلے ھی مانگ لیتی ھے — جان بھی مفت مانگ لیتی ھے
کنگھی جب مجکو یاد آتی ھے — کیا کہوں کیا سما دکھاتی ھے
مانگ موتی بھری وو دے ھے بہار — جیسے بگلوں کی بدلی میں ھوقطار

کیا کہوں کیسی لنبی چوتی ہے   شب یلدا بھی جس سے چھوتی ہے

دل کو ہر طرح چھینئے ہے وہ تو   بوریا باقی ہو کھجوری ہو

گرمی سے گر کبھو جو رکھے لپیٹ   کیاکہوں اوس کی میں لپیٹ سپیٹ

تو وہ طوفان قہر ہے جوڑا   گنتھہ ہے بس کی زہر ہے جوڑا

کوئی جیتے ہیں اوس کے مارے ہوے   سانپ کالا ہے کنڈلی مارے ہوے

صفت زلف و سبب برداشتن آن

جس گھڑی زلف کا بندھے ہے خیال   آپڑے ہے کچھہ اور ہی جنجال

یاد اوس کی تو مار جاتی ہے   سانپ کاٹے کی لہر آتی ہے

جس گھڑی باد سے وہ اُڑتی ہے   کالے کی طرح مڑتی تڑتی ہے

نہیں یہ زلف اُڑیا ناگن ہے   ہر خم و پیچ میں جدا من ہے

نیست زلفش سیاہ بخت من است   شب یلدائے روز سخت من است

زلف ہے یا کوئی تماشا ہے   دام جان یا کمند دلہا ہے

کہنے والے کی عمر ہو جو دراز   ہے مری* جان و دل بھی اوس کے نیاز

کیا بخوبی کہا ہے یہ واللہ   لطف اس کا تک ایک کیجو نگاہ

قصۂ زلف یار کیا کہئے   ہے دراز اور عمر ہے کو تاہ

جوکہ یہاں اوس کے پیچ میں آیا   پھر چھٹے وہ کہاں یہ جی پا یا

زلف میں دل سمجھہ کے الجھانا   پھر تجھی کو پڑیگا سلجھانا

کوئی شانہ کئے پہ سلجھے ہیں   مو بمو دل انھوں میں الجھے ہیں

زلف کو جو اتھا دیا تو نیں   کھوج دل کا میٹا دیا تو نیں

ملک دل سب جو دست برد کہا   تب یہ دفتر ہی گاؤ خورد کیا

صفت پیشانی

واہ ری تیری سادہ پیشانی   آینہ سے کشادہ پیشانی

چین ڈالے جو اسمیں غصہ و ناز   پھر تو ہوتی ہے اور ہی پرداز

ایسی پیدا کرے ہے رنگ جھلک   جیسے کندن پہ خوشنما ہو ڈلک

---

* (ن) میرا

یاد* آتی ہے جب وہ پیشانی دل کا آئینہ ہووے ہے پانی
جب سے دیکھی ہے تیری پیشانی دیکھوں قسمت میں کیا ہے پیش آنی
دیکھ کر پھر نظر جو آے نہ خاک ملتا ہے منہ کو آئینہ

صفت گوش و بنا گوش

جب بنا گوش یاد آتے ہیں اپنے تو ہوش گوش جاتے ہیں
بات گر کہئے تیرے کانوں کی آ پڑے سب کو اپنی جانوں کی
جو کہ آتا ہے اُن کے قابو میں جا پڑے ہے عجب چکا پو میں
کنۂ گوش نیں صدف کے ہوش کہوے کر موتیوں کو حلقہ بگوش

صفت ابرو

تیغ ابرو کا جب میں لوں ہوں نام کام اپنا تو ہوچکے ہے تمام
گر تیرے ابروؤں کو کہئے کماں کشش دل کمان میں یہ کہاں
تیغ کہنا بھی کیا مناسب ہے بات کچھ یہ بھی نا مناسب ہے
کون سی تیغ ہے کہ ہوکے علم اِن کے خم چم کے آگے مارے دم

قطعہ

تیغ ابرو و خنجر مژگاں بشما باز گشت ما همه است
جمله در کار من کمی نکنید بندہ منت کش شما همه است

صفت چشم و نگاہ و سرمہ و کاجل

تیری آنکھیں وو قہر جادو ہیں جن کے آگے تو خم یہ ابرو ہیں
دیکھ کر جن کو نرگس شہلا شرم کے مارے دے ہے سر کو جھکا
شوخی ان کی عجب تماشا ہے چنچلائی ممولے کی کیا ہے
باتیں انمیں جو ہیں سو ہیں کسمیں نہ ممولے میں ہیں نہ نرگس میں
کسی نافہم نیں جو اِن کے تئیں دی تھی بادام سے مثال کہیں
اوس کو تب اپنے آ پڑے لالے ہو پٹے چھید چھید کر ڈالے

---

* (ن) دل کا آئینہ ہووے ہے پانی جب سے دیکھی ہے تیری پیشانی

تو بھی کب اوس کو خوف چھوڑے ہے
روز پتھروں سے آنکھیں پھوڑے ہے

جس طرف یہ نگاہیں لڑتی ہیں
برچھیاں ہیں کہ دلمیں گڑتی ہیں

دلمیں وہ آنکھیں جب متکتی ہیں
جی میں نظریں ہی آکھٹکتی ہیں

حضرت درد کا ہر ایک سخن
مارتا ہے نپٹ بدل ناخن

وو نگاہیں جو چار ہوتی ہیں
برچھیاں ہیں نہ پار ہوتی ہیں

سوتے اٹھہ کر جو آنکھہ ملتا ہے
دیکھے اوس کے تو جی نکلتا ہے

ڈورے سرخی کے ایسے چھوٹتے ہیں
تارے جوں آسماں سے ٹوٹتے ہیں

سرمہ آلود تیری تیز نگاہ
مار دل کو کرے ہے خاک سیاہ

گر کبھو دے سلائی کاجل کی
کیا کہوں خوشنمائی کاجل کی

روشنی بخش دیدہ ہے یہ سواد
یہ پھبن صرف ہے خدا کی داد

جسکی نظروں میں یہ سواد کھلا
کب لگے ہے اوسے کچھہ اور بھلا

کچھہ سنا ہے تجھے بھی یاد یہ ہے
یعنی النور فی السواد یہ ہے

یوں تو کاجل سبھی کوئی دے ہے
خوبی چتون کی جان و دل لے ہے

جی کسو کا سہج نہیں لینا
یوں خوش آتا ہے کس کو یہ دینا

خون عالم کرے ہے نوش یہی
ہے وو کافر سیاہ پوش یہی

کیا کہوں ان کی میں سخنگوئی
گر کہی جاے تو کہے کوئی

آنکھیں تیری نپٹ سخنگو ہیں
بات کرنے میں تجھہ سے آگو ہیں

تیرے منھہ پر یہ چڑہ کے کہتی ہیں
تیری باتوں پہ بڑہ کے کہتی ہیں

باتیں ان کی جو دیکھے سو جانے
آئینہ دیکھے تو بھی تو مانے

بات ان کی اِنہیں کو بن آوے
چھل بل اِن کا کب اور کوئی پاوے

غزل

کر کے دل کو شکار آنکھوں میں
گھر کرے ہے تو یار آنکھوں میں

تیر مژگاں دلوں کے پار ہوے
ہے یہ گذر و گذار آنکھوں میں

چشم بد دور ہو نظر نہ کہیں
ہے نپٹ ہی بہار آنکھوں میں

اور سب چہرہ بازیوں کے سوا
عشوے ہیں صد ہزار آنکھوں میں

کیا کہوں کچھہ کہی نہیں جاتیں
باتیں ہیں بے شمار آنکھوں میں

جس گھڑی گھورتے ہو غصہ سے　　نکلے پڑتا ہے پیار آنکھوں میں
دیکھنا تک اثر سے نظریں ملا
کیا ہوئے تھے قرار آنکھوں میں

صفت مژگاں

هینگی پلکیں وو تیر کافر کیش　　مار چھلنی کریں ہیں دل صد ریش
آشنا جو مژہ کا ہوتا ہے　　اپنے حق میں وو کانٹے بوتا ہے
کیا کہوں ایسی فوج جنگی کی　　کالی پلٹن ہے یہ فرنگی کی
جس گھڑی ملک دل کو لوٹتے ہے　　جوں تلنگوں کی باڑ چھوٹتے ہے
پانو گاڑے ہوے لڑیں ہیں سب　　کوٹ باندھے ہوے کھڑے ہیں سب
سامھنے ہو نظر ملاوے کون　　مار کی ان کے تاب لاوے کون
گھورنا آفت الٰہی ہے　　بال بال ان کا تو سپاہی ہے
جب پلک مار آنکھ لڑتی ہے　　جوں فرنگی کی باڑہ جھڑتی ہے
ان کا یہاں بند و بست گھیرا ہے　　رات دن یہ کھڑا ہی پہرا ہے
جس طرف کو یہ رخ پلٹتی ہیں　　پھر صفوں کی صفیں اُلٹتی ہیں
گرکبھو آنسوؤں سے بھرتی ہیں　　تیر باران دلوں کو کرتی ہیں
کبھو سرمہ اگر لگالیں ہیں　　زہر آلودہ پھر تو بھالیں ہیں

صفت بینی

جب کروں ہوں تصور بینی　　نہیں رہتی ہے مجھہ میں خود بینی
حسن خوباں کی ناک بینی ہے　　سارے مکھڑے کی ناک بینی ہے
ناک تیری عجب سجیلی ہے　　پتلی اور اونچی اور نکیلی ہے
لب شیریں کو تاکے ہے جس طرح　　میں بتادوں ابھی کہوں کس طرح
ناک ہے یاکہ ایک لوتا ہے　　چونچ اب شہد میں ڈبوتا ہے
نکسرے اس پھبن سے هلتے ہیں　　ناک کی راہ جی نکلتے ہیں
نتھنے ایسے تیرے پھڑکتے ہیں　　جانور وحشی جیوں بھڑکتے ہیں

صفت رخسار صفا و رنگ ورو

جی میں رخ کی جو یاد بھرتے ہیں / اور ہی پھول گل کترتے ہیں
تیرے گالوں کی کیا کروں تعریف / روئے گل جن کے آگے ہوئے خفیف
ان میں جس طرح کی صفائی ہے / آئینہ نے کہاں یہ پائی ہے
رنگ ان میں جو کچھ جھمکتا ہے / کب رخ گل میں یوں چمکتا ہے
کوئی ان کا نہو سکا ثانی / داغ ہے گل اور آئینہ پانی
نہیں کوئی مقابل ان کے ولیک / آپ ہی ہیں جواب ایک کا ایک
کیا کہوں رنگ کیسا چمکے ہے / سارے کندن کی طرح دمکے ہے
یہ جو مکھڑے کی آب جھلکے ہے / چشمۂ آفتاب جھلکے * ہے
رنگ عارض نہیں یہ جھمکے ہے / آفتاب آئینہ میں چمکے ہے
عرق آلودہ چہرۂ رخشاں / یوں جھمکتا ہے جیسے ہے افشاں
گل پہ شبنم نہ ایسی خوب لگے / نمی اوس ملھہ پہ جیسی خوب لگے

صفت لب و دھاں

جب لبوں کا خیال کرتا ہوں / جان بلب آرہے ہے مرتا ہوں
یاد کر کے تیری لب گلگوں / دیدۂ اشکبار ہیں پر خوں
جب کرے یاد ان لبوں کے زور / کھینچ لے جائے دل کو تا لب گور
زیست کرتا ہوں اس بھروسے پر / دانت رکھتا ہوں ان کے بوسے پر
شعلہ رو یاد کر تیرے لب لعل / دل مشتاق ہے در آتش نعل
یاد آتے ہیں جب لب میگوں / خون دل پی کے مست ہوتا ہوں
لب نازک ہیں رشک برگ گل / نشا پرداز تر ز ساغر مل
جام مے آپ ہی اور آپ ہی گزک / ہونٹ کیا ساری نعمتوں کی چسک
دیکھ انہیں خشک ہو تراوت گل / پھیکی نظروں میں ہو حلاوت گل
دیکھیں گر تیرے ہونٹ شیریں کو / کوہکن بھول جائے شیریں کو
لب شیریں میں جو حلاوت ہے / جان شیریں میں کب وہ لذت ہے

---

*(ن) چھلکے

ہاتھ قسمت سے جو یہ بات لگے — لب شکر یعنی یہ نبات لگے
تار بوسے کا کوئی توٹ سکے — ھونٹ سے ھونٹ پھر نہ چھوٹ سکے
وصف کیاکیا کروں تیرے لب کا — کوئی دیکھا نہ ایسے مشرب کا
لعل میں ھے کہاں یہ آب و رنگ — ھوسکے ان لبوں سے جوھم سنگ
آتش رشک سے ھلاک ھوا — آگ میں اپنی جل کے خاک ھوا
رنگ یاقوت نیں اگر پایا — لب و لہجہ ولے کیدھر پایا
گو کہ یاقوت آب و رنگ دکھائے — یہ تر و تازگی کہاں سے لائے
لعل و یاقوت کیا بچارا ھے — اس جگہ ایک سنگ پارا ھے
کہیے یاقوت با دل پر خون — ان کے آگے میں خاک پتھر ھوں
ھونٹ یاقوت و لعل سے بہتر — یہ ھیں کچھہ اور جنس، وے پتھر
ذایقہ میں تو جیسے یہ لب ھیں — شہد شربت جو کچھہ کہو سب ھیں
دیکھنے میں بھی گو تماشا ھیں — چکھنے میں پر کچھہ اور تحفا ھیں
پر وھی ان کے لطف کو پاوے — ھونٹ سے ھونٹ جس کا ملجاوے
گر جو عاشق کو منھہ لگا وے تو — لب شیریں ذرا چکھا وے تو
پھر تو بیچارہ اوس کی لذت سے — جان بلب ھی رھے حلاوت سے
تا لب زیست ھونٹ چاتا کرے — لب بحسرت چبا کے کاتا کرے
ھے دھانا تو اسقدر ھی تنگ — بات نکلے ھے جس سے کرکے درنگ
نکتہ سنجوں کی جب نگاہ نپائے — بات کس طرح سے پھر اس میں سمائے
غنچہ لب یہ تیرا دھان تنگ — مرغ دل کے لئے ھے قید فرنگ
فرق کرنا ھے اب نپٹ مشکل — یہ دھن ھے تیرا کہ میرا دل
خلق پر اے نگار شوخ و شنگ — کردیا اس دھن نیں عرصہ تنگ
ھے دھن ایک نقطۂ موھوم — ھوسکے ھے دلیل سے مقسوم
جوھر فرد در جہاں نبود — کرد ابطال آں درست حکیم
جز و اصغر ھر آنچہ فرض کنی — بدلیلش تو آں نمود دو نیم
دھن یار ما اثر کاں را — نقطۂ در مقابل است عدیم
بہ تبسم نبود ھر دو لبش — ھست برھاں قاطع تقسیم

کیا کہوں اب * کچھ ہدا وروصف دھن | یاد حضرت کا ہے یہ مجکو سخن

لہ مد ظلہ

کب دھن میں تیرے سمائے سخن | نہیں تیرے دھن میں جائے سخن

صفت دندان و مسی وپان

دانت جب مجکو یاد آتے ہیں | دل کا بجا سبھی چباتے ہیں
اب جو دانتوں کی باتیں چلیاں ہیں | کیا کہوں موتیا کی کلیاں ہیں
خوشنمائی بیاں کروں اون کی | یا صفائی بیاں کروں اون کی
دیکھکر اون کی آبداری کو یہاں | لوٹ جاتا ہے گوھر غلطاں
یوں توکہنے کو جیسے موتی ہیں | باتیں موتی میں کب یہ ہوتی ہیں
گو ہزار آبدار موتی ہے | یہ صفا کوئی اوس میں ہوتی ہے
پیس ڈالیں یہ موتیوں کے تئیں | موتی ان کے مقابلہ کے نہیں
پائی الماس نیں کہاں یہ چمک | برق میں بھی نہیں ہے ھان + یہ چمک
دانت وہ کچھہ بلا قیامت ہیں | کیا کہوں تجسے کیا قیامت ہیں
مسکرانے میں ٹک جو کھل جاویں | بجلی سی ہر طرف ھی چمکاویں
پھر وہ بجلی چمک اِدھر اُودھر | آن پڑتی ہے میرے ھی جی پر
گر کبھو اوس کے حی میں آوے ہے | مسی دو انگلیاں لگاوے ہے
دانت یوں پھر جھمکتے ہیں سارے | رات اندھیرے میں جیسے ہوں تارے
پان کھانا تو خون کرتا ہے | جلتیں دیکھا سو مفت مرتا ہے
مسی مل کر جو پان کھاوے ہے | ایک عالم کی جان کھاوے ہے

صفت زنخ و چاہ ذقن

یاد جب اس زنخ کی دے ہے فریب | سرخ اور زرد ہوئے ملہ جوں سیب
کیا غضب ماہ پارہ تھوڑی ہے | خوبی اس کی جو کہئے تھوڑی ہے

---

* (ن) خیر اور + (ن) یہاں

یاد آتا ہے جب وہ چاہ ذقن　　جی میرا ڈوب جاتا ہے فوراً

صفت گردن

جب خیال آبندھے ہے گردن کا　　یہاں ڈھلک جاے ہے میرا منکا
دیکھ کر یہ صراحیٔ گردن　　مست ہے کوئی اور کوئی غن
شمع ہو اپنی آنکھہ میں رسوا　　دیکھے ڈورا جو تیری گردن کا
گو کہ شفاف ہے تن مینا　　یہاں تو جھکتی ہے گردن مینا
دیکھہ کر اس بیاض گردن کو　　صبح دیکھیں نہ جیب پھاڑے تو
کیوں نہ کھینچے وہ سب سے آپکو دور　　جس میں ایسا بھرا ہوا ہو غرور

صفت ساعد و بازو

نقد جاں ہے یہ ساعد سیمیں　　قیمت صد ہزار لعبت چیں
نہیں ساعد یہ رشک سیمتذن　　آستیں میں ہے قیمت دل و جان
ہیں سجیلے نپٹ ہی بازو خوب　　پھر نکالے سڈول خوش اسلوب
کیا کہوں کیسے قہر بازو ہیں　　سحر ہیں، کوئی یا کہ جادو ہیں
دلربائی میں قہر باہیں ہیں　　غارت دل کو ہاتھہ باہیں ہیں
دھیان میں جب وہ بازو آتے ہیں　　ہاتھہ پانوں اپنے پھول جاتے ہیں

صفت دست و بند دست و انگشتان و حنا و چوڑی

دل پہ جب ہاتھہ پھیرے ہے پہنچا　　جانتا ہوں کہ وقت آپہنچا
چوڑیاں یوں چڑھیں ہیں اسمیں ٹھسی　　جاویں بے اختیار دل میں گھسی
کیا خوش آیند یہ کلائی ہے　　اسکو دل لینے کی کل آئی ہے
ہاتھہ مہندی ملے تیرے خونریز　　قتل میرے کے ہیں یہ دست آویز
کیا کہوں ہاتھہ پانوں مہندی ملے　　کیسے لگتے ہیں آہ جی میں بھلے
ہاتھہ سے دل لئے ہی لیتی ہیں　　پانو پر لوگ جان دیتے ہیں
کب یہ مہندي میں رنگ پایا ہے　　خون دلہا مگر پلایا ہے
کف رنگیں گواہ صادق ہیں　　دست آویز خون عاشق ہیں
انگلیاں جبکہ یاد آتی ہیں　　دل میں ناخن میرے گڑاتی ہیں

فندقوں پر تو جان کھوتا ہوں   لہو کے آنسوؤں سے روتا ہوں

صفت سینہ و پستان

چھاتی یوں جی میں آن اڑتی ہے   گویا چھاتی سے چھاتی لڑتی ہے
کون پتھر کی ذات چھاتی ہے   سختی ء دل تیری دکھاتی ہے
چھاتیاں سخت آفت دل ہیں   باتیں کہنی انہوں کی مشکل ہیں
دل رہے ہے ہمیشہ گھات کے بیچ   کیونکہ لاؤں انہیں میں ہاتھ کے بیچ
کوئی چھلاوا ہیں یا کہ پارا ہیں   اور سختی میں سنگ خارا ہیں
جون سر پر غرور تنتی ہیں   سو بگاڑوں یہ اور تنتی ہیں
کیا قیامت امنگ سے ہیں بھری   شیشیاں دو یہ رنگ سے ہیں بھری
یا کہ دو ڈھیریاں ہیں سونے کی   کسو حکمت سے پڑ گیا ہے جی
چھاتیاں ہیں کہ ہیں یہ رنگترے   ہے بجا کہئے خواہ سنگترے
تجھہ میں ہے سارے باغ کا پیوند   پھولتا پھلتا ہے جدا ہر بند
سر سے پانوں تلک گل و گلزار   ہے سراپا ہزار گونہ بہار
سرو قد کو یہ بار لایا ہے   یا صنوبر انار لایا ہے
گولے ہیں خواہ انار بستاں ہیں   کچھہ ہیں پر رونق گلستاں ہیں
گر فرشتہ ہو وہ بھی گھات لگاے   کہ کسو طرح انکو ہاتھہ میں لاے
یہ کہاں کی ہے بات جی نہ چلے   کہ انہیں ہاتھہ میں پکڑ کے ملے
گر وو قابو لگے بچل جاویں   ہاتھہ میں آن کر نکل جاویں
پھر تو حسرت میں جی نکلتا رہے   مدت العمر ہاتھہ ملتا رہے
اب کہوں خوبی تنگ پوشی کی   یا کہوں انکی گرم جوشی کی
انگیا یوں مسک کے ہو بے جاں   چاند سے جسطرح پھٹے ہے کتاں
کیا کہوں میں انہوں کی اب خوبی   ختم ہے اُن پہ ہی خوش اسلوبی
کرئے بے پردہ اور انہیں ملبوس   خوشنما مثل شمع در فانوس
ستر میں کچھہ زیادہ پکڑیں نسود   ہوویں در پردہ واشگاف افزود
ستر سے ہو زیادہ پردہ دری   کوئی پردہ میں چھپ سکے ہے پری
لاکھہ پردوں میں یہ کبھو نہ چھپے   جیسے اوراق گل میں بو نہ چھپے

بے حجابی میں کھل کے لئے حجاب
چہرہ بازی فزوں دکھائے نقاب
جلوہ پردازیاں کرے ھے لباس
شعبدہ بازیاں کرے ھے لباس
انگیا تاز تبرز کی یہ نہ جان
چاند کو دیکھہ بہت گیا ھے کتان
چار خانہ اسے نہ کیجو خیال
جال مارے ھیں اختر اقبال
ھاتھہ جس کے یہ نقد ڈھیر لگے
ھاتھہ اندھے کے جوں بٹیر لگے
ھاتھہ پھر دست برد سے نہ اتھائے
نقش دلخواہ ھر پکڑ میں بٹھائے
پیس ڈالے ھزار طرحوں سے
ڈھب نکالے ھزار طرحوں سے
کیا ھی خوبی سے مشت مال کرے
دل ھی جانے تیرا جو حال کرے
ھاتھہ میں سے تو نکلے جانے لگے
دل میں کچھہ اور بات آنے لگے
تڑپھے تو مثال ماھی بے آب
مضطرب ھووے خون دل بیتاب
سسکیاں لے کے تلملانے لگے
رک کے دم الٹی سانس آنے لگے
شرم کے مارے پست ھو جاویں*
ھاتھوں ھی ھاتھہ مست ھوجاویں*

صفت قد و قامت

آہ کیا قہر قد و قامت ھے
کوئی قامت ھے یا قیامت ھے
ھست آشوب دھر قد قامت
فتنۃ فی الزمان قد قامت
رشک طوبائے عالم بالا
پہنچے وھاں تک نہ ھمت والا
ایک تو قد بلند بالا ھے
نازنیں تس پہ سر نکالا ھے
پہنچے نالہ جو آسمان تاک
نہیں پہنچے وو تیرے کان تاک
پانو رکھتا نہیں زمیں پہ تو
سرو قد پست ھیں تیرے آگو
کیا کہوں تیرے قد کی رعنائی
سرو نیں خوبی یہ کہاں پائی
سرو میں تیری چال ڈھال کہاں
کبک میں یہ پھبن جمال کہاں
باغ میں سرو ایک دار سا ھے
تیرے آگو یہ چوبدار سا ھے
کبک یہاں جو پھرے تھا اینٹر سا
چھپتا پھرتا ھے جلگلی تیتر سا
گات تیری نپٹ چھبیلی ھے
کیا کہوں وضع جو نکیلی ھے

---

* (ن) ھو جاوے

قد و قامت کا اعتدال کہوں — یا وو خوبی کی چال ڈھال کہوں
اپنے حضرت کے نام کے صدقے — اوس کے لطف کلام کے صدقے

له مد ظله

جب نظر سے بہار گذرے ھے — جی پہ رفتار یار گذرے ھے

خوب لگتا کہوں میں گہنے کا — نہیں مقدور مجکو کہنے کا
سب جواھر کی تجھسے ھے خوبی — ھے نہ ان سے تری خوش اسلوبی
خوبی ان کی ھے ساری تیرے سبب — کنکرے پتھرے ھیں ورنہ یے تو سب
جامہ زیبی میں کیا بیان کروں — کونسی بات کا میں دھیان کروں
خوبی تیرے بناؤ کی میں کہوں — یا کہ سادے سبھاؤ کی میں کہوں
دل لگا صرف تیری ذات سے ھے — کام مجکو نہ کچھہ صفات سے ھے
کب ھوئی تیرے چشم کی تعریف — جو کروں اور چیز کی توصیف
یاد آوے جو وہ دھان و کمر — کب کسو چیز پر پڑے ھے نظر

صفت کمر

درمیان آے جب کہ یاد میاں — اپنی ھستی کا مجکو ھوش کہاں
یاد آوے ھے جب وو موے کمر — یکسر مو نہیں رھے ھے خبر
کہی جاتی نہیں کمر کی لچک — پائی چیتے نے کب یہ ایسی لپک
مثل تیغ اصیل دمتی ھے — اور کس بات میں وو کمتی ھے
تیغ کیا بجلی ھے کہ کوندے ھے — کوندنے میں دلوں کو روندے ھے
جس گھڑی جسکے دھیان پڑتی ھے — جی پہ بجلی سی آن پڑتی ھے
شدہ از پیچ و تاب موے میاں — موے آتش رسیدہ رشتۂ جاں
رد قول حکیم ھست میاں — نیز برھان ناطق است دھاں
در وجود و عدم چہ واسطہ است — قایلش* را دلیل و ضابطہ است
کمر او چو موے کاست مرا — ناتواں بیں چو خویش خواست مرا
تب و تابے کہ داشت موے میاں — مو بمویم ربود تاب و تواں

---

* (ن) ھستیش

صفت ناف

یاد آتی ہے جب وہ ناف مجھے — کیا کہوں کیجئے معاف مجھے
کچھہ نہ کہہ زیر ناف کیسا ہے — رفتہ و شستہ صاف کیسا ہے
وہ تو ہے رشک عارض خوباں — مایۂ کبر و ناز محبوباں
دیکھتے وہاں نگاہ پھیلے ہے — بے طرح آگے راہ پھیلے ہے
ختم بس عرصۂ تگاپو ہے — عقل بھی آگے در چگا پو ہے
یعنی اب گو مگو کا ہے یہ مقام — کہیں آگے چلے نہ طول کلام
اب سخن کے پرے سمائی نہیں — بات نبج تبج کسو نیں پائی نہیں
وہاں بیاں میں قلم بھی فق دق ہے — آگے اوسکی زباں کے خندق ہے
ہوس اسکی جو کوئی دھرتے ہیں — اوس جگہ جا کے پانی بھرتے ہیں
جوکہ ہاتھہ اس طرف بڑھاتے ہیں — پانو لے کر وو سر چڑھاتے ہیں
اوس جگہ پر تو کون جھگڑے ہے — وہاں تو رستم بھی کوڑی رگڑے ہے
وے نکمت پھوں کہ نکلے پڑتے ہیں — آن کر یہاں قدم پکڑتے ہیں
بوالہوس کیا پلید ہوتا ہے — اس پہ آکر شہید ہوتا ہے
صرف حیوانیت لڑاتی ہے — سب یہ نفسانیت لڑاتی ہے
اور ہم سا جو کوئی اناڑی ہے — بات اون نیں تو سب بگاڑی ہے
گرچہ کہنے میں تو سنواری ہے — اوسکے آگو پر اسکی خواری ہے
کیاکہوں تجھہ میں خوب کیاکیا ہے — سر سے پانوؤں تلک تماشا ہے
تنگ یوں تو نپٹ ہے تیرا دہاں — نہیں تنگی میں کم پہ یہ بھی مکاں
اسی اندازے پر دہانا ہے — دونوں کا ایک شامیانا ہے
فرق چھوٹے نہ کچھہ بڑے کا ہے — یہی بس آڑے اور کھڑے کا ہے
ایسے موہوں سے تو جو کہاتا* ہے — قدرت حق سے کچھہ سماتا† ہے
ہے تعجب جو بات چیت کرے — کام دنیا کے یا کہ ریت کرے
ہے تماشا تعجبات یہی — چھوٹا منہ اور بڑی ہے بات یہی
کھولنا اور آگے خوب نہیں — بولنا اور آگے خوب نہیں

* (ن) کہاوے   † (ن) سماوے

پھر بھی ملنا ھے تجسے میرے تئیں
منہ دکھانا ھے مجکو تیرے تئیں
صاف کہنا پڑیگا پھر آگے
سن کے مجسے لڑیگا پھر آگے
لڑنا بھڑنا نہیں ھے کام اپنا
مفت بد نام ھوگا نام اپنا

صفت سرین

تو وہ طوفان ھیں سریں تیرے
سیم کے کان ھیں سریں تیرے
کوہ تمکین ھیں سپہر وقار
رشک آئینہ سادۂ پرکار
آپ ھی عنقا ھیں آپھی کوہ قاف
مثل بلور صاف اور شفاف
ساری خلقت سے کچھہ نرالے ھیں
خام نقرہ کے برج ڈھالے ھیں
عقل باور کرے نہ گو یہ حرف
مو کمر سے بندھے ھیں کوہ برف

صفت زانو و ساق

کیا کہوں زانو کی خوش اسلوبی
خوشنمائی سڈولی اور خوبی
ھیں قیامت ٹھسی ٹھسی رانیں
جی میں جاتی ھیں یہ گھسی رانیں
بیطرح دل کو گد گداتی ھیں
ھاتھہ میں اپنے کد کد آتی ھیں
ران پر جب کہ ران پڑتی ھے
جسم میں اور ھی جان پڑتی ھے
یاد وہ پنڈلی جب کہ آتی ھے
مچھلی سی دل میں تڑپھڑاتی ھے

صفت پاے و پاشنہ

پانو جسدم کہ یاد آتے ھیں
ھاتھہ ھم جان سے اٹھاتے ھیں
دیکھہ کر پانو کو تیرے میں تو
کبھو دیکھوں نہ اور کے منہ کو
ایڑیاں جب کہ یاد آتی ھیں
دل پہ گیندیں میرے لگاتی ھیں

صفت کف پا و حنا

جب کف پا کا آبندھے ھے خیال
جان و دل ھوچکے ھے سب پامال
کف پا یہ نہیں ھیں مہندی ملے
پیس ڈالے ھیں دل پہ پانو تلے
اس سراپا کو یاد کر کر کے
اب تلک تو جیا ھوں مر مر کے
تک شتابی ادھر کو آجانا
نک سکھہ اپنا مجھے دکھا جانا

بیان تسلی نیافتن دل بیمار از زبانی حرف و گفتار و ایذائے تغافل دلدار و تمنائے آخری دیدار و حیرت عاشق بے دل زار

آہ کیا کیا میں اب بیان کروں — تیری کس کس جگہہ پہ دھیان کروں
رھوں رطب اللساں ذکر کے بیچ — دوں یونہیں اپنی جان فکر کے بیچ
یاد اپنی کئے سے کیا حاصل — جبکہ تیرا ادھر نہ هووے دل
ھے مگر یاد ایک مشغولا — تا کوی آن دل رھے بھولا
یوں پر ایک آد دن کٹے تو کٹے — عمر ساری تو اسمیں دل نہ بٹے
تو بھی انصاف تو بھلا تک کر — جی میں اس بات کا خیال تودھر
کب تلک تیری باتیں یاد کروں — خالی باتوں سے دل کو شاد کروں
عیش کا ذکر نصف عیش تو ھے — ذکر ھی ذکر پر ترا تا کے
کام چلتا نہیں بلا مذکور — سو خدا جانے ھے کدھر مستور
نہ تذکر میں کچھہ حلاوت ھے — نہ تصور میں کچھہ حلاوت ھے
دیوے لذت کہاں سے خالی شوق — جب تلک آشریک هووے نہ ذوق
ھیں یہ باتیں بنائیاں بے اصل — کچھہ مزا ھی نہیں بغیر از وصل
منہ جو شکر گھی سے میٹھا ھو — پھر اوسے کوی کھاے کاھے کو
غرض ایسا نہ هووے میرے یار — باقی رہ جاے حسرت دیدار
دم آخر جو ھچکیوں نیں لیا — شاید اس وقت تونیں یاد کیا
نام تیرا لئے سے تھمتی ھیں — بارے اوسوقت سے تو کمتی ھیں
بن سکے تو کھڑے کھڑے یکبار — دیکھیو آکے آخری دیدار
نزع میں ھوں ادھر کو آ جانا — شربت وصل تک چوا جانا
یاد ھے مجکو درد کا ھی کلام — اور اس کے سوا خدا کا نام

فرصت زندگی بہت کم ھے
مغتنم ھے یہ دید جو دم ھے

باقی اب عرصۂ حیات نہیں — زندگی کیسی کوی * بات نہیں

---

* (ن) کچھہ ھی

کیا میں دھر اوں اپنے غم کی بات　　رہ گئی ہے کوی ہی دم کی بات

آ رہا ہے میرا دم آنکھوں میں　　رہے گا کب تلک تھم آنکھوں میں

پوچھہ مت مجھہ جگر فگار کا حال　　کر دیا درد ھجر نیں پا مال

نت رہا بسکہ خون دل پینا　　دم رکے ہے چو قلقل مینا

روز دل کا نیا کرے ہے ڈھنگ　　جوں سحر ہر نفس شکست رنگ

مجھہ میں باقی جو ب کوی دم ہے　　کچھہ دم تیغ سے نہیں کم ہے

کشمکش نیں نفس کے مارا ہے　　کوئی سوہان ہے کہ آرا ہے

اس طرح دم جگر خراشے ہے　　جیسے تیشہ سے کچھہ تراشے ہے

دم بدم ہر نفس کرے ہے قلم　　آمد و شد ہے دم کی تیغ دودم

ہر نفس چاک جیب تا دامن　　صبح کی طرح لا پنہاے کفن

سیلہ میں یوں نفس کھٹکتا ہے　　شصت ماہی کے جوں اٹکتا ہے

کیا کہوں قصے دل کی حالت کے　　آہ پیارے بقول حضرت کے

اسطرح جی میں سانس کھٹکے ہے

سانس ہے یا کہ پھانس کھٹکے ہے

ہے نئے طور کا مجھے آزار　　کوی دیکھا نہ آپ سا بیمار

یہ جو رہتا ہے اب مرض مجکو　　چھوڑتا ھی نہیں غرض مجکو

آہ مرتا ہوں کچھہ علاج کرو　　کل جو کرنا ہے سو وو آج کرو

تک خبر جلد آ کے لیجئے گا　　اس گھڑی ہوسکے سو کیجئے گا

ھوچکا ہے وگرنہ کام تمام　　نہیں اب عرصۂ پیام وسلام

کوی دم اب جو رہ کے آووگے　　اپنے بیمار کو نہ پاؤ گے

نہ ہلے ہے نہ بول سکتا ہے　　آنکھیں پتھرائے راہ تکتا ہے

مرچکا خیر یا سسکتا ہے　　یا کہ اس کو شخوص و سکتا ہے

آنکھہ سے نکچہ اب ملا کر دیکھہ　　اپنا آئینہ رو دکھا کر دیکھہ

بارے اتنا تو ہووے گا معلوم　　ابھی دم ہے کہ مرچکا مظلوم

میں نیں کردی خبر تجھے بس خیر　　دیکھہ اس وقت تو نہ کر تو بیر

آگے تو جن کہدیا میں تجھے　　بد کہیں گے سبھی تجھے کہ مجھے

غزل

از مریضت مرا عجب باشد   زندہ امروز تا بشب باشد
ہر کہ لب بر لبت نہد یکبار   مدت‌العمر جاں بلب باشد
زیر لب ہم تبسمت ستم است   خندہ دندان نما غضب باشد
بے سبب نیست ہیچ چیز مگر   رنجش تو کہ بے سبب باشد
همگی دیدہ ام کلام اثر
چند اشعار منتخب باشد
نامہ بر گو شتاب می آید   میروم تا جواب می آید
نام مہر و وفا نمی دانی   ہمہ جور و عتاب می آید
حال زارم شنیدہ می گوید   بس کن افسانہ خواب می آید
خانہ اباد باز در کویت   دل خانہ خراب می آید
رفت جورت برون زحد بسیار   گریہ ام بے حساب می آید
سینہ و دل تمام سوخت اثر
ہمہ بوے کباب می آید

غزل

تو میری جان گر نہیں آتی   زیست ہوتی نظر نہیں آتی
دلربائی و دلبری تجکو   گو کہ آتی ہے پر نہیں آتی
کیجے نا مہربانی ہی آکر   مہربانی اگر نہیں آتی
حال دل مثل شمع روشن ہے   گو مجھے بات کر نہیں آتی
ہر دم آتی ہے گرچہ آہ پہ آہ   پر کوی کار گر نہیں آتی
کیا کہوں آہ میں کسو کے حضور   نیند کس بات پر نہیں آتی
نہیں معلوم دل پہ کیا گذری   اِن دنوں کچھ خبر نہیں آتی
دن کٹا جس طرح کٹا لیکن   رات کٹتی نظر نہیں آتی
ظاہرا کچھ سوائے مہر و وفا
بات تجکو اثر نہیں آتی

غزل

لوگ کہتے ہیں یار آتا ہے　　کب مجھے اعتبار آتا ہے
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا　　دشمنی پر تو پیار آتا ہے
تیرے کوچہ میں بیقرار تیرا　　ہر گھڑی بار بار آتا ہے
زیر دیوار تو سنے نہ سنے　　نام تیرا پکار آتا ہے

حال اپنے پہ مجکو آپ اثر
رحم بے اختیار آتا ہے

آہ کیجے کہ نالہ سر کیجے　　زندگی کس طرح بسر کیجے
قصد ہمراہیٔ شرر کیجے　　کھولئے آنکھہ اور سفر کیجے
جور جو چاہئے سو کیجے پر　　میری حالت پہ بھی نظر کیجے
کبھو ایدھر نہیں گذرتے ہو　　کب تلک آہ در گذر کیجے
شمع سان زیست ہے گداز اپنا　　جب تلک ہووے چشم تر کیجے
لے چکے دل بھلا مبارک ہو　　آئیے اب کے قصد سر کیجے
یہاں سے اوڑئے بسان طائر رنگ　　بے پر و بال، بال و پر کیجے
اتنا بتلاؤ غم غلط پیارے　　کون سی تیری بات پر کیجے
تن بتقدیر اور رضا بقضا　　جسقدر ہووے اوس قدر کیجے
روئے کب تلک ز بے اثری　　آہ کیجے تو کار گر کیجے

کون سنتا ہے یہاں کسو کی بات
بس اثر قصہ مختصر کیجے

غزل

میرے احوال پر نظر ہی نہیں　　اس طرف کو کبھو گذر ہی نہیں
ہے میرا حال تو زبان زد خلق　　میں نہ مانوں تجھے خبر ہی نہیں
دل ندیویں جگر نہ چاک کریں　　یہ تو اپنا دل و جگر ہی نہیں
حال میرا نہ پوچھئے مجسے　　بات میری جو معتبر ہی نہیں

کر دیا کچہ سے کچہ تیرے غم نیں
اب جو دیکھا تو وہ اثر ہی نہیں

ایسی حالت میں کوئی کیا جانے — تو بھی دیکھے تو ہاں نہ پہچانے
ہوسکے گر بھلا کبھو تو مل — اس قدر اب تو سخت مت کر دل
ان دنوں مجھسے کچھ نکی تونیں — بھول کر بھی خبر نہ لی تو نیں
کچھ تغافل کی حد بھی ہوتی ہے — کچھ تجاہل کی حد بھی ہوتی ہے
کوئی دن رہ کے گر ملے گی تو — کف افسوس پھر ملے گی تو
کچھ نہ تدبیر ہوسکے گی پھر — بیٹھے حسرت سے منہ تکے گی پھر
تو بھلی گھر میں جا کے بیٹھہ رہی — یہاں تیری شکل دل میں بیٹھہ رہی
ایک مدت سے گو نہیں آئی — پر حقیقت یہ ہے جو فرمائی

غزل له

گرچہ گاہے نظر نمی آئی — لیکن از دل بدر نمی آئی
من بیچارہ میروم از خویش — چہ تواں کرد اگر نمی آئی
چہ شد از من کہ در برم یکبار — آمدی و دگر نمی آئی
تا کجا آمد آمدت شنوم — رفت عمرے مگر نمی آئی
ہر زماں تازہ عہدھا داری — گرچہ از عہد بر نمی آئی
تا دلے یک نفس ز جا نرود — بیوفا اینقدر نمی آئی

درد را انتظار تست بگو
تا نمایم خبر نمی آئی

صاف اس سے جواب بہتر ہے — ایک دن کا عذاب بہتر ہے
جھوٹے وعدوں سے کیا ستانا ہے — کہیں آچک بھلا جو آنا ہے
مل سکے تو قصور مت کرنا — نہیں دل سے تو دور مت کرنا
گو نہو مجکو اور کچھہ حاصل — چین پاوے گا پر ملے سے دل
اب جو باہم دو چار ہوویں گے — بارے دل کھول کر تو روویں گے
وے گئے دن کہ مل کے ہنستے تھے — دام غفلت میں آن پھنستے تھے
ہے عوض اوس ہنسی کا یہ رونا — لکھا قسمت کا چاہئے ہونا

خوشی و غم جہاں میں توام ہے — خندہ و گریہ دیکھہ باہم ہے
میرے حضرت نیں راست فرمایا — اپنے بہی دیکھنے میں اب آیا

غزل

جگ میں کوئی نہ تک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا
دل زمانہ کے ہاتھہ سے سالم — کوی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دیکھئے اب کے غم سے جی میرا — نہ بچیگا، بچیگا کیا ہوگا
حال مجہ غمزدہ کا جس تس نیں — جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
میرے نالوں پہ کوی دنیا میں — بن کئے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اس کو اثر خدا جانے — نہ ہوا ہوگا یا ہوا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا — کسی بد خواہ نیں کہا ہوگا
دل بہی اے درد قطرۂ خوں تھا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

کہیں اوس کا تھکانا پاتا نہیں — دل گیا ہے سو ہاتھہ آتا نہیں
تیرے در پر گرا وہیں شاید — خاک میں مل گیا کہیں شاید
کھوج اوس کا کہیں نہ پایا میں — خاک چھانی ہزار ہر جا میں
ان دنوں دل نظر نہیں آتا — کوی اوس کی خبر نہیں لاتا
کیا کہوں آہ دل ہی جاتا رہا — اب کسو چیز کا نہیں ہے مزا
اوس تلک ہی توساری باتیں تھیں — سب اوسی سے ہماری باتیں تھیں
اب تو ہنسنا کدھر کہاں کیسا — نہیں آتا ہے رونا بہی ویسا
دل کسو بات کوہی ہوتا نہیں — ہنسنا یک طرف اب تورو تا نہیں
ایسے احوال آگے ہوتے تھے — دل لگا کر جو خوب روتے تھے
راست ہے یہ جو کہتے ہیں شاید — گریہ را ہم ولے خوشی باید
اب تو حیرت کا صرف عالم ہے — مثل آئینہ چشم بے نم ہے
اب ملاقات بہی جو ہووے گی — کب یہ حیرت کو دل سے کھووے گی
جوشش اختلاط اب وو کہاں — گرمیٔ ارتباط اب وو کہاں
وصل بہی اب تو جان کہاوے گا — سو بلا تازہ سر پہ لاوے گا

آہ رہتا ہوں سوچ میں حیراں خانۂ دل یہ ہوگیا ویراں
کس طرح تیرے پاس اب آؤوں تجکو احوال کیا میں دکہلاؤں

بیان صورت حال دیگر رجال بوقت وصال و دیگر حرت و قال و حیرانی عاشق دل از دست دادہ و بیحواسی آن بیخود حیرت افتادہ

اپنی حیرت میں ایک توھوں میں نس پہ حیران لوگ کرتےھیں
میری تیری طرف یہ تکتے ھیں کچہ کچہ آپس میں بیٹھے بکتے ھیں
کوئی ایدھر کو دھیان رکھتا ھے کوئی باتوں پہ کان رکھتا ھے
کوئی آپس میں آنکھہ مارے ھے کوئی چپ درپئے اشارے ھے
کوئی پکڑے ھے منہ کی بات کہی کوئی کہتا ھے دیکھہ رہ توسہی
کوئی پھینکے ھے بیٹھا آوازے کہ یہ کھینچیں گےاس کےخمیازے
کوئی حیران بن کے بیٹھے ھے کوئی انجان بن کے بیٹھے ھے
کوئی آنکھیں ادھر کو گاڑے ھے کوئی نظریں چراے تاڑے ھے
کوئی چتون کو اب پرکھتا ھے کوئی تیوری پہ دھیان رکھتا ھے
کوئی گھورے کوئی دھراوے ھے کوئی غصہ سے منہ پھراوے ھے
ھے ھر ایک کے بگاڑ کی نئی گوں آنکھہ تیڑھی کرے کوئی کوئی بھوں
ھر کوئی ھے اسی کے اب درپے کہ بھلا دیکھوں بات یہ کیا ھے
ھر طرف آن کے مچاویں دھوم جس طرح مکھیاں کریں ھیں ھجوم
چھوٹتا ھی نہیں یہ الجھیڑا شہد کا چھتا جیسے اب چھیڑا
یہاں کوئی کیا کرے خبرداری پیش جاتی نہیں ھے ھشیاری
اب کہاں تجکو دیکھہ سکتا ھوں بیٹھا اوروں کے منہ کو تکتا ھوں
تجکو دیکھوں کہ آہ اِنکی سنوں سبھی دشمن ھیں کسکو دوست کہوں
اِن سے اب کسطرح بچاؤ کروں کیونکہ ظاھرمیں دل کی چاؤ کروں
اور اب احتیاط کیا کیجے کسیء ارتباط کیا کیجے
گرچہ حسرت سے آہ مرتا ھوں پر شمردہ نگاہ کرتا ھوں
پہلے سو بار اِدھر اُدھر دیکھا تب تجھے ڈر کے یک نظر دیکھا

نہیں معلوم کیا کیا ان کا
هم غریبوں نیں کیا لیا ان کا

تحفگی یہ ھے کیجے اسکی سیر
نہیں اِن صاحبوں میں کوی غیر

تجھہ سے کچھہ نے خلاف ھے ان کو
مجھسے نے انحراف ھے ان کو

بلکہ هیں دوست خیرخواہ سبھی
بیگناهی پہ هیں گواہ سبھی

تیرے خاطر یہ چاهتے هیں مجھے
غائبانہ سراهتے هیں مجھے

دل سے ھر ایک یار ھے اپنا
واقعی دوستدار ھے اپنا

کوی انمیں رقیب هو، سو نہیں
یا کہ غماز عیب جو، سو نہیں

شکر حق کا یہ ھے هزار هزار
کوی اونتیں دیا نہیں اغیار

کوی دشمن نہیں سبھی هیں دوست
لیک بیمغز هیں سراسر پوست

هیں شناسا اگرچہ مدت کے
نہیں قابل ولے یہ صحبت کے

خوب دیکھا تو هیں سبھی حیواں
فی الحقیقت نہیں هیں یہ انساں

خوش جہاں وہ کسو کو پاتے هیں
اس کا چرچا یہ سب مچاتے هیں

اور ناحق اونہیں ستاتے هیں
بے سبب سو طرح دکھاتے هیں

نیش عقرب نہیں ھے کینے سے
یہی اُپجے ھے اوس کے سینہ سے

خیر انکی نہیں ھے کچھہ تقصیر
اب تو اپنی بدی یونہیں تقدیر

اپنی الفت نیں سب دکھائے عذاب
اس محبت کا هووے خانہ خراب

کب کسو کا کوی خیال کرے
گر نہ الفت کا احتمال کرے

اس خرابی کی یہ جو نوبت ھے
کچھہ نہیں سب یہ تیری دولت ھے

یہاں تلک تونیں احتراز کیا
سب پہ ظاهر نہفتہ راز کیا

دور باشی سے میں هلاک هوا
فایدہ اور اس میں خاک هوا

کس لئے اسقدر تو ڈرتا ھے
سب سے یوں سہم کر بگڑتا ھے

تک سمجھہ تو کسو کا چور نہیں
تیرے اوپر کسو کا زور نہیں

مجسے نظریں جو تو چراتا ھے
چور اپنے تئیں گناتا ھے

یا کہ دزدیدہ میں جو دیکھوں هوں
کبھو پوشیدہ میں جو دیکھوں هوں

چور هیں هم نہ چور کے ساتھی
بات اب کیا ھے پیشتر کیا تھی

اپنے اوپر کریں هیں سب کو قیاس
هم تو ان باتوں کے نہ آس نہ پاس

تو جو ملنے سے جی چھپاتا ھے
آنکھہ کُھل کر نہیں ملاتا ھے

خلق اس سے کچھہ اور سمجھے ھے
ھاں برائی کے طور سمجھے ھے

واہ یہ بات کا چھپانا ھے
یا کہ اور آپ خود جتانا ھے

اس پہ لوگوں نیں زور ٹھہرایا
ھمیں آپس میں چور ٹھہرایا

یہ بتکرار آزمایا ھے
بارھا دیکھنے میں آیا ھے

جس قدر بات کو چھپاتے ھیں
لوگ اتنا ھی صاف پاتے ھیں

خوب دل کھول کے ملاکر تو
نہ کتا * کر ھر ایک کے آگو

دیکھہ میری طرف تو اب ندھڑک
ساتھہ مل بیٹھہ اسقدر نہ بھڑک

پھر جو بولے کوی تو میں جانوں
بات کھولے کوی تو میں جانوں

پھر خدا دیوے اب مجھے بھی ضبط
نہ کروں بات کچھہ کہیں بے ربط

جیسے نو دولت آپ اپنے تئیں
وصل کے بیچ گم کروں نہ کہیں

ھورھا ھوں نپٹ ھی نا دیدہ
اپنے ھاتھوں ھوں آپ رنجیدہ

پھر خدا جانے کیا میں کرنے لگوں
کہیں ایسا نہ ھو کہ مرنے لگوں

بیحواسی میں کام کر جاووں
بس گلے سے چمٹ کے مرجاووں

خون تجھہ بے گنہ پہ ثابت ھو
بات کچھہ اور ھی انا چت † ھو

تجکو لینے کے اور دینے پڑیں
میں رھا درکنار تجسے لڑیں

جا پڑے تجھہ پہ میری حیرانی
ھووے دل کو تیرے پریشانی

تیری تشویش کب گوارا ھے
ھر طرح تونیں مجکو مارا ھے

جو کرے تو سو تجسے بن آوے
کچھہ کروں میں نہ مجسے بن آوے

مثل آئینہ غرق حیرت ھوں
اپنی حیرانی کیا میں تجسے کہوں

اسقدر اب تو غلبۂ حب ھے
کہ مجھے آپ بھی تعجب ھے

لوگ تیرے جو پاس آتے ھیں
سن کے میرے حواس جاتے ھیں

ھوش انکے ٹھکانے رھتے ھیں
تیری سنتے ھیں اپنی کہتے ھیں

میں جو تجسے دو چار ھوتا ھوں
پھر تو بے اختیار ھوتا ھوں

جس گھڑی تیرے پاس جاتا ھوں
بس نپٹ بیحواس جاتا ھوں

سارے منصوبے بھول جاتے ھیں
ھاتھہ پانو اپنے بھول جاتے ھیں

---

* (ن) گھٹنا   † بے خیالی میں

منہ کو حسرت سے دیکھہ رھتا ھوں
پھر نہ سنتا ھوں کچھہ نہ کہتا ھوں
بات کہنی تھی اور نکلی اور
بیٹھواسی تک ایک کرنا غور
جب بجاے خود اپنے آتا ھوں
دل کو ذرّا ٹھکانے لاتا ھوں
جی میں کہتا ھوں کہا کے پچھتاوے
اب کے یہ یہ کہوں جو مل جاوے
بارھا اس کو آزمایا ھے
یہی حال خراب پایا ھے
بسکہ عرصہ کھنچا جدائی کو
حد ھوئی تیری بے وفائی کو
کردیا اس نیں بے خبر بے ھوش
کہہ سکوں کچھہ نہ رہ سکوں خاموش
عقل و ھوش و حواس کچھہ نہ رھا
ان میں سے اپنے پاس کچھہ نہ رھا
وہ ز خود رفتہ ھوں کہ میرے تئیں
توبھی ھر چند ڈھونڈھے پاوے نہیں
یہاں تو آوے کہ میں ھی وھاں جاؤں
دید وا دید پر کہاں پاؤں
کسطرح اب ملاپ ھو ویگا
تو ھی بس اپنے آپ* ھو ویگا

ھجر میں جی ھے میرے پاس کہاں
وصل میں گر جیا حواس کہاں

غزل

آمدي و ز خویش ما رفتیم
رفتی و ما بر خدا رفتیم
عالم بیکسی و تنہائی است
دل جدا رفت ما جدا رفتیم
چوں غمت رو بایںطرف آورد
ما ادب پیشہ پیشوا رفتیم
گہ نشد اتفاق آمد نت
گر چہ از خویش بارھا رفتیم
خاکساري تمام پیش آمد
سایہ آسا بهر کجا رفتیم
شورش آورد آمد آمد تو
آنقدر ھا کہ ما ز جا رفتیم
کشتۂ آمد و شد عشقیم
آمدی تو ولیک تا رفتیم
بارھا بیقرار گشتہ ز شوق
پیش آں شوخ بیوفا رفتیم

لیک برگشتہ آمدہ گفتیم
اثر اے واے ما چرا رفتیم

---

* (ن) آپ ھی

غزل

داغ دل جو کبھو دکھاے تھے — لالہ ساں دل میں گل یہ کھاے تھے
ایک تیرا خیال بیٹھہ گیا — دل سے خطرے تو سب اُٹھاے تھے
اشک خونیں نیں منہ پہ کھول دئے — میں تو زخم جگر چھپاے تھے
آگلے رونے پہ اب میں روتا ھوں — کیا گہر خاک میں ملاے تھے
بہہ گیا سب میں آپ ھوکے گداز — شمع ساں اشک کیا بہاے تھے
یہاں کسو نیں نہ کی خریداری — ھم عبث جنس دل کو لاے تھے
گر نہ اٹکے یہ آکے لخت جگر — اشک نے نہ فلک ڈباے تھے
راہ پر تیری مثل نقش قدم — دیدۂ منتظر بٹھاے تھے

تھا جو منظور سو نہ دیکھا یہاں
ھم اثر کیا سمجھہ کے آے تھے

غزل

نہ کیا کچھہ علاج آگو سے — جا چکا دل ھی اب تو قابو سے
دل ھے یہ یا کوئی چھلاوا ھے — نکلے پڑتا ھے آہ پہلو سے
تیرے فریادیوں کی یہاں شب و روز — نہیں لگتی زبان تالو سے
حرف نکلا نہ اوس دھن سے کبھو — کام نکلے ھے چشم و ابرو سے

اثر اوس چشم شوخ رفتاں کے
نہ بچا کوئی سحر و جادو سے

بار بار شتافتن عاشق زار بسوے دلدار و تسکین و مراد نیافتن دل آں بیقرار با وجود دید وادید یار

تیرے در تک کبھو جو آتا ھوں — جان پر اپنے کھیل جاتا ھوں
باقی رھتی نہیں ھے جان کے بیچ — جاؤں ھوں اور ھی جہان کے بیچ
تو سنور کر جس آن بنتی ھے — جان پر میری آن بنتی ھے
بیطرح جی کا حال ھوتا ھے — بات کرنا محال ھوتا ھے
میری حیرت کا ھے کچھہ اور ھی رنگ — آئینہ بھی ھے میرے آگو دنگ

عکس بھی مجکو منھ دکھا نہ سکے — محویت میری کوی پا نہ سکے
میں کہاں اور اب حواس کہاں — عقل و تدبیر میرے پاس کہاں
ہوں زخود رفتہ مست و دیوانا — نہ بخود آشنا نہ بیگانا
بھاگتا ہوں میں اپنے سائے سے — جی ہی جاوے بخویش آئے سے
کبھو تیرے طرف جو آتا ہوں — نہیں معلوم کیونکے جاتا ہوں
تجھ تلک شوق کھینچ لاوے ہے — جسم بیجان کو اینچ لاوے ہے
باد جیسے اوڑا کے لاوے خس — مجھ میں باقی نہیں ہوا و ہوس
تیرے کوچہ میں آن کے ہر دم — گر رہوں خاک میں چونقش قدم
گفتگو کا دل و دماغ نہیں — اپنی حالت سے اب فراغ نہیں
گر کبھو ہوش میں جو رہتا تھا — کچھہ سخن حسب حال کہتا تھا

غزل

تیرے کوچہ میں آکے جو بیٹھے — جان سے اپنے ہاتھہ دھو بیٹھے
گو مٹے * ہم برنگ نقش قدم — پر تیرے در پہ آج تو بیٹھے
سب کاآوے نظر ثبات و قرار — گر ابھی تو دو چار ہو بیٹھے
روز اول ہی جا چکا تھا دل — آخر اب جان کو بھی رو بیٹھے
اپنی قسمت ہی اُٹھی ہے شاید — تیرے در پر اب آکے جو بیٹھے
اٹھہ گیا دل تو ساری باتوں سے — ناصحو چاہو سو بکو بیٹھے
حال اپنا کسو سے کیا کہئے — ایک دل تھا سو وہ بھی کھو بیٹھے
ہمنشیں اٹھو میرے پاس سے تم — بیٹھو تو اوس کی کچھہ کہو بیٹھے
اٹھے جاتے ہیں یہاں سے جوں شعلہ — شمع کی طرح ہم ہیں گو بیٹھے
اپنے آنکھوں کی طرح رو رو کے — ایک عالم کو ہم ڈبو بیٹھے
عہد وپیماں پہ انتظار میں یہاں — اے دل و دیدہ تم مرو بیٹھے
اٹھہ گیا سب جہاں سے قول وقرار — یاں وعدہ کیا کرو بیٹھے
قطع سر سے کرے وو راہ عشق — شمع ساں پانو گاڑ جو بیٹھے

* (ن) مٹیں

اب اثر میں بہت نہیں باقی
آن کے آن تک رہو بیٹھے

غزل

حیف میرے یہ آہ کرنے کو
اور ترے ہنس کے واہ کرنے کو
جی لئے پربھی رہے دشمن جان
آفریں اس فباہ کرنے کو
واہ وہ دل کی دیکھہ چاہ کا رنگ
پھر بھی موجودہ چاہ کرنے کو
بیٹھہ کر دل میں دل ہی لیجے چرا
واہ یوں گھر میں راہ کرنے کو
لیک دل کے سوا میں لاوں کسے
ایسے * شاهد گواہ کرنے کو
کس لئے وہاں چلے اثر مگر اور
حال اپنا تباہ کرنے کو

ایضاً

کام باقی ابھی تو قاتل ہے
زخمی تیرا یہ نیم بسمل ہے
نگہ گرم سے پگھلتا ہے
دیکھہ یہ آئینہ نہیں دل ہے
تجھہ تلک غیر کی پہنچ بھی کہاں
یہ بھی اپنا گمان باطل ہے
نہ ملو یا ملو غرض ہر طرح
تمکو آسان مجکو مشکل ہے
دل کا آئینہ نت ہے جلوہ فروز
کسو منہ کے تو یہ مقابل ہے
مفت بر ہیں اثر سبھی دل بر
دل کو ان سے تو کچھہ بھی حاصل ہے

غزل

احتضارم هنوز باقی ماند
باتو کارم هنوز باقی ماند
آمدی تو و من ز خود رفتم
انتظارم هنوز باقی ماند
گو که طالع شد آفتاب رخت
شب تارم هنوز باقی ماند
منقضی شد تمام عرصهٔ حشر
کار و بارم هنوز باقی ماند

---

* (ن) اس پہ

تتمه

نشیندی تو و نه گفتم من | گرچه کارم هنوز باقی ماند
رفت برباد ایک دردل تو | از غبارم هنوز باقی ماند

همه گیر ند عبرت از من اثر
اعتبارم هنوز باقی ماند

غزل

دل سے فرصت کبھو جو پائیے گا | حال اپنا تجھے سنائیے گا
دل چراتے هی تم چرائی آنکھ | ابھی آگے تو جی چرائیے گا
نظریں هر ایک سے لڑاتے هو | تک تو آنکھیں ادھر ملائیے گا
دل دیوانہ میں کچھہ آتا هے | آپ پرکچھہ نہ جی میں لائیے گا
کون هو، لے چلے هو کس لئے دل؟ | نام اپنا ذرا بتائیے گا
قصد اپنا جو تھا سو هو نہ سکا | کہ تجھے اپنے گوں بنائیے گا

قطعہ

تیرے وعدوں کو اعتبار کیا | جھوٹی ناحق قسم نہ کھائیے گا
صاف کہدیجے مختصر اتنا | آئیے گا کہ یا نہ آئیے گا
اٹھہ گیا هے سبھی طرف سے دل | اوس طرف آوے تو بیٹھائیے گا
اور تو سب خیال جی سے مٹے | یہ بھی خطرا ترا میٹھائیے گا

اس کی صحبت میں غیر آنے لگے
اب اثر آپ وهاں نہ جائیے گا

غزل

خامشی چوں قلم بیان منست | بےزبانی اثر زبان منست
درمن و او زبس جدائی نیست | چوں نگیں نام او نشان منست
ناز و جور و جفا ازآن تو | عاجزی و وفا ازآن منست
رشک صد دشمن است نیزهمان | آں کہ بسیار مهربان منست

---

* (ن) کا

دلربایم نسودہ دلداری — اے عجب دزد پاسبان منست
چہ غبار بلند پروازم — خاطر یار آشیان منست
پاس و دلجوئیم گہے نکند — بسکہ آن شوخ قدر دان منست
نشنیدی بخواب هم گاهی — بیوفا آنچہ داستان منست
اول دفعہ جان ربود هنوز — بد گمانم در امتحان منست
عیب پوش هزاردشمنی است — دوستئی کہ در زمان منست
هر کجا بگزری بزیر پا — مثل نقش قدم مکان منست

رمقی ماندہ‌است‌چندان نیست
جان من‌باش تاکہ جان منست

آہ پیارے میری یہ حالت ھے — اور تیری وھی جہالت ھے
پر تیرے درپہ میں تو آن پڑا — کوئی جاتاھوں یہاں‌سے اب‌تو اڑا
تیرے ٹالے نہیں میں ٹلتا ھوں — آگراھوں سو کوئی چلتا ھوں
منہ کدھر مجسے اب چھپائیگا — کیا بھلا گھر کو چھوڑ جائیگا
ابھی تجسے تو کام باقی ھے — دل کی حسرت تمام باقی ھے
تک ذرا مجکو مر تو لینے دے — آرزو دل کی کر تو لینے دے
تیرے در پر بھلا نبڑ تو چکوں — کسو گوشے‌میں یہاں‌کے گڑتو‌چکوں
کوئی دم کو تو آپ ھی جاؤگے — کاھیکو پھر ادھر کو آؤگے
منہ جواس‌وقت مجسے موڑوگے — کیامیرے ھاتھوں‌گھر کو چھوڑوگے
نہ لگے دل تو خیر زور نہیں — گھر تمہارا ھے میری گور نہیں
ایسی‌حالت‌میں‌چاھو چھوڑ چلو — دل شکستہ ھے اور توڑ چلو
میں تو بیٹھا بقول حضرت کے — دیکھتا ھوں تماشے قدرت کے

غزل لہ مدظلہ

مرگ با زیست کارها دارد — زندگی انتظارها دارد
هر زمان از شکستہ رنگیها — چمن ما بهارها دارد
آستان بوسیش محال و دلم — ذوق بوس و کنارها دارد
نکشم باز بادہ اے ساقی — نشہ رنج خمارها دارد

بیقرارم نموده است چنیں | آنکه بامن قرارها دارد
دل من ساده است و هر ساعت | خاطر او غبارها دارد
پا بدامان گوشه گیری کش | دامن دشت خارها دارد
نزنم دم ز بیم همسایه | آه ازبس شرارها دارد
بنده در شهر عشق مفلس نیست | نقد داغش هزارها دارد
بر نشانه خدا کند که خورد | تیر آهم گذارها دارد

میرود باز درد در کویش
چه کند اضطرارها دارد

دل میرا اب نہیں ہے کہنے میں | مرنے لگتا ہے گھرکے رہنے میں
نکلے جاتا ہے اختیار سے اب | نہیں تھمتا ہے اضطرار سے اب
لیک تو آپ دوڑے جاتا ہے | دوسرے مجکو کھینچ لاتا ہے
جب ادھر قصد راہ کرتا ہے | ہر قدم دھرتے آہ کرتا ہے
اب جو آیا تو یہاں سے پھر نہ تلے | گڑ کے بیٹھے کہیں ہلے نہ چلے

غزل

دل بریں آستانہ افتاد است | چه قدر بیکسانہ افتاد است
واقعی گریہ ام بحال خود است | درد هجراں بہانہ افتاد است
مرغ دل نیست واقف از پرواز | در قفس ز آشیانہ افتاد است
چکنی ناصحا تو معذوری | کار باکس ترا نہ افتاد است
کارم از دست رفت چونکه ترا | زلف در دست شانہ افتاد است

رحم مي آیدم بحال اثر
که دلش عاشقانہ افتاد است

اور تجھه میں پڑی ہے معشوقي | دل میں آکر اڑی ہے معشوقي
حسن کا اب ہوا زیادہ غرور | عاشقوں پر پڑی نگاہ قصور
حال عاشق په رحم کھاتا نہیں | گاہ بیگاہ منہہ دکھاتا نہیں
جب سے ہر دل تو ہوگیا ہے عزیز | ہوس و عشق کی رہی نہ تمیز
اس سے آگے یہه کاروبار نہ تھا | روز دل کا نیا شکار نہ تھا

دل ربائی علی العموم نہ تھی — خود نمائی علی العموم نہ تھی
یوں دلوں پرنہ کی تھی جلوہ گری — بند تھی ایک شیشہ میں یہ پری
شہرۂ حسن کی نہ تھی یہ دھوم — اور تو کیا تجھے نہ تھا معلوم
میں ھی تھا تیری گرم بازاری — کوئی کرتا نہ تھا خریداری
میری دولت تو خود شناس ھوا — تب تجھے اپنا اتنا پاس ھوا
کھل گئی تجھہ پہ اپنی سب خوبی — آ گئے سارے ناز محبوبی
دلبری کی طرح جو آئی ھاتھہ — خرچ کرنے لگا ھر ایک کے ساتھہ
اب جو دیکھا تو شور و غوغا ھے — جس طرف دیکھو حشر برپا ھے

غزل

بردرت شور داد بیداد است — ھر طرف صد ھزار فریاد است
عاشقاں را براے درد و اثر — نالۂ عندلیب ارشاد است
بستۂ بادل شکستہ جناح — شد فرامش ترا مرا یاد است
جور از وے زمانہ آموزد — آں ستمگار سخت استاد است

قطعہ

ھمہ مردند لیلی و شیریں — نام مجنوں نہ نام فرھاد است
عشق در گور حسن درتہ خاک — دوستیہا تمام برباد است
زندہ باشی غنیمت است اکنوں — کہ جہاں از من و تو آباد است

نیست پابند عقل و ھوش اثر
مرد دیوانہ است و آزاد است

اپنے کوچہ میں پھر پھر آنے کو — منع مت کر تو اس دوانے کو
بلکہ قابل ملاپ کے اب ھے — کہ اسے کچھہ غرض نہ مطلب ھے
بے سبب لت ھےیہاں کے آنے کی — دور سے تجھہ کو دیکھہ جانے کی
صرف حیرت سے دید کرتا ھے — کچھہ نہ گفت و شنید کرتا ھے
اب خوشی کو نہیں یہ آتا ھے — بلکہ کچھہ اور دکھہ ھی پاتا ھے
آنے دے کیا تیرا یہ لیتا ھے — الٹے اپنی ھی جان دیتا ھی
کیا ھوا بار بار آتا ھے — کچھہ تجھے تو نہیں ستا تا ھے

جب کہ تیرے حضور آوے ہے
آپ اپنی سزا یہ پاوے ہے

غزل

جبکہ ایدھر تری نگاہ پڑی | میرے ہی دل پہ میری آہ پڑی
بیطرح کچھہ مرے ہی جاتا ہے | دل پہ حالت عجب تباہ پڑی
تو کرے اب نباہ یا نہ کرے | اپنے ذمہ تو یہاں نباہ پڑی
دمبدم یوں جو بد گمانی ہے | کچھہ تو عاشق کی تجکو چاہ پڑی

تیرے کوچہ میں آ بن نہ رہے
اب تو یہاں کی اثر کو راہ پڑی

نہیں اوس کو نگاہ میری طرف | کھینچ لاوے ہے مجکو تیری طرف
پر مجھے آے گا نہ کچھہ حاصل | چین پاتا نہیں ہے اب یہ دل
گرچہ آگے بھی کچھہ نہ کرتا تھا | اپنی حسرت میں آپ ہی مرتا تھا
شوخیت گرچہ بر درید نقاب | حیرت از چشم بر نداشت حجاب
بے حجابی ترا حجاب بس است | پردہ برداشتن نقاب بس است

غزل

اے پریرو برخ نقاب مبند | حسرت اینجا ہزار پردہ فگند
عاشقاں را دریں ہمہ گلزار | نالۂ عندلیب گشت پسند
چشم بد دور خال می سوزد | ز آتش حسن بر رخ تو سپند
بچہ می بست اینقدر دلہا | گر نبودے چنیں ز زلف کمند
از خدا ترس اے بت بیدرد | برمن زار شاد شاد مخند

دشمناں ہم بدشمناں نکنند
دوستاں آنچہ با اثر کردند

سب یہ تیری ہی دوستی نیں کیا | ورنہ میں نیں تو کیا کسو کا لیا
صرف تیری ہی دوستی کے سبب | ہوئی ہے خلق سارے مجھ پہ غضب
پر مجھے اس کا کچھہ نہیں ہے خیال | نہ کسو سے جواب ہے نہ سوال

دل پہ غالب ہوئی ہے بیہوشی — ہے سبھی بات کی فراموشی
اب تو حیرت مجھے رہے ہے بڑی — اور کی بھولی اپنی ایسی پڑی
تھا یہی حال گرچہ مدت سے — دل پہ حیرت رہے ہے شدت سے
سیر ہرچند کر نہ سکتا تھا — منہ کو حیرت سے یوں ہی تکتا تھا
پر بھلا کچھہ تو دید ہوتی تھی — تیرے دیکھے کی عید ہوتی تھی
آہ وہ بھی کوئی زمانا تھا — دل میں حیرت کا جو ٹھکانا تھا
اب جو بالفعل دل کی حالت ہے — ویسی حیرت بھی ہو غنیمت ہے
کون ہے یہاں کہ ہووے اب حیران — خانۂ دل ہی ہوگیا ویران
دل کبھی آپ میں جو آتا تھا — تجھہ تلک مجھکو بھی یہ لاتا تھا
اب کسو پاس میں نہ جانے کا — لطف ہے نے کسو کے آنے کا
دل کو حاضر کبھو جو پاتا تھا — حال اپنا تجھے سناتا تھا
اب اکیلے خفا جو رہتا ہوں — کبھو کچھہ کوی شعر کہتا ہوں

غزل

ہم ہیں بے دل دل اپنے پاس نہیں — آہ اس کا بھی تجھہ کو پاس نہیں
تو بھی بہتر ہے آئینہ ہم سے — ہم تو اتنے بھی روشناس نہیں
پوچھو مت حال دل مرا مجھسے — مضطرب ہوں مجھے حواس نہیں
بیوفا کچھہ تری نہیں تقصیر — مجھکو میری وفاہی راس نہیں
قتل میرا ہے تیری بدنامی — جان کا ورنہ کچھہ ہراس نہیں
ہیگی وحشت یہ اپنے ہی دلمیں — روز وشب ورنہ کچھہ اُداس نہیں

یوں خدا کی خدائی برحق ہے
پر اثر کی ہمیں تو آس نہیں

نوبت بآں درجہ رسیدن حالت عاشق ناشاد و نا مراد
کہ بالفرض اگر یار بسلوک و مدارات گراید و
بخوبی صحت و ملاقات هم نماید آں بخود
از خویش رفتہ باز بخود نیاید

دل مرا بیحواس رہتا ہے — رات دن اور اداس رہتا ہے

گو کہ آوے تو مہربانی سے — حال پوچھے بھی قدر دانی سے
لطف سے آن کے تو بیٹھے پاس — پر مجھے اب کہاں ہیں ہوش وحواس
اس جہاں سے ھی جاچکا اب میں — تو تو آوے پہ آچکا اب میں
تو سلامت رھے پہ میں نرھا — دیکھہ لیذا غلط نہیں میں کہا
میں نین مانا کہ تو ادھر آوے — آپ میں مجکو پر کہاں پاوے

غزل

جب تلک تو ادھر کو آوے گا — تب تلک یہاں توجی ھی جاوے گا
قہر طوفان ھے مرا گریہ — ایک عالم کو یہ ڈبا وے گا
کون ھے وہ کہ خیر خواھی سے — حال میرا تجھے سناوے گا
دیکھہ لیجیو یہ انتظار مرا — ایک دن تجکو کھینچ لاوے گا

قطعہ

تو نین بندہ سے جو سلوک کیا — بت کافر خدا سے پاوے گا
یاد رکھنا بھلا نہ مل بہتر — پر کبھو تو خدا ملاوے گا
جسقدر ھوسکے ستا لے تو — جب یہ بندا بھی کچھہ ستاوے گا
اثر اب تو ملے ھے تو اس سے
پر یہ ملنا مزا دکھا وے گا

زیست ھونی تعجبات ھے اب — مرھی جانا بس ایک بات ھے اب
دور میں تیرے ھے وو کچھہ اندھیر — نہیں معلوم دن ھے رات ھے اب
دل ھے زندہ نہ جی ھی جیتا ھے — زندگی بدتر از ممات ھے اب
اتنے بے دید بے شنید ھوے — نہ توجہ نہ التفات ھے اب
ھجر کیسا وصال ھو بالفرض — کچھہ ھی صورت ھو مشکلات ھے اب
جي ھی لینا بلطف ھے منظور — اسقدر جو تفضلات ھے اب
جیتے جی تو رھا وصال محال — مرچکے پر توقعات ھے اب
کچھہ نہ پوچھو اثر کی بے چینی
نہ سکونت* ھے نے ثبات ھے اب

---

* سکون کے معنوں میں ھے

هو چکا خیر جو کہ ہونا تھا | جس کا مجھہ کو ہمیشہ رونا تھا
اب ملاقات بھی ہوئی تو کیا | سب مکافات بھی ہوئی تو کیا
عشق نہن تیری اور حالت کی | نہ سمجھہ اس کو جون اناالیلیٰ
کس کی لیلیٰ کہاں کا مجنوں ہے | یہ تو کچھہ اور تازہ مضمون ہے
دل کو اب مہں نین یہاں تلک مارا | راکھہ جل کر ہوا یہ انگارا
تو سہی خاک بھی کروں برباد | تو بھی اس بات کو بھلا رکھہ یاد
اب تو بالفرض تو گر آن ملے | ہوویں شکوے نہ میری جان گلے
بیخبر دم بخود رھوں تو رھوں | یا مگر اس قدر کہوں تو کہوں

لہ مد ظلہ

پیارے اس وقت تم تو آہ ملے | نہ رہا دل ہی جب کہ میرے کنے
مرگیا پر بتوں سے کچھہ نہ بنی | اب اثر ہی خدا سے خوب بنے

غزل

لے گئے اپنے ساتھہ زیر زمیں | خواھشیں سب یہ دلکی دل ہیں رہیں
اب ملاقات میری تیری کہاں | تو تو آوے بھی یہاں پہ میں تو نہیں
بیوفائی کا کچھہ گمان نہ تھا | ایک تھا تجھسے جور کا تو یقین
مارتی ہے یہ جی کی بے چینی | یارب آرام دل کو ہووے کہیں
ایک تیرے لئے مہں ساری عمر | سب کی باتیں ہزارھا تو سہیں
نہ رہی دل میں بس کوئی خواھش | آرزو اس سوا کچھہ اور نہیں
ہجر کی رات مثل شبنم وشمع | روتے روتے ہی گذری صبح تئیں

عاشقی اور عشق کی باتیں
سب جہاں سے اثر کے ساتھہ گئیں

غزل

چوں شرر تا بخود نظر کردم | چشم وا کردم و سفر کردم
بیخبر گشتہ ام خبر کردم | الغرض قصہ مختصر کردم
آہ از من مپرس اے ظالم | کہ چساں زندگی بسر کردم
نالہ و آہ و گریہ و زاری | روبروئے تو ہر قدر کردم

این همه هیچ اثر نکرد مگر　　بیدماغت زیادہ تر کردم
سینہ و داغ زندگانی و غم　　یکدگر صرف یکدگر کردم

ضبط تا چند هرچہ بادا باد
اثر اکنون من آہ سر کردم

غزل

دعوی ء عاشقی هر آنکه کند　　سود بیند بهر زیاں که کند
دل نماند است سخت حیرانم　　قاصد اشک را رواں که کند
آہ هرجا دل است مائل اوست　　پاس بیچارہ عاشقاں که کند
مردم دیدہ خود در افشانید　　راز دل را دگر نہاں که کند
باغباں چوں همیشه نیست بہار　　اندریں باغ آشیاں که کند
سخت نازک مزاج گشت دلم　　ناز برداری ء بتاں که کند

هم نشیناں همه رقیبانند
با تو حال اثر بیاں که کند

غزل

نفع یہاں تو گمان اپنا هے　　سود بیشک زیان اپنا هے
شورش اشک و آہ کی دولت　　سب زمین آسمان اپنا هے
تیرے کوچه میں مثل نقش پا　　هر قدم پر مکان اپنا هے
ایک دم سے لگی هے کیا کیا کچهه　　جان هے تو جهان اپنا هے
خوب اپنے تئیں سمجهتا هے　　هر کوئی قدر دان اپنا هے
مدد اشک سے بسان حباب　　جسم تخت روان اپنا هے
جسطرح هووے تجهه تلک پہنچیں　　بس یہی آرمان اپنا هے
هاتهه میں رکهه میاں نگین دل　　اس میں نام و نشان اپنا هے
غیر کا تو کہاں سے دوست هوا　　دشمن اپنا گمان اپنا هے

دل نیں مجهه سے اثر کیا سو کیا
کیا کہوں مہربان اپنا هے

بیان محویت عاشق بے خبر و فنائے نام و زوال عین و اثر

غم نیں تیرے مجھے ھلاک کیا
دل کو سارا جلاکے خاک کیا
اب نہ میں ھی رھا نہ دل ھی رھا
یاد رکھنا بھلا یہ میرا کہا
جھوٹ ھوگا تو آزما لینا
کھونت ھوگا تو خوب دا لینا
اب نہ اپنی خبر نہ دل کی خبر
ھوگیا ھے زوال عین و اثر
میں رھا ھوں تو کچھہ خبر ھووے
دل رھا ھو تو اب اثر ھووے
اب مرا نام ھی رھا نہ نشاں
کوئی مجکو جو ڈھونڈے پاوے کہاں
دل نیں پائی ھے میری خوب فنا
وہ جو میں نیں کہا تھا اب وو ھوا
اثر اتنا تو کام کیجئے گا
کام اپنا تمام کیجئے گا
شکر للہ کہ آپ ھی کام ھوا
خود بخود کام یہاں تمام ھوا
قصد اپنا یونہیں تھا بیہودہ
سچ ھے حضرت کا میرے فرمودہ

لہ مد ظلہ

کام یہاں جس نیں جوکہ ٹھہرایا
جب تلک ھووے آپ ھی کام آیا
بیطرح کچھہ اُلجھہ گیا تھا دل
بیوفائی نیں تیری سلجھایا
آنسو کب تک کوئی پئے جاوے
اس محبت نیں بہت جی کھایا
دشمنی میں سنا نہووے گا
جو ھمیں دوستی نیں دکھلایا

هم نہ کہتے تھے منھہ نہ چڑہ اس کے
درد کچھہ عشق کا مزا پایا

حال یہ کچھہ تباہ رھتا ھے
تس پہ قصد نباہ رھتا ھے
جان سے بھی گذرگئی نوبت
نہ گئی تس پہ بھی تری الفت
ایک مدت سے آہ مرتا ھوں
آج تک پر نباہ کرتا ھوں
دل بیتاب کو قرار نہیں
کچھہ مرا اس میں اختیار نہیں
نہیں کچھہ اس میں واسطہ تیرا
نہ تکلف نہ قصد ھے میرا
دل کے اوپر کسو کا زور نہیں
ورنہ سوجھی ھے کوئی کور نہیں

گرے اندھوں کی طرح چاہ کے بیچ   کیا کرے بس نہیں ہے چاہ کے بیچ
آ پھنسا جو کہ دام الفت میں   جا پڑا پھر تو وہ مصیبت میں
مرتے مرجائیے پر نہ چھوٹ سکے   رشتۂ دوستی نہ ٹوٹ سکے
مار ڈالا ہے اس محبت نیں   جان کھایا ہے تیری الفت نے
اپنے حضرت کا سب یہ فرمانا   بعد مدت کے میں نیں اب جانا

لہ مد ظلہ

مجکو تجسے جو کچھہ محبت ہے   یہ محبت نہیں ہے آفت ہے
لوگ کہتے ہیں عاشقی جس کو   ہم جو دیکھا بڑی مصیبت ہے
آپھنسوں میں بتوں کے دام میں یوں
درد یہ بھی خدا کی قدرت ہے
حال جو کچھہ ہے مجہ دوانے کا   نہیں قابل ترے سنانے کا
اتنی کردی ہے اب خبر تجکو   نہ کرے یا کرے اثر تجکو
اب اثر کو کہاں سے میں لاؤں   ڈھونڈھوں کیدھر کہاں اوسے پاؤں
اس جگہہ تو نہ میں نہ تو ہے اب   بس کہیں اور گفتگو ہے اب
کام جس سے ہے اول و آخر   ہے مددگار باطن و ظاہر
تھام لیوے وہی اثر کے تئین   کرے آگاہ بے خبر کے تئیں
اے میرے پیر میں نیں کی ہے خبر   ہے یہ وقت مدد کہ آہ اثر

اہ مد ظلہ

درد از خویش میرود اکنون   مگر آیء و رفتنش ندہی

نمودن خبر بدل غم پر و رد از بودن اثر در ذیل و طفیل
درد و فرمودن قطعہ نظر از بیدرداں دل سرد
و بیان تاثیرات و اثر جناب حضرت
درد مد ظلہ العالی

بس کر اے دل زیادہ چھیڑ نہیں   گو تری بات کو نبیڑ نہیں

ساتھہ اپنے مجھے بکاوے ہے
یونہیں بیہودہ سر پھراوے ہے
کہیں خاموش ہو خدا کو مان
اسقدر بھی تو وہ نہیں انجان
بس زبان بند کر خدا سے تو ڈر
کوی ہوگا کہے سنے سے اثر
یہ کہاں کی ہے بات فکر نہ کر
درد ہوگا جہاں نہ ہوگا اثر؟
درد ہے باعث وجود اثر
درد ہے موجب نمود اثر
درد ہے ھادی و دلیل اثر
درد ہے حامی و وکیل اثر
درد دل میں جہاں کہیں ہوگا
اثر البتہ یہ وہیں ہوگا
درد ہوگا جنہوں کے دل کے بیچ
ہے اثر بھی انہوں کے دل کے بیچ

غزل

عاشقم کارو بار من درد است
حاصل روز گار من درد است
پیش عشاق چوں دل عاشق
موجب اعتبار من درد است
چہ غم از بیکسی و تنہائی
مونس و غمگسار من درداست
گو دماغی مرا بسیر چمن
همه باغ و بہار من درد است
نیست پہلو نشیں من دل من
همگی در کنار من درد است
نقش بند محبت یارم
همه نقش و نگار من درد است
عہد و پیماں دگر نمی دانم
همه قول و قرار من درد است
میکشاں در بلا کشی آیند
نشۂ بے خمار من درد است
نفریبد مرا دو روزہ نشاط
خوشیء پایدار من درد است
نکنم صید هیچ زاغ و زغن
باز عنقا شکار من درد است
نیست میلم بلذت دنیا
درد دل داغدار من درد است
نخورم من فریب عیش و نشاط
راحت بیشمار من درد است
نیست درغم کسے مصاحب من
صاحب نامدار من درد است
میگریزم ز راحت و آرام
درد دل بیقرار من درد است
نے اکسے یار و نے کسے اغیار
شکر للہ کہ یار من درداست
نیست پروائی دوستداری کس
درجہاں دوستدارمن درداست

بس وسیلہ اثر برائی نجات
در بساط و شمار من درد است

ہے یہی شوق دمبدم میرا ‏ کہ سنے آن کے الم میرا
درد عاشق دلوں کا صاحب ہے ‏ الم اوس کے سبب مصاحب ہے
ایک جا بیٹھیں دردمند بہم ‏ دیکھیں آکر اثر کا درد و الم
گرم صحبت یہ دردمند کریں ‏ بات آپس کی سن پسند کریں
درد بیدرد سے نہ مجکو کام ‏ ایسے دل سرد سے نہ تجکو کام
باد جانم فدائے نام درد ‏ یاد دارم من ایں کلام درد

لہ مد ظلہ

ورد یومی بزاھد ارزانی
ذکر لیلیٰ بس است مجنوں را

گرمی دل تو آہ و نالہ ہے ‏ درد بن دل خنک ھی پالا ہے
درد بن دل ھیں ان کے جوں مردہ ‏ درد بن خاطریں ھیں افسردہ
دردمندوں کی بات جانتی نہیں ‏ عشق کی حالتوں کو مانتے نہیں
کب یہ سمجھیں ھیں حرف زندہ دلاں ‏ ان کو فہمیدہ بات کی ہے کہاں
درد کی قدر مرد جانتے ھیں ‏ درد کو اھل درد مانتے ھیں
درد سے ھیگی زندگانیٔ دل ‏ درد سے ہے سدا جوانیٔ دل
درد ھی شمع خانہ دل ہے ‏ درد گرمیٔ بزم و محفل ہے
درد سرمایۂ محبان ہے ‏ درد پیرایۂ محبان ہے
درد ہے عاشقوں کے دل کی بساط ‏ درد ہے عاشقوں کا عیش و نشاط
درد سے دل کی زندگانی ہے ‏ درد سے عمر جاودانی ہے
درد سے ھی تو جاگتا جی ہے ‏ درد سے خوبی زندگی کی ہے
درد دل کو کرے ہے آئینہ ‏ درد دل کو کرے ہے بے کینہ
درد دل کو گداز کرتا ہے ‏ جاں سراپا نیاز کرتا ہے
درد دل کو جلا کے پاک کرے ‏ درد حرص و ھوا کو خاک کرے
درد دنیا سے دل کو چھڑاوے ‏ درد اللہ کی طرف لاوے

درد الله کا خیال لگائے خواب غفلت سے غافلوں کو جگائے
درد سے معتبر عبادت ہے درد سے ہی قبول طاعت ہے
اے میرے پیر میں تیرے قربان صدقے ہر بات پر تیرے دل وجان

لا مد ظلہ

گر نہ عفو تو عذر خواہ بود طاعت ما ہمہ گناہ بود
ننویسند نامۂ عملم عضو عضوم ز بس گواہ بود
عزت صاحب زبان سخن است شمع خاموش روسیاہ بود
ہیچ جا سر فرو نمی آرم تاج باشد وگر کلاہ بود
جمع اسباب ہیچ لازم نیست
ہر گدا نیز درد شاہ بود

درد ہے موجب نجات و قبول درد ہے واسطہ برائے حصول *
درد کا دل میں ہی ٹھکانا ہے درد بخشانے کا بہانا ہے
درد سینہ تمام صاف کرے درد تقصیر کو معاف کرے
درد الله کا ہی نام لوائے درد حق کے طرف دلوں کو لگائے
درد حق سے لگائے دل کی لو درد کھولے اسی طرف کی رو
تیرے بندہ وو کچھ ہیں والا جاہ ہر گدا تیرے در کا شاہنشاہ
جس کو تم چاہو سلطنت بخشو دونوں عالم کی مملکت بخشو
تاج بخشي ہے بخشش ادنی دیتے ہو تم تو دیں اور دینا
یہ بھی اپنے دنی غلاموں کو ورنہ آئے ہو اور کاموں کو
جو تمارے ہیں بندۂ درگاہ دونوں عالم پہ کب ہے ان کی نگاہ
یہی شعر غزل سند لاؤں پھر اسے اور طرح دھراؤں
آنچنان ہمتے اثر دارم ہیچ جا سر فرو نمی آرم
نکنم قصد حق گواہ بود تاج باشد و گر کلاہ بود
وہ جو مخصوص ہیں تماری غلام ان کو بس ہے تماری ذات سے کام

---

* (ن) وصول

جیسے تم کو خدا رسول سے راہ — خاص محض اجتبا قبول سے راہ
نسبت اہل بیت خاص یہ ہے — تمکو وہاں قرب و اختصاص یہ ہے
بس ہمیں تم تلک رسائی ہے — یہ بڑی بے سعی اپنے پائی ہے
کہ تمہارا ہمیں بتایا ہے — کیسا درجہ یہ ہم نیں پایا ہے
کچھہ نہ مطلب کے ہیں نہ کام کے ہیں — ہم نکمے تمہارے کام کے ہیں
نہیں رکھتے ہیں کچھہ ہی کاروبار — ایک تمہارا قبول ہے درکار
یہ تمہارا اثر ہے حضرت درد — ہے تمہاری ہی جوتیوں کی گرد
تم سے بس تم کو چاہتا ہوں میں — ہمت اپنی سراہتا ہوں میں
کفر و دین کافر و مسلمان کو — ذرۂ درد اپنے حیران کو
درد پر جان و دل نثار کروں — درد کے آگے صدقے ہو کے مروں

درد کی ذات پاک کے قربان
درد کے در کی خاک کے قربان

دل و جانم فدائے درد بود — هستیم از برائے درد بود
هر زماں لذت دگر بخشد — بر زبانم ثنائے درد بود
پایۂ سرفرازیم دانی — سر من خاک پائے درد بود
سخت بیگانہ ام ز را حہتا — دل من آشنائے درد بود

ظرف و مظروف اثر یکے شدہ است
خود دل من بجائے درد بود

ترجیع بند

بسکہ بنو اخت آنجناب مرا — بندۂ درد شد خطاب مرا
دل صد پارہ در بغل دارم — باشد ازبر همین کتاب مرا
نالۂ عندلیب و نالۂ درد — می نمایند فتح باب مرا
درد مندم غلام حضرت درد — نبود میل خورد و خواب مرا
گریۂ جاں گداز من چوں شمع — همگی دادہ آب و تاب مرا
زیں گنا هاں بے حساب و شمار — نفتد کار با حساب مرا
بہتر از جام جم ز دولت درد — باشد ایں دیدۂ پر آب مرا

مست سرشار از مے دردم ‏ هست خون جگر شراب مرا
چوں نمک خوار حضرت دردم ‏ دل بریان بود کباب مرا
تحت اقدام ملجا و ماواے
تا درش مرجع و مآب مرا
منکه قربان نام پیر خودم ‏ خاک اقدم خواجه میر خودم
هستم از جان و دل غلام او ‏ وز ته دل فداے نام او
هر صباح و مسا کنند ادا ‏ جن و انس و ملک سلام او
نتوان کرد شرح مرتبه اش ‏ برتر از فهم ما مقام او
حضرت جامع جمیع کمال ‏ قرعهٔ فال زد بنام او
ساقی کوثر از شراب طهور ‏ همه لبریز کرده جام او
کنه هر امر روشن از سخنش ‏ مرشد مرشداں کلام او
دین و ایمان و آسمان و زمین ‏ همه قایم شد از قیام او
هست آزاد واقعی بجهاں ‏ هر که گر دید اسیر دام او
ناصر ما امام ما همه اوست ‏ حضرت ناصر است امام او
درد جانست و حرز ایمان است
نام با عز و احترام او
پیر من خواجه میر درد بود ‏ پیر و اوست هر که مرد بود
بسکه جانم بود فداے درد ‏ گرد آید همه بجاے درد
هر که بیند مرا بدرد آید ‏ هستیم هست رونمائی درد
قلب و قالب تصدق نامش ‏ جان و تن گشته آشناے درد
بندهٔ دردم و غلام درش ‏ گرد نعلین و خاک پاے درد
نسبت قرب خاص کرده عطا ‏ نتواں کرد او اثناے درد
بسکه نور مجرد است و لطیف ‏ قوت روحی بود غذاے درد
دو جهاں در نظر نمی آرد ‏ فخر شاهاں بود گداے درد
دل و جانم بدر آمده است ‏ گشته ام خلق از براے درد
مشتے از خشک استخوان دارم ‏ گر قبولم کند هماے درد
بسکه روپافتم فناے قلب ‏ خود دل من بود بجاے درد

دل من درد و جان من درد است
من ز درد و ازآن من درد است

هم دوا هم شفاے من درد است — هرچه هست از براے من درد است
کرد رفع حجب ز پیش نظر — مرشد رهنماے من درد است
غم دنیا میان دل نگذاشت — مونس غم زداے من درد است
نفتد عقدهٔ بکار دلم — همه مشکل کشاے من درد است
سر نیارم بزیر افسر و تاج — ظل بال هماے من درد است
در هوایش پرم بجان و دل — کاهم و کهرباے من درد است
نالهٔ درد و آه سرد کشم — هادی و پیشواے من درد است
می سپارم باو سفینهٔ دل — بخدا نا خداے من درد است
دلده و دلنواز و مونس دل — دلبر و دلرباے من درد است
دردمندم سخن ز درد کنم — حاصل مدعاے من درد است

در دلم درد بر زبانم درد
دین و ایمان و جسم و جانم درد

سخن درد بر زباں دارم — شمع ساں گرمیء بیاں دارم
سر بسر در گرفت آتش عشق — دل بیتاب شعله ساں دارم
نالهاے رسا بدولت درد — آں سوے هشت آسماں دارم
بسکه خوگر شده بلذت درد — دل سزاوار امتحاں دارم
هست رشک هزار فصل بهار — نو بهارے که در خزاں دارم
بیقرارم نموده سوزش عشق — برق آسا دل طپاں دارم
با رفیقاں کنم زیارت درد — ناله و آه همرهاں دارم
مرغ روحم بلند پرواز است — بر در درد آشیاں دارم
پاے برتر نهم ز اوج فلک — سر بریں خاک آستاں دارم
اثر درد عندلیب خودم — من گمنام ایں نشاں دارم

میر من درد پیر من درد است
حضرت خواجه میر من درد است

مالک جسم و جان من درد است — همه روح و روان من درد است

باطن و ظاهر است جلوه گهش　　در دل و بر زبان من درد است
بیدلاں را جز او که می پرسد　　بس فقط قدردان من درد است
با دلم کرد گرم جوشی ها　　صاحب مهربان من درد است
درد مندم ز درد خورسندم　　این پسندم از آن من درد است
باشد از درد قدر و منزلتم　　محک امتحان من درد است
بیدلم هستیم ز درد بود　　همه نام و نشان من درد است
طپش دل ز دردمندیهاست　　جمله تاب و توان من درد است
هست مقبول صاحبان قبول　　دلبر دلبران من درد است
ناله و آه اوست هادی راه　　جرس کاروان من درد است

بندهٔ خواجه میر درد خودم
پیرو آن وحید فرد خودم

ذات او اول محمدیاں　　هادی و رهنمای انس و جاں
آیة الله عارف بالله　　کاشف کل حقایق و اعیاں
صادق الوعد صادق الاقوال　　واثق العهد مستقل پیماں
عالم با عمل ولیء خدا　　مطمئن با یقین و با ایماں
ذوالکرامة محقق بے مثل　　صاحب کشف و صاحب عرفاں
راحت وانس وجان و مونس دل　　صاحب درد جمله را درماں
در طریق خلوص و عین خصوص　　اهل حق راست حجة و برهاں
هادی خلق و رهنمای همه　　هست ذات مبارک ایشاں
خالق انس و جان با و بخشید　　چه بلاغ مبین و حسن بیاں
تا کجا گویم از* نعوت و صفات　　با خبر سازمت ز نام و نشاں

خواجه میر محمدي درد است
دستگیر محمدی درد است

اکنون آں به که در حضور آیم　　زین شرف سر بآسماں سایم
ایجناب مقدس پیرم　　دستگیر و امام و مولایم

---

* (ن) گویمت

بر درت بوده در حیات و ممات ۔۔ بعدبن ادب زمین سایم
عمر در سایه ات بسر کردم ۔۔ مثل امروز ساز فردایم
روز و شب چشم ظاهر و باطن ۔۔ جز سوے این جمال نکشایم
از تمامی وساوس و خطرات ۔۔ پاک یکسو شده بیا سایم
جز تو حرف و حکایتے نکنم ۔۔ بکسے حال جز تو ننمایم
سروکارم بہ هیچ کس نبود ۔۔ صرف قربان این سراپایم
لایق قرب خاص گرچه نیم ۔۔ کنف لطف ساختی جانم
قبله و کعبهٔ بہ هر دو جهاں ۔۔ بتو وابسته دین و دنیایم

نور ناصر تو قبله گاه منی
هم بدنیا و دین پناه منی

با اثر دردی و تو سر پدر ۔۔ از توام شد زوال عین و اثر
جسم و جان را فداے درد کنم ۔۔ ورنه از هستیم مراچه خبر
اے خداوند وهب تاج و لوا ۔۔ رونق و زیب عرشه و معبر
باد ذاتت مدام در دو جهاں ۔۔ بر سر این غلام ظل گستر
بحضورت کنم زمیں سائی ۔۔ خاک پاے تو بر سرم افسر
توئی ابن الامام ناصر دین ۔۔ نائب و جانشین پیغمبر
شدهٔ با امام اشبهٔ تام ۔۔ نتواں کرد فرق همدیگر
من من گفت آن امام ترا ۔۔ اے دل عندلیب و لخت جگر
سر بسر عین ناصری بیشک ۔۔ چشم و گوش و زبان و هوش و بصر
غیر تو در جهاں کسے نبود ۔۔ پدر و پیر را چنیں مظهر
پدر من توئی و پیر توئی ۔۔ ناصرم تو و خواجه میر توئی

مناجات بهر نجات از تعلقات غیر و انجام بخیر خوبی

حق مرا خاتمہ بخیر کرے ۔۔ دور سب دوستیء غیر کرے
ان بتوں کے خیال میں نہ مروں ۔۔ اپنے اللہ کو میں یاد کروں
میرے صاحب کے نام کا صدقا ۔۔ اور اس کے کلام کا صدقا

له مد ظله

بت پرستی ہے اب نہ بت شکنی
کہ ہمیں تو خدا سے آن بنی

جارہی بات اب کہیں کی کہیں
قصہ کیا تھا مجھے خبر ہی نہیں

بیوفائی نہ سمجھیو اس کو
پیار سائی نہ سمجھیو اس کو

زہد و تقویٰ ہے یہ نہ فسق و فجور
اور ہی چیز ہے سمجھ سے دور

کون سمجھے اسے قسم بخدا
سارے عالم سے ہے یہ بات جدا

درد نیں کردیا تمام گداز
کھول دی سب حقیقت اور مجاز

کون معشوق کون شاہد ہے
اب سخن کا خدا ہی شاہد ہے

کون وہ، کون میں، کہاں کا عشق
کیا کہوں ہے جو ہے جہاں کا عشق

درد کی خدمت و غلامی سوا
اور اس کی جناب سامی سوا

ہو جو یا رب کسو سے کام مجھے
تیرا دیدار ہو حرام مجھے

میں تو ہوں ہیچ محض ناکارہ
ننگ خلقت غریب بیچارہ

نہیں مجھ میں کوی ہوا و ہوس
ہے فقط درد کی غلامی و بس

نہیں میں تو کسو ہی کام کا ہوں
کچھ نہیں ہوں پر اس کے نام کا ہوں

بس یہ تھوڑا نہیں بن آیا ہے
مجھے اوس کے لئے بنایا ہے

سر بسر اوس کی ہی نوازش ہے
سب اسی بات کی نوازش ہے

ہے وو مقصود میں ہوں اس کا ایاز
بندہ پرور ہے وہ غریب نواز

ہے اوسی کا قبول میری بساط
ہے اوسی کی رضا خوشی و نشاط

ایک ادنیٰ غلام اس کا ہوں
جوں نگیں پائے نام اس کا ہوں

غزل

گو نیم مرد اثر پئے مردم
کفش بردار حضرت دردم

گر نبودے قبول خاطر او
آہ یا رب دگرچہ میکردم

گرمئی عشق خود بجانم دہ
اے ز دنیا نمودہ دل سردم

روز میثاق ہست مد نظر
من ازاں عہد بر نمی گردم

عشق او حشر می کند برپا
درمیان دل اثر هر دم

بسکه جانم بود فدائے درد گرد آید همه بجاے درد
هر که بیند مرا بدرد آید هستیم هست رونمائے درد
سر آرام و راحتم نبود دل و جان است خاک پاے درد
قلب و قالب تصدق نامش جان و تن گشته آشنائے درد

دردمندم اثر ز روز ازل
خلقتم هست از براے درد

دل مرا صرف درد سارا هے اور کا اس میں کب گذارا هے
درد محبوب هے مرے دل کا درد مطلوب هے مرے دل کا
سارے محبوب هیں فدا اس کے شاہ سے تا گدا گدا اس کے
درد هی دوستدار هے میرا درد هی صرف یار هے میرا
دردهی میرے جی میں چھایا هے درد کا میرے سرپه سایا هے
آہ کیا کیا بیان کروں میں اب دل کہے هے زیادہ حد ادب
میں کروں اُس کی دوستی کا خیال کب هے قدرت مری کہاں هے مجال
کب یه مقدور میں نیں پایا هے کب یه میرا مقام و پایا هے
نام لوں درد کی محبت کا ذکر چھیڑوں میں اس کی الفت کا
اپنا محبوب میں کہوں اس کو یا کہ مطلوب میں کہوں اس کو
کب هے درجه که یار اس کو کہوں کب هے منه دوستدار اس کو کہوں
هوں اثر سنگ اس کے گھر کا میں ایک کتا هوں اس کے درکا میں
کیا کہوں اس کی ذات والا کا هے وو محبوب حق تعالیٰ کا
ذرہ کی آفتاب سے نسبت هے مری اس جناب سے نسبت
وصف اس کا نہیں مجال مری کیا کہوں میں زباں هے لال مری
یا مرے پیر میں تمہارا هوں حول و قوت سب اپنی هارا هوں
دین و دنیا مری تمہارے هاتهه حضرت حق نهن یوں بنایا ساتهه
تجه سوا اور کون میرا هے آسرا صرف مجکو تیرا هے
تجه سے هی بس نباہ اسکا هے سارا عالم گواہ اسکا هے

تونیں ایسی هی دستگیری کی
پدری مادری و پیری کی

تونیں اس مهر و غور سے پالا
نه پڑا مجکو اور سے پالا

بات جو هے مری سو تیرے ساتهه
تونیں ایسی هی کی هے میرے ساتهه

تیری الفت نیں ایسا گهیرا هے
که مجهے سب طرف سے پهیرا هے

تونیں بندے کو یوں نوازا هے
ایسے ناکس کو سر فرازا هے

نه قبولے اسے تو اور کوئی
کب کرے یوں کسو کی غور کوئی

رحم یوں مادر و پدر نه کرے
پیر مرشد کوئی پسر نه کرے

تیری رحمت هی ظل رب عباد
هیگی هفتاد مادروں سے زیاد

یوں غلاموں سے یار باشی کی
آه کیا کیا هی خوش معاشی کی

یار کوئی تو نه یوں تو یاری کرے
دوست کب ایسی دوستداری کرے

سارے معشوق کیجے صدقے نثار
سبهی محبوب تجه په ڈالے وار

عاشقوں کے تو جیسے ناز اٹهاے
بس تو هی یا که بے نیاز اٹهاے

نه رها جی میں آرمان کوی
یوں کرے کب کسو په مان کوی

اے خداوند میرے بنده نواز
ناز پرور کیا یه تونیں ایاز

کس کا محمود اور کیسا ایاز
هے ترا آپ هی ناز و نیاز

یه تو نا چیز نیست محض وعدم
خود بخود هے ترا هی فضل وکرم

سب ترے فضل نیں هے کام کیا
ذیل میں اپنے اوسکو تهام لیا

تونیں ناچیز کو جو چیز کیا
تب سبهی نیں اوسے عزیز کیا

یه قبولیت اس جناب میں هے
نام اس کا بهی هر کتاب میں هے

اور هر جا جو کچهه که فرمایا
دیکهنے میں سبهی کے وه آیا

اپنے ذاتوں وگرنه کچهه هی نهیں
خیر تیرا هے ورنه کچهه هی نهیں

فضل حق کا میں کیا بیان کروں
صدقه قربان جی و جان کروں

تجسے محبوب سے هے کام مجهے
دولت وصل هے مدام مجهے

هے یهی حسن ایک سا هر حال
قابل عشق هے یه حسن وجمال

گلشن عندلیب کا گلزار
هے یهی پهول گل همیشه بهار

نهیں هوتی یه صحبت رنگین
نه هوئی هے نه هوگی اور کهیں

کونسا رنگ پهر نظر میں چڑهے
کسطرح دل نه تیرا کلمه پڑهے

ہے سبھی بات میں تو مد نظر
کیا کرے کوی اور چیز اثر

روز و شب کوی بات تیرے سوا
نہیں در پیش آتی شکر خدا

تیرے صدقے سے دید رہتی ہے
خوشیٔ دل سے عید رہتی ہے

حق اثر کو یونہیں تمام کرے
بس اسی میں جئے اسی میں مرے

جز دعا اور کیا غلام کہے
اس پہ سایہ ترا مدام رہے

تو ہے آئینہ جمال اللہ
تجھہ میں سب جلوہ گر ہے وجہ اللہ

مظہر نام حق تعالیٰ کا
کوی تجھہ سا ہوا نہ ہووے گا

ہے تو قایم مقام ناصر دین
ہے تو ابن الامام ناصر دین

ناصر دین وو تیرا ناصر ہے
نور ناصر تو میرا ناصر ہے

وصف کرنا جناب ناصر کا
کب ہے مقدور مجھسے قاصر کا

بات وہاں کی میں کیا مجال کہوں
عجز سے بس زبان لال رہوں

کس کی طاقت کسے ہے تاب و تواں
اوس جگہہ ہم سبھی ہیں کل لسان

واہ کہنے کا توہی لایق ہے
بات سب وہاں کی تجھہ پہ صادق ہے

ہے سبھی بات کے مطابق تو
نالۂ عندلیب ناطق تو

تو تو خود آپ نور ناصر ہے
تجھسے ہی یہ ظہور ناصر ہے

تجھہ پہ اسرار سب ہویدا ہیں
سارے انوار تجھسے پیدا ہیں

جوں فرشتہ ہیں سر بسجود
تو ہمارا ہے قبلہ و مسجود

اپنا معبود تجھکو مانا ہے
بس یہ سر اور آستانہ ہے

تونیں کھولی حقیقت توحید
سب پہ تیری مدد تری تائید

تونیں توحید ہمکو دکھلائی
تونیں تجرید ہم کو سکھلائی

تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے
تو ہی باطن ہے تو ہی ظاہر ہے

کشف و اظہار کے تو قابل ہے
حضرت عندلیب کا دل ہے

تیری غیبت و معیت وہاں
کرسکے ہے ہر ایک بات بیاں

خاص وہاں تجھکوہی رسائی ہے
اور کس نیں مجال پائی ہے

جو کہا تونیں سب وہی تو کہا
ذکر مذکور بس یہی تو رہا

جو ہے تیرے جناب کی تصنیف
ہے اوسی ذات پاک کی توصیف

وہی ہرجا جو کیجے غور کہے
جب کہے پر نئے ہی طور کہے

داد اوسکی میں کیا شعور جو دوں | تیرے سمجھائے سے سمجھتا ھوں
یہ بھی تیرا ھی فیض صحبت ھے | وونہ کیا میری تاب و طاقت ھے
کچھہ ھی تیرے حضور میں بولوں | یا کہ عجز و قصور میں کھولوں
کہہ سکوں کیا میں اس جناب کے بیچ | بات ظاھر ھے سب کتاب کے بیچ
ھیں تصانیف اوس جنابوں کے | ذرہ توصیف اوس جنابوں کے
نالۂ عندلیب ھے دل میں | یہی درد حبیب ھے دل میں
قطعہ تاریخ کا جو فرمایا | آپ حضرت کو وہ پسند آیا
ھوا مقبول اوس جناب کے بیچ | آپ داخل کیا کتاب کے بیچ
مصرعۂ آخری بلا کم و کاست | بے تکلف پڑا عدد میں راست

قطعہ

سال تاریخ ایں کلام شریف | کہ بسوے حق انجذاب نماست
کرد الہام حق بگوش دلم
نالۂ عندلیب گلشن ماست
۱۱۵۳

دل میں رھتا ھے واردات درد | ورد جاں ھیں مصنفات درد
جو کہ علم الکتاب کو سمجھے | کچھہ ذرا اوس جناب کو سمجھے
نالۂ درد ورد ھے میرا | دل فدا اوس کے گرد ھے میرا
بات اپنی تمام آپ کہے | اور کے کہنے کی جگہ نہ رھے

له مدظله

درد می بارد از رسالہ درد
شرح درد دل است نالۂ درد

قطعہ تاریخ میں ھوا جو ابھی | فیض اوس کے کلام کا ھے سبھی
کرد الہام حق بگوش اثر | ایں کلامیست کز حبیب منست
گوش کن از سر صفا و صدق
نالۂ درد عندلیب منست
۱۱۹۰

ایک ہے یہ رسالۂ نالۂ درد
دوسرا اس کے ساتھہ آہ سرد

اور دو اِن کے جو مقابل ہیں
درد دل اور شمع محفل ہیں

الغرض ہر کلام حضرت کا
کھولتا ہے مقام حضرت کا

عاشقان خدا کو درد دل
بات سے اوس کی ہووے ہے حاصل

درد جو دستگیر میرا ہے
حضرت خواجہ میر میرا ہے

اوسکی ہی ذات نور ناصر ہے
سب اوسی سے ظہور ناصر ہے

مرشدم مد ظله العالی
حضرت درد پیر خواجه میر

ازجنابش که هست صاحب درد
اے اثر اندکے اثر بپذیر

آنکه هر وقت ناصراست ومعین
حضرت ماست خواجه ناصر پیر

نالۂ عندلیب قدس شنو
هر زماں پند سودمند بگیر

بسکه خالص محمدی هستی
در ره الفت محمد مهر

یا الهی زبس محمدیم
راه بنما مرا که مهتدیم

حشر من ساز در محمدیاں
که بساطم بود همیں ایماں

نفس و شیطاں چساں کند گمراه
خوانده ام لا اله الا الله

ایں شهادت همی دهم همراه
که محمد بود رسول الله

باد یارب باو درود و سلام
هم بر آلش بلا فتور مدام

بیعت من معنعن است باو
ایں ره مرشد منست باو

زیں وساطت مرا امیدے هست
که رسم تا بپاش دست بدست

من چه باشم وسیله را نازم
جان خود را فداے او سازم

فضل یا رب طفیل حضرت من
کن قبولم بذیل حضرت من

بر سرم دار مهر طلعت او
ذرۂ در دلم ز نسبت او

زده ام دست خود بدامن او
خوشه چینم کنی ز خرمن او

دار بر من نگاه شفقت او
تا که باشم غریق رحمت او

غرق بحر گناه و عصیانم
دامن آلوده تا گریبانم

خارج از حد گناه گاریٔ من
بر تر از عد تباه کاریٔ من

همه تقصیر و جرم و عصیان است
همه سهو و خطا و نسیانست

من آواره سخت منفعلم
هیچ و ناکاره ام بسے خجلم

لیک با اینهمه سیه کاری — چشم دارم ظهور غفاری
دلم افتادہ است بسکه فضول — هست امید وار فضل و قبول
به که الحال در حضور آیم — با وجود همه قصور آیم
غیر حاضر از و چساں مانم — حاضر و ناظر اوست هر آنم
اے جناب مقدس پیرم — عفو کن جمله هرزہ تقریرم
توبه کردم ز یاوہ گوئیها — باز گشتم ز هر زہ پوئیها
از تو پوشیدہ نیست حال من، — نیت و خطرہ و خیال من
هستی آگه ز جمله سر و علن — پیش تو ظاهر است باطن من
از خجالت همه تر آمدہ‌ام — عفو فرما که بر در آمدہ‌ام
بخشش همچو مجرمے معلوم — لیک زیں در نگشت کس محروم
تا ابد هست باب تو مفتوح — قسمت خلق زاں فیوض و فتوح
نیست دیگر درے کشادہ چنیں — که صلاے نجات دادہ چنیں
فیض بر عالم است زیں در تو — چشمهٔ مهر ذرہ پرور تو
اے ز نورت منور است مدام — باطن و ظاهر خواص و عوام
هست ایں ذات نور رحمانی — شد از و کائنات نورانی
گر نباشی تو واسطه هیهات — آسمان و زمیں شود ظلمات،
از وجودت بود قیام جهاں — فیضیاب از تو جمله عالمیان
فرض برما همه اطاعت تست — همه را حاجت شفاعت تست
نیست خارج کسے ز دعوت تو — هم بسے داخل اجابت تو
نکند یا کند کسے معلوم — میدهی قدر قسمتش مقسوم
منکه افتادہ ام بدر گه تو — سر نهادہ بعجز در رہ تو
نسبتے دادہ حق بسوے توام — کمترین سگاں کوي توام
عیب دارم ولے ترا دارم — نا بکارم ولے ز سرکارم
بزدا ظلمتم بنور خویش — رفع غفلت کن از حضور خویش
گرچه بهر تو ننگ و عارم من — لغو بیهودہ هرزہ کارم من
من گمراہ را هدایت کن — نسبت خاص خود عنایت کن

خودم هیچ که مرا مگذار — با خودم دار و نیز با خود* دار

ارم امید وار روز کرم — که ندارم سرم جدا ز قدم

ردهٔ آنچه مهربانیها — وعده فرمودهٔ زبانها

ست آویز هست بهر نجات — حرزم اینست درحیات و ممات

یک هستم غلام صادق تو — در خور خود ولے نه لایق تو

ر جنابت قویست ایمانم — غیر تو نیست در دل وجانم

تماد است بر عنایت تو — اعتقاد است بر حمایت تو

ه عبادت بود نه طاعت من — کردهٔ ذمهٔ شفاعت من

بساطم بجز قبول تو نیست — غیر رب تو و رسول تو نیست

طفیل جناب ناصر خویش — بخششے کن بریں عقیدت‌کیش

ا تو کرد آنچه حضرت ناصر — تو همان کردهٔ بایں قاصر

ے تواں شد ادائے شکر زمن — همه قربان تست جان و تن

س همیں خواهم از جناب خدا — سرم از پائے تو مباد جدا

کر حق خاتمه بخیر شده — محو از دل خیال غیر شده

خاطرم زیں حضور آباد است — دل ز جمله قیود آزاد است

ر دلم خواهش و مراد نماند — آن فسانه چه بود یاد نماند

ائے دیگر کنوں رسید سخن — نیست کانجا رسائی تو و من

طره‌ام با محیط خود پیوست — همه از قید ما و من وارست

نده در خاطرش فتد ز کجا — شد دلش محو در دل دریا

نه جان مجتش ساری است — بر زبان نام پاک او جاری است

ست در دل سوائے ایں حاضر — اول آخر همیں هوالناظر

---

* (ن) بے خود
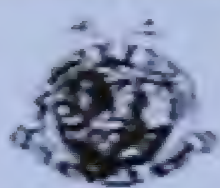
غلط نامہ مثنوی خواب و خیال

صفحہ	شعر	غلط	صحیح
۷	۱۵	فضل کرم	فضل و کرم
۸	۲۴	ور	اور
۹	آخرشعر	اوو	وو
۱۱	۱۱	مسمتند	مستمند
۱۹	۶	آتش‌زدوں میں	آتش‌زدوں نہ
۱۱	۱۱	کاتے	کاتی
۴۳	آخرشعر	جیسے	جی سے
۴۵	۶	دت درس	دادرس
۵۵	۸	بولونگا	بولوں
۵۷	۱۳	زحمت	زخمت
۵۹	۲۶	باندھے ھے	باندھے
"	"	اتھر	ایتر
۶۰	۲	جھیکتا	جھینکتا
۶۱	۵	مجلس کے	مجلس کی
۶۲	۱۲	جز وکل	جزوو کل
۶۸	۲۹ (مصرعہ ۲)	بیٹھہ	پیٹھہ
۷۸	۱	یات	بات
۸۶	۱۶	پلتی	پلتتی
۸۹	۱۹	لوتا	توتا
۹۲	۴	حال	چال
۹۵	۴	تو	د و
۹۵	۴	تووہ	تو دہ
۹۶	۱۳	گھی	کھے
۹۸	۳	تسبمت	تبسمت
۱۰۸	۴	موجودہ	موجود
۱۱۶	۶	لہ مدظلہ	لہ
۱۲۱	۱۲	فہمیدہ	فہمید